بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی

انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهرکم تطهیرا

ترجمہ:۔ بیشک فیصلہ فرمالیا ہے اللہ تعالیٰ نے اے نبی پاک ﷺ کے گھر والو کہ تم سے ہر طرح کی ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں خوب پاک فرمادے (احزاب ۳۳)

ازواجؓ وبوترابؓ ، حسینؓ وحسنؓ ، بتولؓ ○ ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
یہ سب ذوات پاک ہیں مصداق اہل بیت ○ آئیہ تطہیر سے ظاہر ہے۔ شان اہل بیتؓ

تذکرہ اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حسب الارشاد: رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

سالار قافلۂ نقشبندیہ، نقیب مسلک مجددیہ حضور قبلۂ عالم

الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ

زیب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ حضرت کیلیانوالہ شریف

مصنف

جگر گوشۂ شیخ القرآن والحدیث علامہ الحاج حافظ شفقات احمد مجددی کیلانی
(حفظہ اللہ عما لایلیق)

...نوریہ حضرت کیلیانوالہ شریف
ضلع گوجرانوالہ

3992

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا اسئلکم علیه اجرا الا المودة فی القربی

انما یرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت ویطهر کم تطهیرا

ترجمہ۔ بیشک فیصلہ فرمالیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ اے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والو تم سے ہر طرح کی
ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں خوب پاک کر دے (الاحزاب ۳۳)

ازواجؓ و بوترابؓ، حسینؓ و حسنؓ، بتولؓ ... کا خدا نے پاک کرتا ہے بیاں
یہ سب ذوات پاک ہیں مصداق اہل بیت ... آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت

تذکرہ اہل بیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

حسب الارشاد:

سالار قافلۂ نقشبندیہ، نقیب مسلک مجددیہ حضور قبلۂ عالم

الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ

زیب سجادہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ حضرت کیلیانوالہ شریف

مصنف

جگر گوشۂ شیخ القرآن والحدیث علامہ الحاج حافظ شفقات احمد مجددی کیلانی
(حفظ اللہ عمالا ایلیق)

ناشر

دارالتبلیغ: آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ حضرت کیلیانوالہ شریف

تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ

Marfat.com

87257

~~87757~~

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف محفوظ ہیں

نام کتاب۔۔۔۔۔ ذکر اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین

حسب الارشاد۔۔۔ حضور قبلۂ عالم زیب سجادہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

نظر ثانی و اصلاح۔۔۔ علامہ الحاج الحافظ مفتی محمد سعید احمد صاحب مجددی کیلانی مدظلہ

مفتی اعظم آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف / گوجرانوالہ

مرتبہ۔۔۔۔۔ جگر گوشۂ شیخ القرآن والحدیث علامہ الحاج مفتی حکیم

حافظ شفقات احمد صاحب نقشبندی مجددی کیلانی حفظہ

ناشر۔۔۔۔ دار التبلیغ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ حضرت کیلیانوالہ شریف

ضلع گوجرانوالہ

طباعت۔۔۔۔ بار چہارم۔۔۔ ۱۲ شوال المکرم ۱۴۲۲ھ۔۔ 2001ء

معاونت درطباعت۔۔۔۔ روپے

کمپوزنگ

فاروقی کمپیوٹر کمپوزنگ اینڈ پرنٹنگ پریس چوک امیر حمزہؓ علی پور چٹھہ

Marfat.com

مُعنوَن

میں اپنی اس خدمت اہل بیت اطہار کو اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے وسیلہ جلیلہ سے اپنے شیخ کامل۔ قدوۃ السالکین۔ زبدۃ العارفین۔ امام الواصلین۔ پاسبان ناموس صحابہ۔ نقیب اہل بیت اطہار۔ وکیل حضور مجدد الف ثانی۔ قسیم فیض حضور شیر ربانی۔ جگر گوشہ و پروردہ تاجدار کیلانی۔ حضور قبلہ عالم الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی کیلانی۔ دامت برکاتہم القدسیہ کے بے مثال اور لازوال جذبہ محبت اہل بیت اطہار کی نذر کرتا ہوں۔ جس کے طفیل مجھ جیسے لاتعداد اہل بیت اطہار کے خادموں کو اہل بیت اطہار کے تعامل ذیشان اور فرامین ہدایت نشان کی روشنی میں جناب رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات، ابنات مقدسات، حضور کے سسرالی رشتہ داروں، آپ کے دامادوں اور آپ کی صحبت نورانی کے فیض یافتہ حضور کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق اپنے ایمانوں کا قبلہ درست کرنا نصیب ہوا۔ فللہ الحمد

خویدم اہل بیت اطہار وصحابہ کرام۔ شفقات احمد مجددی کیلانی حفظہ

Marfat.com

فہرست مضامین کتاب ہذا

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
محبت اہل بیت اور قرآن وحدیث	۱	امام اعظم کے نزدیک اول الاسلام	۵۰
محبت اہل بیت کا ثمرہ	۸	سیدنا علی المرتضی اور قرآن	۵۱
اہل بیت پر درود شریف	۱۱	جناب علی۔ بستر رسول پر	۵۵
مومن اور اہل بیت سے محبت کی وجہ	۱۴	مقام صحابہ رسول	۵۷
لفظ آل اور اہل۔ قرآن مجید میں	۱۷	اصحاب بدر۔ اصحاب بیعت رضوان	۶۳
آیت تطہیر کا بیان	۱۹	عشرہ مبشرہ۔ حضور کا سسرالی رشتہ	۶۴
حدیث کساء کا بیان	۲۱	حضور کی چار شہزادیاں۔ اعتراض، جواب	۶۵
اہل سنت اور مصداق اہل بیت	۲۲	علی اور نسل مصطفے۔ احب الخلق	۶۷
آیت مباہلہ اور پنج تن پاک	۲۹	جناب علی۔ فاتح خیبر	۶۸
سورہ توبہ کا اعلان، گھرانہ فاطمہ اہل بیت	۳۱	نکاح سیدہ با حیدر کرار	۶۹
سلمان اہل بیت کے معنے	۳۲	مسئلہ جہیز اور سیدہ فاطمہ	۷۰
سادات پر صدقہ حرام	۳۳	مولا علی سے سرگوشی	۷۱
آیت مودت اور پنج تن پاک	۳۶	جناب علی کی واپسی کی دعا۔ مواخات	۷۲
سیدنا امام اعظم اور محبت اہل بیت	۳۷	حضرت علی محشر میں بھی صاحب لواء	۷۳
امام شافعی اور شیخ سعدی کا نذرانہ محبت	۳۹	جناب علی نائب رسول	۷۴
فرمان حضور مجدد الف ثانی	۴۰	جناب علی۔ ہر مومن کے ولی	۷۶
معاذ اللہ۔ بدعقیدہ۔ سید کا مسئلہ	۴۲	اعلان سلونی۔ علم علی اور دعاء نبوی	۷۸
سیدنا علی المرتضیٰ کا بیان	۴۵	انا مدینۃ العلم وعلی بابہا والی حدیث	۸۰
علی کی ماں۔ نبی کی ماں	۴۷	زیارت علی۔ عبادت خدا	۸۲
پروردۂ آغوش نبوت	۴۸	علی مطلوب جنت علی نبی کے کندھوں پر	۸۳

Marfat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
جناب علی کے لئے سورج کا پلٹنا	۸۴	سیدہ۔ قبر نبوی پر	۱۲۲
جناب علی۔ صدیق اکبر	۸۶	سیدہ کو آخر وقت بھی پردے کا فکر	۱۲۳
جناب علی کی نماز میں نفیت	۸۸	سیدہ کا آخری غسل	۱۲۴
محبت علی اور چند فرامین مصطفےٰ	۸۹	سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی فضیلت	۱۲۷
ہر کوئی جناب علی کا محتاج۔ محبت فاروقی	۹۷	مسئلہ فدک کی شرعی حقیقت	۱۲۹
ابوبکر و عمر کا دشمن۔ علی کا دشمن	۹۸	فدک اہل بیت کے تصرف میں	۱۳۳
جناب ابو طالب پر حضور راضی	۹۹	جناب علی المرتضیٰ کی گواہی	۱۳۲
محبت علی اور تین گروہ	۱۰۰	حضور کا سیدہ کو فدک سے انکار	۱۳۴
شہادت جناب علی المرتضیٰ	۱۰۱	ازواج مطہرات اور وراثت	۱۳۸
قاتل علیؓ۔ اشقی الناس	۱۰۲	امام زادے کا نعرۂ حق	۱۳۹
آپ کی ازواج و اولاد	۱۰۴	سیدہ کی وفات حسرت آیات	۱۴۰
ذکر سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا	۱۰۶	ذکر سیدنا امام حسنؓ	۱۴۲
سیدہ کی زندگی میں دوسری شادی منع	۱۰۸	آپ کی اولاد	۱۴۷
مائی حنف۔ امام حنیف۔ ایک افسانہ	۱۰۹	ذکر سیدنا امام حسینؓ	۱۴۸
سیدہ۔ حضور کی مشابہ	۱۱۰	آپ کی ازواج و اولاد	۱۵۰
تسبیح سیدہ فاطمہ	۱۱۲	جناب رسول اللہ کی ازواج مطہرات	۱۶۱
حدیث میراث، سیدہ بھوک سے آزاد	۱۱۳	سیدہ عائشہ صدیقہ کی عمر کی تحقیق	۱۶۶
سیدہ سے حضور کی زیادہ ملاقات	۱۱۴	جناب رسول اللہ کی اولاد امجاد	۱۸۲
سیدہ سردار جنت۔ آخری سرگوشی	۱۱۶	نبی کریمؐ کو کربلا کا علم اور صدمہ	۱۵۳
سیدہ کا میدان محشر میں اعزاز	۱۱۸	ابوبکرؓ و عمرؓ۔ بوڑھے جنتیوں کے سردار	۱۵۷
سیدہ کے خادم فرشتے	۱۲۰	سیدنا امام حسینؓ اور یزید پلید	۱۵۸
سیدہ جگر گوشۂ رسول	۱۲۱	محمد رضا روتی کی نگاہ میں امام حسین	۱۵۹

Marfat.com

حَامِدً اوَّ مُصَلِّیاً وَّ مُسَلِّمًا وَّ مُبَسْلِمًا

میری انتہائے نگارش یہی ہے　　　تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

اہل بیت کی محبت قرآن وحدیث کی روشنی میں

امابعد۔ارشاد خداوندی ہے۔"قُلْ اِنْ کَانَ آبَائُکُمْ وَ اَبْنَاءُ کُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَ مَسَاکِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفَاسِقِیْنَ (سورۃ توبہ آیت ۲۴) یعنی۔اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم اعلان فرمادیں کہ اے لوگو اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور تمہاری وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسندیدہ مکان۔تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ پیارے ہوں اور اللہ کی راہ میں جہاد سے پیارے ہوں تو انتظار کرو کہ تم پر اللہ کا عذاب آجائے اور اللہ تعالے فاسقوں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ منشائے خداوندی یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات والاصفات سے کائنات کی ہر ایک چیز سے زیادہ محبت رکھنی چاہیے۔اور جو بدبخت کائنات کی کسی بھی چیز کو جناب سرور کائنات ﷺ سے زیادہ پیار رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور غضب کو دعوت دے رہا ہے جناب مخبر صادق علیہ السلام نے بھی اس مضمون کو اپنے الفاظ میں بیان فرمایا ہے"وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُ

Marfat.com

کُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ''باختلاف الفاظ (بخاری جلد ا صفحہ ۴۹ وغیرہ) یعنی خدا کی قسم تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک ایمان دار نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی بیوی اور اس کے مال اور اس کے والد (والدین) اور اس کے بیٹے (اولاد) اور تمام لوگوں سے زیادہ میں (رسول اللہ ﷺ) اس کے نزدیک زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ اس حدیث شریف سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ جس کے دل میں اس درجہ کی محبت مصطفےٰ ﷺ موجود نہیں ہے وہ شخص ایمان دار نہیں ہے

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محبت کی علامات میں سے ایک علامت تو یہ ہے کہ ''مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَهٗ'' (کتاب الشفاء جلد ۲ صفحہ ۱۷۴) یعنی جس سے کوئی محبت کرتا ہو گا وہ اس کا ذکر بہت زیادہ کرے گا اور ایک حدیث شریف کے مطابق ''حُبُّکَ الشَّیْئَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ'' (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۴۲، مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۰) یعنی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ جس چیز سے تجھے محبت ہو گی تیری آنکھ کو اس میں کوئی عیب نظر نہیں آئے گا اور تیرے کان اس محبوب کے خلاف کوئی بات سننا گوارہ نہیں کریں گے۔ اسی طرح عربی کا ایک مشہور مقولہ ہے۔ کہ ''اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعٌ'' یعنی محبت کرنے والا اپنے محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔

آیئے ہم سرکار ابد قرار ﷺ سے دست بدستہ عرض کریں کہ حضور اکرم ﷺ آپ ہی ارشاد فرمائیں۔ کہ آپ کی بارگاہ میں کس شخص کی محبت کو قبولیت کا شرف عنایت ہوتا ہے۔ چنانچہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات نے ارشاد فرمایا''

Marfat.com

"لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّنِیْ وَلَا یُحِبُّنِیْ حَتّٰی یُحِبَّ ذَوِیْ قَرَابَتِیْ"
(نورالابصار صفحہ ۱۲۷ بیہقی) یعنی جب تک کوئی شخص اپنے دل کو میری محبت سے منور نہ کرلے اس وقت تک وہ مومن نہیں ہوسکتا۔ اور جب تک کوئی شخص میرے قرابت داروں سے محبت نہ کرے اس وقت تک اس کی محبت میری بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل نہیں کرسکتی بات بالکل واضح ہوگئی کہ جس شخص کے دل میں اہل بیت کرام کی محبت نہیں ہے اس کا حضور پرنور ﷺ کے ساتھ دعوائے محبت بھی بالکل جھوٹ ہے محض دکھلاوا اور منافقت ہے۔ نیز دشمن اہل بیت چاہے جتنی بھی عبادت کرتا رہے سب کی سب بے کار بے سود اور خدا کی بارگاہ میں مردود ہے خدا کی بارگاہ میں ایمان اور تمام اعمال صرف اور صرف اس شخص کے قبول ہوں گے جس کا دل حب مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء سے بھی مخمور و معمور ہوگا اور محبت اہل بیت اطہار کی دولت سے بھی مالا مال ہوگا۔ ایک اور مقام پر جناب رسالت مآب ﷺ نے فرمایا "اَحِبُّوا اللّٰهَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ بِهٖ مِنْ نِعْمَةٍ وَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰهِ وَاَحِبُّوْا اَهْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ" (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲، مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۳، تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۷، تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۱۴ وغیرہ) یعنی اے لوگو اللہ تعالیٰ سے محبت کرو کیونکہ وہ ہمیشہ تم پر نعمتیں نازل فرمارہا ہے اور مجھ سے محبت رکھو کیونکہ جو مجھ سے محبت رکھتا ہوگا خدا کی محبت بھی اسی کی قبول ہوگی۔ اور میرے اہل بیت سے محبت رکھو کیونکہ جو میرے اہل بیت سے محبت رکھتا ہے وہی میری محبت والا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے حضور اکرم ﷺ کی محبت شرط ہے اور حضور اکرم ﷺ کی محبت کے لئے اہل بیت کی محبت شرط ہے۔ لہذا معلوم ہوگیا کہ اہل بیت کرام کی محبت والا ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا مقبول

Marfat.com

ہے اور اسی کی محبت حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں مقبول ہو گی۔ ایک اور مقام پر تو جناب رسول اللہ ﷺ نے بالکل صراحتاً ارشاد فرما دیا۔ آپ نے جناب عباس کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یَدْخُلُ قَلْبَ الرَّجُلِ الْاِیْمَانُ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ لِلّٰہِ وَلِرَسُوْلِهٖ (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۱۳، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۷، مشکوۃ صفحہ ۵۶۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۸، صواعق محرقہ صفحہ ۱۷۶) اے چچا جان۔ خدا کی قسم اس وقت تک کسی شخص کے دل میں ایمان داخل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ تم (اہل بیت، قربت دار) سے محبت نہ رکھے۔ ایک اور مقام پر فرمایا "وَاللّٰہِ لَا یَدْخُلُ قَلْبَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ اِیْمَانٌ حَتّٰی یُحِبَّکُمْ لِلّٰہِ وَلِقَرَابَتِیْ (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۱۳، مواہب لدنیہ جلد ۳ صفحہ ۳۶۲، زرقانی جلد ۷ صفحہ ۱۹ وغیرہ) یعنی اللہ کی قسم کسی شخص کے دل میں اس وقت تک ایمان داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ تم (اہل بیت) سے محض اللہ کیلئے اور میری قرابت داری کا لحاظ رکھتے ہوئے محبت نہ رکھے۔ ایک مقام پر فرمایا "مَنْ اَبْغَضَنَا اَھْلَ الْبَیْتِ فَھُوَ مُنَافِقٌ (درمنثور جلد ۶ صفحہ ۷) یعنی جو اہل بیت سے بغض رکھے وہ منافق ہے ایک اور مقام پر فرمایا "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُبْغِضُنَا اَھْلَ الْبَیْتِ رَجُلٌ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰہُ النَّارَ۔ (تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۷ طبع بیروت) یعنی خدا کی قسم جو شخص اہل بیت سے بغض رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ ضرور اس کو آگ میں داخل کرے گا۔ شارح بخاری امام قسطلانی نے اس روایت کو نقل فرما کر لکھا ہے۔ "واخرج الحاکم و صححہ عن ابی سعید" (مواہب لدنیہ جلد ۳ صفحہ ۳۷۲، زرقانی جلد ۷ صفحہ ۲۱) یعنی امام حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے ایک روایت میں آپ

Marfat.com

نے اہل بیت کی اہمیت کو یوں واضح فرمایا یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ ثَقَلَیْنِ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ بَیْتِیْ (باختلاف الفاظ ترمذی جلد ۳ صفحہ ۲۱۹، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۰، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۹، بیہقی جلد ۷ صفحہ ۳۰، مواہب لدنیہ جلد ۳ صفحہ ۱۴۱ وغیرہ) اے لوگو میں تم میں دو ایسی مضبوط اور معتبر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو تم میرے بعد کبھی گمراہ نہیں ہو سکتے۔ ان میں ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسری میری اہل بیت ہے لوگو میں تمہیں اپنی اہل بیت کے بارے میں خدا یاد دلاتا ہوں۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا یعنی اہل بیت کو توہین وعداوت کے متعلق خدا سے ڈرنا'' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا مَنْ عِتْرَتُ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَصْحَابُ الْعَبَاءِ (شرح خصائص نسائی صفحہ ۹۷ از امیر شاہ قادری) کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا حضور کی عترت کون لوگ ہیں تو آپ نے فرمایا۔ عبا (چادر) والے حضرات)۔ ایک مقام پر ارشاد فرمایا ''اَلَا اِنَّ مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ (مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵، مسند امام احمد، صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۲) اے لوگو! تم میں میرے اہل بیت۔ جناب نوح علیہ السلام کی کشتی کے مانند ہیں جو اس کشتی میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اس (اہل بیت) کے خلاف کیا وہ ہلاک ہو گیا

ارباب اہل بیت کو نسبت کا ہے شرف ہے انکی عظمتوں سے عیاں عظمت رسول

صحابہ اور اہل بیت ذریعہ نجات

Marfat.com

بیان کردہ حدیث شریف کے تحت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میری اہل بیت کشتی نوح کے مانند ہے جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کر لو گے تم ہدایت پا جاؤ گے اور ہم اس وقت تکلیف کے سمندر میں ہیں اور شکوک وشبہات اور خواہشات کی موجیں ہم پر حملہ آور ہو رہی ہیں اس حالت میں سمندر میں سفر کرنے والے کیلئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ایک تو یہ کہ اس کی کشتی ہر طرح کے نقص وعیب سے پاک ہو اور دوسرا یہ کہ چمکتے ہوئے روشن ستارے اس کی رہنمائی کے لیے موجود ہوں۔اس طرح جب وہ شخص اس کشتی میں سوار ہوگا اور اپنی نظر ان ستاروں پر رکھے گا تو وہ انشاء اللہ بصحت وسلامتی منزل پر پہنچ جائے گا۔اسی طرح ہمارے اصحاب اہل سنت اہل بیت کرام کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور اپنی نگاہیں نجوم ہدایت صحابہ کرام پر لگائے ہوئے ہیں پس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے امید رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ دنیا وآخرت میں کامیاب وکامران ہو جائیں گے (تفسیر کبیر جلد ۲۷ صفحہ ۱۶۷) کسی نے کیا خوب کہا ہے

اہل سنت کا ہے بیڑا پار۔اصحاب رسول ۔۔۔ نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

امام رازی آیت اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبیٰ کے تحت اہل سنت کا مسلک یوں بیان فرماتے ہیں۔کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک یہ آیت اہل بیت عظام اور صحابہ کرام دونوں ہی کی محبت کے لازم ہونے پر دلالت کرتی ہے۔اسی لیے ہم اہل سنت وجماعت والے اہل بیت کرام اور صحابہ کرام دونوں کی محبت کو لازم قرار دیتے ہیں۔
(تفسیر کبیر جز ۲۷ صفحہ ۱۶۷)۔اسی طرح جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

Marfat.com

روایت کی گئی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اِفْتَرَضَ عَلَیْکُمْ حُبَّ اَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ کَمَا افْتَرَضَ عَلَیْکُم الصَّلٰوۃَ وَالزَّکٰوۃَ وَالصَّوْمَ وَالْحَجَّ فَمَنْ اَبْغَضَ وَ احِدًا مِنْھُمْ لَمْ یَقْبَلُ اللّٰہُ لَہٗ صَلٰوۃً وَلَا زَکٰوۃً وَلَا صَوْمًا وَلَا حَجًّا وَ یُحْشَرُ مِنْ قَبْرِہٖ اِلَی النَّارِ"

(روض الفائق صفحہ ۲۳۸، صواعق صفحہ ۸۱) یعنی تم پر جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب عمر فاروق، جناب عثمان ذوالنورین اور جناب علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت ایسے ہی فرض کی گئی ہے جیسا کہ تم پر نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج فرض کیے گئے ہیں ۔چنانچہ ان چاروں خلفاء راشدین میں سے جو کسی ایک کے ساتھ بھی بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز زکوٰۃ روزہ اور حج کچھ بھی قبول نہیں فرمائے گا اور قیامت کو اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں بھیجے گا۔اس طرح کی ایک روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "لِحَوْضِیْ اَرْبَعَةُ اَرْکَانٍ اَوَّلُ رُکْنٍ مِّنْھَا فِیْ یَدِ اَبِیْ بَکْرٍ وَالثَّانِیْ فِیْ یَدِ عُمَرَ وَ الثَّالِثُ فِیْ یَدِ عُثْمَانَ وَ الرَّابِعُ فِیْ یَدِ عَلِیٍّ. فَمَنْ اَحَبَّ اَبَا بَکْرٍ وَ اَبْغَضَ عُمَرَ لَمْ یَسْقِھْہُ اَبُوْبَکْرٍ وَ مَنْ اَحَبَّ عُمَرَ وَاَبْغَضَ عُثْمَانَ لَمْ یَسْقِھْہُ عُمَرُ وَمَنْ اَحَبَّ عُثْمَانَ وَاَبْغَضَ عَلِیًّا لَمْ یَسْقِھْہُ عُثْمَانُ وَ مَنْ اَبْغَضَ عُثْمَانَ وَاَحَبَّ عَلِیًّا لَمْ یَسْقِھْہُ عَلِیٌّ... فَمَنْ اَحْسَنَ الظَّنَّ فِیْھِمْ فَھُوَ مُؤْمِنٌ وَ مَنْ اَسَاءَ الظَّنَّ فِیْھِمْ فَھُوَ مُنَافِقٌ"

روض الفائق صفحہ ۲۳۸) یعنی جناب سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔میرے حوض کے چاروں طرف سبیلیں لگی ہوں گی ان میں سے ایک پر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منتظم ہوں گے۔دوسری پر عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔تیسری پر عثمان

Marfat.com

ذوالنورین اور چوتھی سبیل پر علی المرتضےٰ منتظم ہوں گے۔ جو ابوبکر صدیق سے محبت کرتا ہو لیکن عمر فاروق سے بغض رکھتا ہوگا ابوبکر صدیق اسے پانی نہیں پلائیں گے اور جو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تو محبت رکھتا ہو لیکن عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عداوت رکھتا ہو۔ اسے عمر فاروق پانی نہیں پلائیں گے اور جو عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھتا ہو لیکن علی المرتضےٰ سے عدوات رکھتا ہو۔ اسے علی المرتضےٰ پانی نہیں پلائیں گے۔ جو شخص ان چاروں صحابہ کے متعلق اچھا عقیدہ رکھے وہ مومن ہے اور جو ان کے متعلق برا عقیدہ رکھے وہ منافق ہے'' معلوم ہوا کہ خلفاء راشدین میں سے جو کسی ایک کا بھی دشمن ہوگا وہ روز قیامت جناب سرور کائنات ﷺ کے حوض کوثر سے پانی نہیں پی سکے گا اور وہ بغض صحابہ کی وجہ سے اللہ کے فضل اور حضور کی رحمت سے محروم رہے گا نعوذ باللہ من ذالک۔ امام دار قطنی نقل فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو میرے صحابہ کرام کے بارے میں میرا لحاظ کرے گا وہ حوض کوثر سے سیراب کیا جائے گا اور جو میرے صحابہ کی عزت واحترام نہیں کرتا وہ حوض کوثر سے بھی فیض یاب نہیں ہو سکے گا۔ (حضرت علی، سیدہ فاطمہ، امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی صحابی ہیں) اور اسے روز محشر میری زیارت بھی نصیب نہیں ہوگی۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

محبت اہل بیت کا ثمرہ

امام زرقانی علیہ الرحمۃ نے اہل بیت نبوت کی فضیلت میں نقل کیا ہے ''وَقَدْ رُوِیَ مَرْفُوْعًا مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيْدًا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ لَمْ يَشُمَّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ'' (زرقانی علی المواہب جلد ۷ صفحہ

Marfat.com

۱۵) تفسیر کشاف، تفسیر کبیر جلد ۲۷ صفحہ ۱۶۵ وغیرہ) نیز علامہ اسماعیل حقی نقل فرما تے ہیں کہ " مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيدًا . اَلاَ وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مَغْفُوْرً الَّهٗ اَلاَ وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِبًا اَلاَ وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مُؤْمِنًا مُسْتَكْمِلَ الْاِيْمَانِ اَلاَوَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَهٗ مَلَكُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ مُنْكِرٌ وَّ نَكِيْرٌ . اَلاَ وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ يُزَفُّ اِلَی الْجَنَّةِ كَمَا تُزَفُّ الْعُرُوْسُ اِلٰی بَيْتِ زَوْجِهَا . اَلاَ وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ فُتِحَ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ بَابَانِ اِلَی الْجَنَّةِ. اَلاَ وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللّٰهُ قَبْرَهٗ مَزَارَ مَلاَئِكَةِ الرَّحْمَةِ . اَلاَ وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَی السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ . اَلاَ وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ آئِسٌ مِّنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ . اَلاَ وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ كَافِرًا . اَلاَ وَ مَنْ مَاتَ عَلٰی بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ لَمْ يَشُمَّ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ (تفسیر روح البیان جلد ۸ صفحہ ۳۱۲، تفسیر قرطبی جز جلد ۱۶ صفحہ ۲۳، نور الابصار صفحہ ۱۲۷) جو شخص اس حالت میں مرا کہ وہ آل رسول ﷺ سے محبت رکھتا تھا وہ شہادت کی موت مرا۔ جو مرتے دم تک آل رسول ﷺ سے محبت کرتا رہا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔ جس کو آل رسول کی محبت پر موت آئے گی وہ ضرور اپنے گناہوں سے توبہ کر کے مرے گا۔ جو آل رسول ﷺ کی محبت میں مرا وہ مکمل ایمان دار دینا سے گیا جو مرتے دم تک حب آل رسول پر قائم رہا ملک الموت آکر اسے جنت کی بشارت دے

Marfat.com

گا۔ پھر منکر نکیر بھی قبر میں اسے جنت کی بشارت دیں گے۔ جو مرتے دم تک آل رسول کی محبت پر قائم رہا اسے بنا سنوار کر جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ جیسے دلہن کو بنا سنوار کر اس کے خاوند کے گھر لے جایا جاتا ہے۔ جو آل رسول ﷺ کی محبت پر مرا اس کی قبر میں جنت کے دو دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ جس کو آل رسول ﷺ کی محبت پر موت آئی اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو رحمت والے فرشتوں کے لیے زیارت گاہ بنا دے گا۔ جو شخص مرتے دم تک آل رسول کی محبت پر قائم رہے گا تو وہ لازماً اہل سنت و جماعت کے مسلک پر ہی وفات پائے گا۔ نیز آپ نے فرمایا جو آل رسول ﷺ کے بغض میں مر گیا قیامت کو وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا۔ ''خدا کی رحمت سے مایوس اور محروم'' خبردار جو شخص آل رسول ﷺ کے بغض میں مرا وہ کفر کی موت مرا خبردار جو آل رسول کے بغض میں مر گیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔ اسی لیے جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے ''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَرَابَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ (بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۶) خدا کی قسم جناب رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنا مجھے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے سے زیادہ پسند ہے نیز آپ کا فرمان ہے ''اِرْقَبُوْا مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ (بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۶، ۳۳۰) حضور اکرم ﷺ نے نسبت نسبی کا احترام و لحاظ کرتے ہوئے آپ کی اہل بیت کا بھی احترام و اعتظام کرو۔ نیز جناب رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اَدِّبُوْا اَوْلَادَکُمْ عَلٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِیِّکُمْ وَحُبِّ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَعَلٰی قِرَائَۃِ الْقُرْآنِ'' (صواعق محرقہ

Marfat.com

صفحہ۱۷۲) اپنی اولادوں کو تین چیزوں کی تربیت دو (۱) اپنے نبی کی محبت (۲) اہل بیت کی محبت (۳) اور قرآن پاک پڑھنے کی عادت یعنی رسول اللہ ﷺ نے والدین کے فرائض میں سے ایک فریضہ یہ بھی بیان فرمایا کہ "اپنی اولاد کو میری اور میرے اہل بیت کی محبت کا درس بھی دیا کرو" تاکہ بڑے ہو کر مسلک حق اہل سنت و جماعت پر کاربند ہو کر حضور کی محبت اور اہل بیت کرام کی محبت کو جزو ایمان سمجھ کر حرز جاں بنائے رکھیں نیز جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ حُرِّمَتِ الْجَنَّةُ عَلٰى مَنْ ظَلَمَ اَهْلَ بَيْتِىْ وَآذَانِىْ فِىْ عِتْرَتِىْ (نور الابصار صفحہ ۱۲۳) جو شخص مجھے میری اولاد کے بارے میں ایذا دے اور میرے اہل بیت پر ظلم کریگا اللہ تعالیٰ اس بدبخت پر جنت حرام کر دے گا۔ اسی لیے صحابہ کرام اہل بیت اطہار کی حد درجہ عزت و تعظیم کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ قاریٔ بارگاہ مصطفےٰ ﷺ جناب زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہونے لگے تو جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رکاب پکڑ کر آپ کو سوار کرانا چاہا تو جناب زید نے کہا۔ اے نبی اکرم ﷺ کے چچے کے بیٹے ایسا نہ کرو۔ جناب ابن عباس فرمانے لگے ہمیں اپنے علماء کا اسی طرح احترام کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو جناب زید نے جھک کر جناب ابن عباس کا ہاتھ پکڑ کر چومنا شروع کر دیا اور فرمایا ہمیں بھی جناب رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں کی عزت و تعظیم کا حکم دیا گیا ہے یہ (الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۲، نور الابصار صفحہ ۱۲۹) سبحان اللہ آپس میں اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام ایک دوسرے کے کس درجہ محب و محترم تھے۔

اہل بیت پر درود شریف

Marfat.com

ایک دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مَنْ صَلّٰی صَلٰوۃً وَلَمْ یُصَلِّ فِیْھَا عَلَیَّ وَ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِیْ لَمْ تُقْبَلْ مِنْہُ (دار قطنی جلد ا صفحہ ۲۵۵) یعنی جو شخص نماز میں مجھ پر میری اہل بیت پر درود نہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہیں فرمائے گا۔ اسی لیے جناب عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے ''لَوْ صَلَّیْتُ صَلٰوۃً لَا اُصَلِّیْ فِیْھَا عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ مَارَاَیْتُ اِنَّ صَلَاتِیْ تَتِمُّ (دار قطنی جلد ا صفحہ ۲۰۶) یعنی اگر میں نماز پڑھوں اور اس میں جناب رسول اللہ ﷺ پر اور آپ کی آل پر درود نہ پڑھوں تو میں نہیں سمجھتا کہ میری نماز مکمل ہو گئی ہے بلکہ جناب رسول اللہ ﷺ نے خود بھی حکم فرمایا ہے کہ جب نماز میں مجھ پر درود پڑھو تو ساتھ میری آل پر بھی درود پڑھا کرو (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۰۸، مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۵، ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۴۰، ترمذی جلد ا صفحہ ۶۴، نسائی جلد ا صفحہ ۱۸۹، ابن ماجہ صفحہ ۶۵، مشکوٰۃ صفحہ ۸۷ وغیرہ) بلکہ جناب رسول مقبول ﷺ نے صرف آپ پر درود پڑھنا اور آپ کی آل اطہار پر درود نہ پڑھنا اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ آپ کا فرمان ہے'' لَا تُصَلُّوْا عَلَیَّ الصَّلٰوۃَ الْبُتْرَاءَ فَقَالُوْا وَمَا الصَّلٰوۃُ الْبُتْرَاءُ قَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تُمْسِکُوْنَ بَلْ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ محمد ... الخ (صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۶) یعنی مجھ پر دم کٹا درود نہ پڑھا کرو۔ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ دم کٹا درود کون سا ہے آپ نے فرمایا یہ کہ تم صرف اتنا کہو'' اللھم صل علی محمد'' اور اسی پر بس کر دو۔ بلکہ تم اس طرح کہا کرو'' اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد .... الخ اس حدیث شریف سے معلوم ہو گیا کہ افضل و اعلیٰ درود شریف وہی ہو گا جس میں حضور کی ذات

Marfat.com

پر اور آپ کی آل پر بھی درود پڑھا جائے۔ لغت قرآنی کے مطابق بالعموم صحابہ کرام بھی "آل" میں شامل ہیں اور آج کل کے دور میں بعض لوگ آل کو ماننے کا دعویٰ کرنے کے ساتھ ساتھ بڑے شدومد سے صحابہ کرام کے خلاف تبرا بازی کرتے اور اس مزموم فعل کو عبادت سمجھتے ہیں لہٰذا مفسر قرآن امام صاوی نے لکھا کہ ویسے تو درود جن الفاظ کے ساتھ بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھا جائے کار ثواب ہے لیکن افضل درود شریف وہ ہے جس میں آل اطہار اور صحابہ کرام کا بھی ذکر ہو (تفسیر صاوی جلد ۳ صفحہ ۲۶۹) نیز جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جناب عمر فاروق اور جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ کوئی دعا اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل نہیں کرسکتی جب تک کہ اس کے ساتھ درود پاک نہ پڑھا جائے (بہتر یہ ہے کہ دعا سے پہلے بھی درود شریف پڑھ لیا جائے اور دعا کے بعد بھی الفاظ یہ ہیں۔ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ مِنْهَا شَیْئٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ (ترمذی جلد ا صفحہ ۶۴، مشکوٰۃ صفحہ ۷۹، متدرک، طبرانی اوسط، ورواتہ ثقات) جناب قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں "مَعْرِفَةُ آلِ مُحَمَّدٍ بَرَائَةٌ مِّنَ النَّارِ وَحُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ جَوَازٌ عَلَی الصِّرَاطِ وَالْوِلَایَةُ لِآلِ مُحَمَّدٍ اَمَانٌ مِّنَ الْعَذَابِ (کتاب الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۷) یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میری آل پاک کا مرتبہ و مقام پہچان لینا دوزخ سے آزاد کرا دینے والی چیز ہے اور میری آل سے محبت کرنا۔ پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزار دینے والی چیز ہے اور آل محمد سے دوستی رکھنا عذاب سے محفوظ رکھنے والی چیز ہے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ کسی کام سے جناب حسن کے صاجزادے جناب عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جناب عمر بن عبدالعزیز کے پاس گئے تو جناب عمر بن عبدالعزیز نے آپ کی بہت عزت و تعظیم کی اور اپنے مسند پر بٹھایا اور آپ کا فرمان پورا کرنے کے بعد دست بستہ عرض کی۔ اِذَا کَانَتْ لَکَ حَاجَةٌ فَارْسِلْ اِلَیَّ اَحْضُرُوْا اُکْتُبْ لِیْ وَرَقَةً فَاِنِّیْ اَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰهِ اَنْ یَّرَاکَ عَلٰی بَابِیْ (نور الابصار صفحہ ۱۲۹، اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار صفحہ ۱۴۴) حضور اگر آئندہ آپ کوئی حکم فرمانا چاہیں تو اپنے کسی خادم کی زبانی حکم مجھ تک پہنچا دیا کریں یا مکتوب گرامی لکھ کر روانہ فرما دیا کریں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے شرم آتی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا نواسہ میرے دروازے پر کھڑا ہو۔ اللہ اکبر۔ یہ ہیں وہ لوگ جنہیں رسول کریم ﷺ کی نسبت کا دلی طور پر احترام اور لحاظ تھا۔ اللھم اجعلنا منھم

اہل ایمان کے دلوں میں محبت اہل بیت کی وجہ

اہل بیت اطہار کی محبت و مودت سے محروم حضرات جب تقریر و تحریر کے ذریعے کسی کو خاندان نبوت کے فضائل و مناقب بیان کرتے دیکھتے یا سنتے ہیں تو بغض اہل بیت میں جل بھن جاتے ہیں اور اس کو صلحاء پرستی کہتے ہیں تو جناب گزارش یہ ہے کہ ''پرستش'' اور ''تعظیم'' میں بڑا فرق ہے آپ کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ ہم پرستش اور عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ جل مجدہ ہی کی کرتے ہیں۔ رہ گئی بات اللہ والوں کی عزت و تعظیم کرنے کی تو یہ بھی ہم اللہ تعالےٰ کے حکم ہی سے کرتے ہیں۔ آپ تو اللہ والوں کی عزت و تعظیم پر ناراض ہیں اور اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جس چیز کی نسبت بھی اللہ والوں سے ہو جائے وہ بھی میری نشانی بن جاتی ہے۔ آیت قرآنی

Marfat.com

ارشاد ہوا۔ "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ" (بقرہ آیت ۱۵۸) ترجمہ تحقیق صفا اور مروہ نشانیوں اللہ کی سے ہیں (محقق حضرت کا پسندیدہ ترجمہ از شاہ رفیع الدین) یعنی جب کوئی نسبت ہے۔ ان پہاڑیوں میں اللہ والوں کی نسبت سے عبادت گزاروں کی خصوصیت ہے۔ نیز فیصلہ خداوندی ہے "وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ" (حج آیت ۳۲) ترجمہ شاہ رفیع الدین اور جو کوئی تعظیم کرے نشانیوں خدا کی پس تحقیق وہ پرہیزگاری دلوں کی سے ہے۔ دوسری آیت میں ارشاد خداوندی ہے "وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ" (حج آیت ۳۰) ترجمہ شاہ رفیع الدین۔ اور جو کوئی تعظیم کرے حرمتوں اللہ کی پس وہ بہتر ہے واسطے اس کے نزدیک پروردگار اس کے ترجمہ مولوی وحید الزمان اہلحدیث۔ اور جو کوئی ان چیزوں کا ادب کرے جن کو اللہ نے عزت دی ہے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہوگا اس کے مالک کے پاس" یعنی فیصلہ خداوندی ہے کہ جن چیزوں کو اللہ نے اپنے پیاروں سے نسبت کی وجہ سے "شعائر اللہ" یعنی نشانیاں قرار دیا ہے۔ ان تبرکات صحابہ کی عزت و احترام کرنا تقویٰ اور خوف خدا کی نشانی ہے یعنی جو ان شعائر اللہ کی تعظیم نہیں کرتا وہ نہ متقی اور پرہیزگار ہے اور نہ ہی اس کے اندر میں خوف خدا موجود ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے صراحتاً یہ وضاحت بھی فرما دی ہے کہ ان شعائر اللہ کی تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کے حضور تمہاری بہتری کا موجب ہوگا۔ کون [illegible] صاحب ایمان ایسا ہوگا۔ جو متقی، پرہیزگار، خوف خدا والا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتری کا خواہش مند نہ ہوگا اسی لیے ہم اللہ اور اس کے رسول کو راضی رکھنے کی خاطر خوف خدا کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پرستش و عبادت اور اللہ

Marfat.com

والوں کی عزت و تعظیم کو جزو ایمان اور ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے جب سیدہ ہاجرہ اور جناب اسماعیل علیہما السلام کو سرزمین مکہ میں تن تنہا اللہ کے حکم اور بھروسے پر چھوڑا تو اولاد اسماعیل کیلئے ایک دعا فرمائی۔ ''فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ'' (ابراہیم آیت ۳۷) یعنی اے اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف جھکا دے۔ یا بالفاظ دیگر۔ لوگوں کے دلوں میں ان کی غایت درجہ محبت ڈال دے جناب رسول اللہ ﷺ آپ کی تمام اہل بیت اطہار اور سادات کرام جناب اسماعیل علیہ السلام ہی کی اولاد ہیں لہذا لوگوں کا ان کی طرف جوق اور جوق در جوق جانا۔ لوگوں کا ان سے محبت و عقیدت رکھنا یہ سب دعا ابراہیم ہی کا ثمرہ ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو مخلوق کا محبوب بنانے کے لیے اور لوگوں کے دلوں میں اللہ والوں کی محبت و عقیدت پیدا فرمانے کے لیے ایک مستقل پروگرام تشکیل دے رکھا ہے حدیث شریف میں ہے ''اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرَئِیْلَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ فَیُحِبُّهٗ جِبْرِیْلُ فَیُنَادِیْ جِبْرِیْلُ فِیْ اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِی الْاَرْضِ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۹۲، صفحہ ۱۱۵، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۴۵) یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبریل امین حکم فرماتا ہے اے جبریل میں فلاں آدمی سے محبت رکھتا ہوں لہذا تو بھی اس سے محبت رکھ۔ چنانچہ جبریل بھی اس آدمی سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر جبریل امین تمام آسمانوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں آدمی سے محبت فرماتا ہے لہذا تم سب بھی اس سے محبت کرو چنانچہ آسمان کی تمام مخلوق اللہ کے اس

Marfat.com

پیارے بندے سے محبت کرنے لگتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پیارے کی محبت دنیا والوں کے دلوں میں بھی ڈال دیتے ہیں۔ چنانچہ دنیا والے بھی اس اللہ والے سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ کیوں جناب۔ کچھ آیا سمجھ شریف میں؟ یقیناً ہر عقل مند شخص اس منطق کو سمجھ چکا ہوگا کہ اللہ والے خلق خدا میں کیوں مقبول ہوتے ہیں۔ اور خلق خدا اولیاء اللہ کے آستانوں پر محبت وعقیدت کے جذبات سے سرشار ہو کر جوق در جوق کیوں چلی آتی ہے۔ یہ دعاء خلیل اور عطائے رب جلیل کا کرشمہ ہے۔

آل اور اہل کی وضاحت

آل اور اہل درحقیت ایک ہی لفظ کی دو شکلیں ہیں۔ اصل لفظ ''اھل'' تھا۔ اس کے ''ھا'' کو ہمزہ سے بدلا گیا تو ''اءل'' بن گیا۔ اس صورت میں دو ہمزہ (کیونکہ الف متحرک کو ہمزہ کہا جاتا ہے اور عربی والے صرف الف ساکن ہی کو الف کہتے ہیں) اکٹھے آ گئے اور اس طرح پڑھنا محال تھا لہٰذا دوسرے ہمزہ کو ''الف'' سے بدل دیا گیا تو ''الف زبر الف۔ آ بن گیا اس طرح ''آل'' ہو گیا۔ جیسا کہ مذکور ہے'' **اَصْلُهَا اَهْلٌ ثُمَّ اُبْدِلَتِ الْهَاءُ هَمْزَةً فَصَارَتْ فِي التَّقْدِيْرِ اَئْلٌ'' فَلَمَّا تَوَالَتِ الْهَمْزَتَانِ اُبْدِلُوا الثَّانِيَةَ اَلِفًا** (لسان العرب جلد ۱۱ صفحہ ۳۰ طبع بیروت)

قرآن مجید میں لفظ ''اہل'' ایک سو سولہ (۱۱۶) دفعہ آیا ہے اور آل کا لفظ بیس دفعہ استعمال ہوا ہے۔

لفظ آل اور قرآن

آل کا لفظ بعض مقامات پر ''ماننے والوں'' کے معنی ہیں استعمال ہوا ہے مثلاً آل

Marfat.com

فرعون ۔ بقرہ آیت ۴۹ ، ۱۵۰ ابراہیم،۶ مومن ۴۶ ۴۶ قصص ۷، قمر ۴۱،آل عمران ۱۱،انفال ۵۲،اعراف ۱۴۱۔بعض مقامات پر آل کا لفظ اہل خاندان کے لئے استعمال ہوا ہے مثلاً آل فرعون (مومن آیت ۲۸ آل لوط حجر آیت ۵۹،۶۱، نمل آیت ۵۶ اور قمر ۳۴،اور بعض مقامات پر آل کا لفظ ''اولاد'' کیلئے استعمال ہوا ہے مثلاً آل عمران، آیت ۳۳ ،نساء ۵۴، یوسف آیت ۶ ،سبا ۱۳،مریم آیت ۶ اور بقرہ آیت ۲۴۸)

لفظ اہل اور قرآن

اہل کا لفظ بعض مقامات پر ''والے'' کے طور پر استعمال ہوا ہے۔مثلاً بقرہ آیت ۱۰۵، ۱۰۹، آل عمران آیت ۶۴، ۶۵، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۵، ۹۸، ۹۹، ۱۱۰، ۱۹۹،نساء آیت ۱۲۳، ۱۵۲، ۱۷۱، مائدہ آیت ۱۵، ۱۹، ۴۷، ۶۸، ۷۷،حدید آیت ۶۹، حشر آیت ۲ ، ۱۱، بینہ، آیت ۶، عنکبوت آیت ۴۶، احزاب آیت ۲۶ نحل ۲، انبیاء آیت ۷،ص آیت ۶۴، مدثر آیت ۵۶، فاطر آیت ۴۳ بعض مقامات پر اس لفظ کا استعمال کسی جگہ کی نسبت کیلئے ہوا ہے مثلاً قصص آیت ۵۹، ۱۵، ۴،اعراف آیت ۱۰۰، یونس آیت ۲۴،اعراف آیت ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۱۲۳، کہف آیت ۷۷،عنکبوت آیت ۳۱، ۳۲، ۳۴،حشر آیت بقرہ آیت ۱۲۶،اعراف ۹۴،ہود ۱۱۷، نمل آیت ۳۴،توبہ آیت ۱۰۱، ۱۲۰،حجر آیت ۶۷،نسا آیت انعام آیت ۱۳۲، قصص آیت ۴۵،احزاب آیت ۱۳،بقرہ ۲۱۷،کہف آیت ۷۱،کہیں ولی اور مالک کے معنی میں استعمال ہوا ہے مثلاً نساء آیت ۲۵ اور کہیں وارث کے لئے استعمال ہوا ہے مثلاً نساء آیت ۹۲،کہیں کسی چیز کی ملکیت کے لئے استعمال ہوا مثلاً نساء آیت ۵۸،کہیں کسی چیز پر کسی کے استحقاق کے اظہار کے لئے استعمال ہوا مثلاً فتح آیت ۲۶ کہیں اس لفظ

Marfat.com

کا استعمال خاندان کے لئے ہوا ہے مثلاً یوسف آیت ۲۶، نساء آیت ۳۵ اور بعض مقامات پر یہ لفظ گھر والوں کے لئے استعمال ہوا ہے مثلاً حجر آیت ۶۵، عنکبوت آیت ۳۲،۲۳، ہود ۴۵، ۴۶، طٰہٰ آیت ۲۹، ۱۳۲، مائدہ آیت ۸۹، تحریم آیت ۶ فتح آیت ۱۱، ۱۲، شوریٰ ۴۵، زمر آیت ۱۵، شعرا آیت ۱۶۹ یوسف آیت ۶۲، ۶۵، ۸۸، ۹۳، یٰس آیت ۵۰، مطففین آیت ۳۱، طور آیت ۲۶، بقرہ آیت ۱۹۶، اعراف آیت ۸۳، مریم ۱۶، ۵۵، شعراء آیت ۱۷۰، انمل آیت ۴۹، نور ۲۷، صافات ۱۹۶، ذاریات آیت ۲۶، قیامہ ۳۳، اور کہیں صرف اولاد کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے مثلاً صفحہ ۴۳ بعض مقامات پر یہ لفظ ''ماننے والوں'' کیلئے استعمال کیا گیا ہے مثلاً مومنون آیت ۲۷، عنکبوت آیت ۳۳، صافات آیت ۷۶ اور بعض مقامات پر ''اہل'' کا لفظ مخصوص طور پر صرف بیوی کے لئے بولا گیا ہے۔ مثلاً آل عمران آیت ۱۲۱، یوسف آیت ۲۵، طٰہٰ آیت ۱۰، قصص آیت ۲۹، (دوبار) انشقاق آیت ۹ اور تین مقامات پر ''اہل بیت'' کے الفاظ بھی آئے ہیں یعنی ہود آیت ۷۳، قصص آیت ۱۲ اور احزاب آیت ۳۳۔ ان میں سے سورۃ ہود میں تو صراحتاً مراد ''بیوی'' ہی ہے اور دوسرے مقام سورہ احزاب کی تفصیل انشاءاللہ آگے آئے گی اور تیسرے مقام یعنی سورہ قصص میں بھی گھر کی عورت یعنی حضرت موسیٰ کی والدہ مراد ہیں۔

آیت تطہیر

آیت تطہیر سورہ احزاب کی تینتیسویں آیت ہے اور یہ بیان آیت ۲۸ سے ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ'' یعنی اے نبی اکرم ﷺ اپنی بیویوں کو فرما دو۔ آگے ازواج مطہرات کو نصیحتیں فرماتے ہوئے توصیغے تانیث کے

Marfat.com

بیان فرمائے گئے ہیں۔آگے پھراس طرح آیت شروع ہوتی ہے''یانساء النبی''اے نبی کریم ﷺ کی بیویو آگے پھرازواج مطہرات سے خطاب فرماتے ہوئے آٹھ صیغے تانیث کے بیان فرمائے گئے ہیں۔پھر تکرار''یانساء النبی''یعنی اے نبی اکرم ﷺ کی بیویو۔پھر دس مؤنث کے صیغوں کے ساتھ بات فرماتے ہوئے بعد میں آیت تطہیر بیان فرمائی گئی ہے۔مکمل آیت اس طرح ہے''وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَآتِيْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ترجمہ:۔اے نبی اکرم ﷺ کی بیویو اپنے گھروں میں ہی قیام پذیر رہو اور جاہلیت کے رواج کی طرح بناؤ سنگار نہ کرنا اور نماز قائم کرتی رہنا اور زکوٰۃ بھی ادا کرتی رہنا اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہنا۔اے نبی اکرم ﷺ کے گھر میں رہنے والو اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر طرح کی پلیدی کو دور فرمادے اور تم کو اس طرح پاک فرمادے جس طرح کے پاک کرنے کا حق ہے ۔آگے کی آیت اس طرح ہے۔وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰی فِیْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا۔ترجمہ:۔اور پڑھتی اور یاد کرتی رہا کرو جو تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور حکمت کی باتیں (احادیث مقدسہ) پڑھی جاتی ہیں۔بے شک اللہ بہت مہربانی فرمانے والا اور خبردار ہے۔

قارئین کرام:۔اب آپ غور فرمائیں کہ جس آیت کا پہلا آدھا حصہ ازواج مطہرات سے متعلق ہے اور اس کا بقیہ آدھا حصہ بھی ازواج مطہرات کی فضیلت و منقبت پر کیوں مشتمل نہ ہوگا۔اور پھر بعد والی آیت بھی جناب رسول اللہ ﷺ کی ازواج

Marfat.com

مطہرات سے ہی متعلق ہے۔لہٰذا آیت کا سیاق وسباق اس بات کا متقاضی ہے کہ یہ درمیانی حصہ یعنی آیت تطہیر بھی ازواج مطہرات ہی کی طہارت ونزہت پر مشتمل ہو۔ چنانچہ امام لغت علامہ ابن منظور افریقی بھی لکھتے ہیں۔ واہل البیت سکانہ (لسان العرب جلد ۱۱ صفحہ ۲۹) یعنی اہل بیت سے مراد وہ ہستیاں ہیں جو جناب رسول اللہ ﷺ کے گھر میں رہتی تھیں۔ نیز القاموس جلد ۳ صفحہ ۴۳۲ پر بھی ایسا ہی ہے اور "عَنكُمْ" اور "لِيُطَهِّرَكُمْ" میں ضمیر مذکر کی ہے وہ اس لئے کہ لفظ اہل مذکر ہے۔ نیز یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے اسے علم تھا کہ جب میں پیارے محبوب کی بیویوں کی طہارت ونزہت بیان فرماؤں گا تو میرا محبوب اپنی محبت قلبی کے پیش نظر پیارے علی، پیاری صاحبزادی اور پیارے نواسوں کے لئے بھی دعا فرما کر انہیں بھی آیت تطہیر میں شامل فرمائے گا لہٰذا ضمیر وہ لائی جائے جو ازواج مطہرات، علی المرتضیٰ، خاتون جنت اور حسنین کریمین سب کو شامل ہو سکے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْعَنِ الْحِكْمَةِ یعنی حکیم کی کوئی بات بھی حکمت سے خالی نہیں ہوتی۔ ویسے قرآن کریم میں بعض مقامات پر صرف عورت کو مخاطب کرتے ہوئے بھی جمع مذکر کی ضمیر استعمال کی گئی ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیم کی بیوی حضرت سارا کو کہا گیا۔ اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ (ہود آیت ۷۳) اور حضرت موسیٰ نے اپنی بیوی کو فرمایا۔ اِنِّيْ آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا (طٰہٰ آیت ۱۰) قصص آیت ۲۹) لہٰذا لغت قرآنیہ کے مطابق "کم" یعنی جمع مذکر کی ضمیر مؤنث کی تعظیم کے لئے بھی استعمال کی جاتی ہے

حدیث کساء

Marfat.com

جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو آپ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خانہ اقدس میں رونق افروز تھے چنانچہ "فَدَعَا النَّبِیُّ ﷺ فَاطِمَةَ وَ حَسَنًا وَحُسَیْنًا وَ عَلِیٌّ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَجَلَّلَهُمْ بِکِسَاءٍ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ فَاذْهَبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَ طَهِّرْهُمْ تَطْهِیْرًا۔ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۸۳، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۹، بیہقی جلد ۷ صفحہ ۶۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲، روح المعانی جلد ۸ صفحہ ۱۴، جز آیت ۲۲، الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۹ خصائص نسائی حدیث ۱۰) جناب رسول اللہ ﷺ نے آیت تطہیر کے نازل ہو جانے کے بعد جناب علی المرتضیٰ، سیدہ خاتون جنت اور حسنین کریمین کو بلایا اور اپنی چادر مبارک میں سب کو چھپالیا پھر دعا فرمائی اے میرے اللہ یہ حضرات بھی میرے اہل بیت میں سے ہیں انہیں بھی ہر طرح کی ناپاکی سے اسی طرح پاک فرمادے جس طرح کہ پاک کرنے کا حق ہے تو حضرت ام سلمہ نے عرض کی آقا کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ تم تو پہلے ہی شامل ہو کیونکہ تم تو میری بیویوں میں سے ہو (مظہری جز ۲۲ صفحہ ۳۴۱، درمنثور جلد ۶ صفحہ ۶۰۴، طبرانی، ابن ابی حاتم، ابن جریر، کنز العمال جلد ۱۳، صفحہ ۶۴۵، روح المعانی جز ۲۲ صفحہ ۱۵)۔

اہل سنت کا مسلک

اسی لئے ہم اہل سنت و جماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ کی دعاء مستجاب کے بعد آیت تطہیر میں حضور کی ازواج مطہرات، جناب علی المرتضیٰ، سیدہ خاتون جنت اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب ہی شامل ہیں اور آیت میں مذکورہ طہارت ونزاہت میں بھی یہ سب ذوات مقدسہ شامل ہیں اور اگر کوئی کہے کہ

87257

Marfat.com

حضرت علی المرتضےٰ سیدہ خاتون جنت اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی آیت کا مصداق ہیں اور ازواج مطہرات نہیں۔ تو گذارش ہے کہ مصداق وحی اور مراد قرآن کو آپ زیادہ جانتے ہیں یا جناب رسول اللہ بہتر جانتے ہیں۔ اگر آیت تطہیر کا مصداق صرف اور صرف سیدہ کا گھرانہ ہے تو اس آیت کے سیاق وسباق میں ازواج مطہرات سے خطاب اور تمام صیغہ ہائے تانیث کا کیا جواب ہے اور پھر آیت تطہیر سے مراد صرف اور صرف یہی پاک ہستیاں تھیں تو حضور اکرم ﷺ کو دوبارہ ان کے لئے دعا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا معاذ اللہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے کلام لاریب پر یقین نہیں تھا؟ جن کو اللہ تعالیٰ پاک فرما دینے کا اعلان عام فرما چکا ہے ان کے لئے دوبارہ "فاذھب" اور "فطہرھم" کے الفاظ دعائیہ کے ساتھ ان کی تطہیر وتقدیس کی خواہش اور تمنا۔ چہ معنی دارد؟ لہٰذا صحیح عقیدہ یہی ہے کہ ازواج مطہرات۔ نص قرآنی سے اور سیدہ کا گھرانہ۔ دعاء مصطفوی کے مطابق آیت تطہیر مین شامل ہے۔ اسی لئے علماء اسلام نے ان تمام مقدس ہستیوں کو اہل بیت میں شامل لکھا ہے۔ مثلاً علامہ افریقی لکھتے ہیں وَاَھْلُ بَیْتِ النَّبِیِّ ﷺ اَزْوَاجُہٗ وَ بَنَاتُہٗ وَصِھْرُہٗ اَعْنِیْ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامْ (لسان العرب جلد ۱۱ صفحہ ۲۹) یعنی نبی کریم ﷺ کی اہل بیت سے مراد۔ آپ کی ازواج مطہرات، آپ کی صاحبزادیاں اور علی المرتضےٰ ہیں۔ اسی طرح مشہور زمانہ لغت کی کتاب قاموس میں ہے۔ اَھْلُ .. لِلنَّبِیِّ ﷺ و اَزْوَاجُہٗ وَبَنَاتُہٗ وَصِھْرُہٗ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَام (القاموس جلد ۳ صفحہ ۳۳۲) یعنی نبی اکرم ﷺ کی اہل بیت۔ آپ کی بیویاں، آپ کی شاہزادیاں اور جناب علی المرتضےٰ ہیں۔ بلکہ شیعہ محقق بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ "عرفی

Marfat.com

اور لغوی طور پر'' اہل بیت کا لفظ عورتوں پر ہی صادق آتا ہے کیونکہ لغت عربیہ میں'' اہل بیت'' انہیں کہا جاتا ہے جو گھر میں رہنے والے ہوں۔ اسی لئے جمہور علماء نے آیت تطہیر کے سیاق و سباق اور اسلوب کلام کے لحاظ سے اس سے مراد حضور کی بیویوں کو لیا ہے'' (درنجفیہ صفحہ ۱۵) ابن میثم شرح نہج البلاغہ جلد ا صفحہ ۱۰۰) مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں کہ شیعہ حضرات جو کہ صرف سیدہ فاطمہ، حضرت علی اور حضرت امام حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی کو اہل بیت مانتے ہیں کی تردید ہے ان آیات میں۔ اور یہ آیات اس بات پر کہ ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں شامل ہیں بہت واضح اور روشن دلیل ہیں (تفسیر روح البیان جلد ۷ صفحہ ۱۷۱) اور مفسر قرآن علامہ زمحشری لکھتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر پختہ دلیل ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی بیویاں آپ کی اہل بیت میں شامل ہیں (تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ ۲۶۰، مفسر قرآن علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔ کہ یہ آیت جلیلہ ازواج مطہرات کی شان میں نازل ہوئی ہے (روح المعانی جلد ۸ جز ۲۲ صفحہ ۱۳) اور'' عَنكُمْ'' اور'' يُطَهِّرَكُمْ'' کی ضمائر تذکیر کا آپ یہ جواب دیتے ہیں کہ ضمیر مذکر کی اس لئے آئی ہے کہ اس لفظ'' اہل بیت'' یعنی گھر والوں میں جناب رسول اللہ ﷺ بھی شامل ہیں اور ازواج مطہرات سے آپ کے مقدم ہونے کی وجہ سے ضمیر مذکر کی لائی گئی ہے (روح المعانی جز ۲۲ صفحہ ۱۳) مفسر قرآن علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ آیت تطہیر کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت ازواج مطہرات اور دیگر بعض افراد کے لئے ہے اور'' یطہرکم'' کی ضمیر اس لئے ہے کہ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ، جناب علی المرتضیٰ اور حسنین کریمین بھی شامل ہیں اور جب مذکر اور مؤنث دونوں طرح کے

Marfat.com

لوگ ہوں تو ضمیر مذکر کی استعمال ہوتی ہے۔آیت کا سیاق وسباق اور اس میں ازواج مطہرات کو مخاطب کرنا اس بات کا متقاضی ہے کہ ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں شامل ہوں۔ نیز جب آیت نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب علی۔ سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا اور ان کو اپنی چادر میں لے کر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔اے میرے اللہ یہ بھی میرے اہل بیت ہیں۔اے میرے اللہ ان سے بھی ہر طرح کی ناپاکی کو دور فرمادے اور انہیں بھی مکمل واکمل طور پر پاک فرمادے۔اور جناب رسالت مآب ﷺ نے یہ دعا آیت کے نزول کے بعد مانگی ہے۔ کیونکہ آپ یہ چاہتے تھے کہ آیت تطہیر میں جو ازواج مطہرات کو شرف اور بزرگی بخشی گئی ہے وہ ان حضرات کو بھی حاصل ہو جائے اور یہ حضرات بھی میری دعا سے آیت تطہیر میں شامل ہو جائیں (تفسیر قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۱۸۴) مفسر قرآن امام رازی لکھتے ہیں کہ اہل بیت کے بارے میں کئی اقوال ہیں اور ان میں بہترین قول یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی تمام اولاد امجاد، آپ کی تمام ازواج مطہرات اور حسنین کریمین اہل بیت ہیں اور جناب علی المرتضٰے بھی آپ کے داماد ہونے کی وجہ سے اور ہمیشہ آپ کے ساتھ رہنے کی وجہ سے اہل بیت میں شامل ہیں (تفسیر کبیر جز ۲۵ صفحہ ۲۰۹) نیز شارح بخاری امام قسطلانی لکھتے ہیں۔ کہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ قرآن کریم پر غور وفکر کرنے سے اس بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات آیت تطہیر میں داخل ہیں کیونکہ اس سے پہلی آیتوں میں بھی انہی سے خطاب ہے اور اس کے بعد کی آیت میں بھی ان ہی سے خطاب کیا گیا ہے۔

(مواہب لدنیہ جلد ۳ صفحہ ۳۶۱) مفسر قرآن علامہ قاضی ثناء اللہ نقشبندی مجددی لکھتے

Marfat.com

ہیں۔ وَهٰذِهِ الْاَحَادِيْثُ وَنَحْوُهَا لَاتَدُلُّ عَلٰى تَخْصِيْصِ الْحُكْمِ بِهٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعَةِ رَضِى الله عنهم وَيَأْبَاهُ مَاقَبْلُ الْآيَةِ وَمَا بَعْدُ هَادِيَأْبَاهُ الْعُرْفُ وَاللُّغَةُ لِاَنَّ الْاَصْلَ فِى اِسْتِعْمَالِ اَهْلِ الْبَيْتِ لُغَةً النِّسَاءُ وَاَمَّا الْاَوْلَادُ وَغَيْرُهُمْ فَاِنَّهَا يُطْلَقُ عَلَيْهِمْ تَبَعًالِاَنَّ لَهُمْ بُيُوْتًا مُتَغَائِرَةً..... قَالَتْ اُمُّ سَلْمَةَ اَمَا اَنَامِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ قَالَ بَلٰى اِنْشَاءَ اللّٰهُ رواه البغوى وغيره هٰذَا لْحَدِيْثُ يَدُلُّ عَلٰى اِنَّ اَهْلَ الْبَيْتِ يَعُمُّ كُلَّهُمْ وَكَلِمَةُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ لِلتَّبَرُّكِ ۔تفسیر مظہری، جز۲۲صفحہ ۳۴۱) (شیعہ حضرات کی پیش کردہ ایک حدیث نقل فرمانے کے بعد تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں) ان روایات سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ آیت تطہیر صرف جناب علی سیدہ فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ اس آیت کا ماقبل اور مابعد دونوں ہی اس قول کی تردید کرتے ہیں۔ نیز عرف عام اور لغت بھی اس قول کا رد کرتے ہیں۔ کیونکہ ''گھر والے'' کا لفظ لغت میں دراصل عورتوں ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے لہٰذا اور قرابت داروں پر ''اہل بیت'' کا لفظ مجازاً بولا جائے گا۔ کیونکہ ان کے اپنے علیحدہ گھر ہوتے ہیں (اس لئے وہ اصلاً نبی کے گھر والے نہیں کہلا سکتے) اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضور۔ کیا میں بھی آپ کی اہل بیت میں سے ہوں؟ تو آپ نے فرمایا۔ ہاں ہاں کیوں نہیں انشاء اللہ۔ محدث بغوی نے یہ روایت نقل کی ہے۔ اور یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ازواج مطہرات حضرت علی، سیدہ فاطمہ، حضرت حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم یہ سب ہستیاں حضور کی اہل بیت میں داخل ہیں۔ فھو المطلوب۔ یہ روایت

Marfat.com

مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۳۰۷، تفسیر قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۸۴، تفسیر روح المعانی جلد ۸ جز ۲ صفحہ ۱۵ وغیرہ پر بھی موجود ہے۔

احادیث میں اہل بیت کا لفظ بیوی کیلئے

قرآن مجید کی کئی آیات پیش کی جا چکی ہیں۔ جن میں ''اہل بیت'' کا لفظ ''بیوی'' کیلئے بولا گیا ہے نیز حدیث مقدسہ میں بھی کئی مقامات پر ''اہل بیت'' کے لفظ کو ''بیوی'' کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً جناب رسول اللہ ﷺ جناب زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ شریف کی طرف گئے اور فرمایا ''السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۰۷) امام مسلم نے اس روایت کو کافی تفصیل سے بیان کیا ہے اور متعلقہ الفاظ ہیں ''فَجَعَلَ یَمُرُّ عَلٰی نِسَائِہٖ فَیُسَلِّمُ عَلٰی کُلِّ وَاحِدَۃٍ مِنْھُنَّ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ وَکَیْفَ اَنْتُمْ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ فَیَقُوْلُوْنَ بِخَیْرٍیَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۶۰) یعنی آپ باری باری تمام ازواج مطہرات کے دروازوں پر جاتے اور السلام علیکم فرمانے کے بعد ہر ایک سے فرماتے۔ اے اہل بیت کیسی ہو۔ وہ عرض کرتیں حضور خدا کا شکر ہے ہم خیریت سے ہیں۔ جناب حصین بن سبرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشہور صحابی جناب زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا اَلَیْسَ نِسَاءُہٗ مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ قَالَ نِسَاءُہٗ مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۹) یعنی کیا جناب رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کی اہل بیت میں شامل نہیں ہیں؟ تو جناب زید نے فرمایا آپ کی ازواج مطہرات آپ کی اہل بیت میں شامل ہیں۔ شیعہ مجتہد ملا باقر مجلسی نقل کرتے ہیں۔ آنحضرت

بجانب خانہ خدیجہ رواں شد چوں حضرت بدر خانہ رسید کنیزان خدیجہ را بالقدوم

Marfat.com

آنحضرت بشارت داد ندو خدیجہ باپائے برھنہ از غرفہ بصحن خانہ رویدو چوں درراکشودند حضرت فرمود السلام علیکم یا اھل البیت (حیات القلوب جلد۲صفحہ۱۸۲) یعنی ایک دن جناب رسالت مآب ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔ حضرت خدیجہ کی کنیزوں نے آپ کو تشریف لاتے دیکھ لیا اور حضرت خدیجہ کو آپ کی تشریف آوری کی خوش خبری سنائی۔ حضرت خدیجہ ننگے پاؤں دوڑتی ہوئی دروازے کی طرف گئیں جب دروازہ کھولا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "اے اہل بیت تم پر سلام ہو"

ان حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ کی بیویاں اہل بیت میں شامل ہیں اور آیت تطہیر کے فضائل وکمالات کی حامل ہیں اور جو جناب علی المرتضیٰ ، سیدہ فاطمہ جناب امام حسن اور جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اہل بیت نہیں مانتا وہ بھی غلطی پر ہے۔ کیونکہ آیت تطہیر کے نزول کے بعد آپ نے ان ذوات اربعہ کو بھی اپنی اہل بیت فرمایا اور یہ بھی منقول ہے کہ جب ازواج مطہرات کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی اور حضور اکرم ﷺ نے ان ذوات اربعہ کو چادر مبارک میں لے کر ان کو بھی اہل بیت اور آیہ تطہیر میں شامل کرنے کی دعا کر دی تو اللہ تعالیٰ نے یہی آیت دوبارہ نازل فرما دی۔ کہ پیارے اگر تو ان ذوات مقدسہ کو بھی آیت تطہیر میں شامل فرمانا چاہتا ہے تو ہم اس آیت کو دوبارہ نازل فرمادیتے ہیں تا کہ اب یہ آیت " ازواج مطہرات ، حضرت علی ، حضرت فاطمہ ، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کو شامل ہو جائے چنانچہ محدث ابن حجر فرماتے ہیں "عَلٰی تَقْدِیْرِ صِحَّۃِ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ

Marfat.com

الْمُخْتَلِفَةِ الْحَمْلُ عَلٰی اَنَّ النُّزُوْلَ كَانَ مَرَّتَيْنِ (تفسیر روح المعانی جلد ۸ جز ۲۲ صفحہ ۱۵) یعنی ایسی روایات جن میں آیت تطہیر کا پہلے نازل ہونا اور دعا نبوی کا بعد میں ہونا اور ایسی روایات جن میں دعاء نبوی کے بعد آیت کا نازل ہونا بیان ہوا ہے "اگر دونوں طرح کی روایات صحیح ہوں تو پھر یہ کہا جائے گا کہ یہ آیت دوبار نازل ہوئی تھی" ایک بار دعا سے پہلے اور ایک بار دعا کے بعد۔ علامہ ابن حجر کی یہ وضاحت مان لینے سے خارجیت اور رافضیت ۔ دونوں کا رد ہو جائے گا اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت واضح بلکہ ادضح ہو جائے گا۔ کیونکہ الحمدللہ ہم تو ان تمام ہستیوں کو ہی اہل بیت مانتے ہیں البتہ جہاں ذریت اور عترت کے الفاظ ہوں گے۔ وہاں صرف اور صرف آپ کی اولاد ہی مراد ہوگی۔

آیت مباہلہ اور پنج تن پاک

۹ھ میں جب نجران کے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کے متعلق بحث کی تو مباہلہ والی آیت نازل ہوئی (آل عمران آیت ۶۱) تو (خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعَلِيٌّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْحَسَنُ عَنْ يَمِيْنِهِ وَالْحُسَيْنُ عَنْ شِمَالِهِ وَ فَاطِمَةُ خَلْفَهُ ثُمَّ قَالَ هَلُمُّوا فَهٰؤُلَاءِ اَبْنَاءَ نَا وَاَشَارَ اِلَى الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَهٰذِهٖ نِسَاءُ نَا يَعْنِيْ فَاطِمَةَ وَ هٰذِهٖ اَنْفُسَنَا يَعْنِيْ نَفْسِيْ وَاَشَارَ اِلٰى عَلِيٍّ.... فَلَمَّا رَاَى الْقَوْمُ خَافُوْا (تذکرۃ الخواص صفحہ ۱۴) یعنی جب جناب رسول اللہ ﷺ میدان مباہلہ میں تشریف لائے تو جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے آگے تھے، آپ کے دائیں جناب امام حسن اور بائیں جناب امام حسین تھے اور سیدہ خاتون جنت نگاہیں جھکائے

Marfat.com

آہستہ آہستہ آپ کے نقش قدم پر چلتی ہوئی پیچھے پیچھے آرہی تھیں۔آپ نے آتے ہی عیسائیوں کو اس شان سے دعوت مباہلہ دی۔لوگو۔یہ میرے بیٹے (ابناءنا) ہیں اور آپ نے جناب امام حسن اور جناب امام حسین کی طرف اشارہ فرمایا۔پھر فرمایا یہ ہمارے گھرانے کی عورت (نساءنا) ہیں اور آپ نے سیدہ خاتون جنت کی طرف اشارہ فرمایا۔پھر آپ نے فرمایا اور یہ میری جان یعنی (انفسنا) ہے اور آپ نے جناب علی المرتضیٰ کی طرف اشارہ فرمایا۔پھر فرمایا آؤ مباہلہ کرو۔تمام عیسائی خوفزدہ ہوگئے اور آپس میں مشورے کرنے لگے اور حضور اکرم ﷺ نے ان ہستیوں کو فرمایا۔اِنْ اَنَا دَعَوْتُ فَاَمِّنُوْا اَنْتُمْ ۔یعنی اگر میں مباہلہ کیلئے دعا کروں تو تم سب یک زبان ہو کر آمین کہنا انکا سب سے بڑا پادری بولا۔''اِنِّیْ لَاَرٰی وُجُوْھًا لَوْسَاَلَ اللّٰہَ اَنْ یُّزِیْلَ جَبَلًا لَاَزَالَہٗ مِنْ مَّکَانِہٖ فَلَا تَبْتَھِلُوْا فَتَھْلِکُوْا وَلَا یَبْقٰی عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ نَصْرَانِیٌّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (تفسیر کبیر جلد۲ صفحہ ۴۸۸، تفسیر خازن جلد۱ صفحہ۲۴۲، زرقانی علی المواہب جلد۷ صفحہ۳۰، تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ۷، نورالابصار صفحہ۱۲۲، تذکرہ خواص الامہ صفحہ۱۴، مستدرک، طبرانی، تفسیر مظہری جلد۲ صفحہ۶۱) لوگو۔میں ایسی ہستیاں دیکھ رہا ہوں اگر یہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اے اللہ تعالیٰ اس پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹادے تو اللہ تعالیٰ اس پہاڑ کو ضرور اس جگہ سے ہٹادے گا۔لہٰذا بہتر یہ ہے کہ تم ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ تم سب ہلاک ہو جاؤ گے اور پھر قیامت تک پوری زمین پر ایک عیسائی بھی نہیں رہے گا۔چنانچہ انہوں نے مباہلہ سے معذرت کر لی اور جذیہ دینا قبول کر لیا۔بعد میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ خَرَجُوْا لَامْتَلَاَ الْوَادِیْ عَلَیْھِمْ

Marfat.com

نارا (تذکرۃ الخواص صفحہ ۱۴۲) خدا کی قسم اگر وہ مباہلہ کرنے کے لئے نکلتے تو اللہ تعالیٰ اس تمام وادی کو ان کے لئے آگ سے بھر دیتا۔ اس مقام پر جب جناب رسول اللہ ﷺ ان مقدس ہستیوں کو لیکر میدان مباہلہ میں لے کر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ ھٰٓؤُلَاءِ اَھْلِیْ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴ لیکن مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۰ پر "اہل بیتی" کے الفاظ ہیں۔ یعنی آپ ﷺ نے ان تمام ہستیوں کو "اہل بیت" فرمایا۔

سورہ توبہ کا اعلان

جب سورہ توبہ نازل ہوئی اور ۹ھ میں جب حضور اکرم ﷺ نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور سورہ توبہ بھی دیکر بھیجا کہ مکہ میں جا کر ان احکام کا بھی اعلان کر دینا پھر بعد میں آپ نے حالات کے پیش نظر جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے پیچھے روانہ فرمایا اور فرمایا۔ لَایُبَلِّغُھَا اِلَّا رَجُلٌ مِنْ اَھْلِیْ (مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۲۸۳ لیکن مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۸۵ اور خصائص نسائی حدیث ۷۴،۷۴، ۲۳ پر اہل بیت کے الفاظ ہیں ۔ یعنی یہ فرمان ان تک میری اہل بیت میں ہی سے کوئی شخص پہنچائے (تاکہ کوئی شک نہ کر سکے) چنانچہ آپ نے ۱۰ ذوالحج کو جمرہ عقبہ کے پاس کھڑے ہو کر پوری سورہ توبہ سنائی اس حدیث شریف میں بھی جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے "اہل بیت" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

پورا گھرانہ اہل بیت

Marfat.com

اسی طرح جناب رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سیدہ خاتون جنت کے تمام گھر والوں کے لئے بھی "اہل بیت" کے الفاظ وارد ہوئے ہیں مثلاً مذکورہ ہے "اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَمُرُّ بِبَیْتِ فَاطِمَۃَ سِتَّۃَ اَشْھُرٍ اِذَا خَرَجَ اِلٰی فَجْرٍ فَیَقُوْلُ اَلصَّلٰوۃُ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ (مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۲۵۹) یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے چھ ماہ تک اپنا یہ معمول بنائے رکھا کہ جب آپ فجر کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے سامنے سے گزرتے ہوئے روزانہ بلند آواز سے فرماتے "اے اہل بیت تم پر اللہ کی رحمتیں ہوں"۔ ان تمام آیات مبارکہ اور احادیث مقدسہ سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی تمام بیویاں، سیدہ خاتون جنت، جناب علی المرتضےٰ، جناب امام حسن اور جناب حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم یہ سب کی سب ذوات مقدسہ ہی حضور کی اہل بیت کرام میں شامل ہیں اور آیت تطہیر کی مصداق و مراد ہیں اور آیت تطہیر میں مذکور تمام فضائل و کمالات کی حامل کامل ہیں۔ البتہ اکثر و بیشتر جب صرف مخصوص طور پر "اہل بیت اطہار" کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ تو ہمارے عرف عام میں ان سے مراد صرف سیدہ خاتون جنت سلام اللہ علیہا کا گھرانہ ہی لیا جاتا ہے۔

سلمان۔ اہل بیت کے معنے

کتب احادیث میں "اہل بیت" کے الفاظ بعض دیگر صحابہ کرام کے لئے بھی بولے گئے ہیں مثلاً حضرت سلیمان فارسی، جناب عبداللہ بن عباس وغیرہما۔ جناب سلمان فارسی کے متعلق تو کتب شیعہ میں بھی ہے "قال النبی ﷺ سلمان منا اہل البیت (تفسیر مجمع البیان جلد ۳ جز ۵ صفحہ ۱۶۷، ناسخ التواریخ صفحہ ۱۵۷، رجال کشی

Marfat.com

صفحہ ۲۰، وغیرہ اس کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی اپنے کسی نزدیکی رشتہ دار، گھرے دوست یا اپنے کسی مخلص خادم کو کہہ دے کہ ''یہ تو ہمارا گھر کا آدمی ہے'' ایک حدیث شریف میں بھی ہے کہ کسی گھر یا قوم کا خادم ان ہی میں سے ہوتا ہے (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۰۰، ترمذی جلد ا صفحہ ۸۳) بعض دفعہ کوئی بڑا کسی چھوٹے کو پیارا اور شفقت سے ''بیٹا'' کہہ دیتا ہے تو وہ حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا بلکہ ایسے مقامات پر مقصود صرف اظہار محبت ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر جناب رسول اللہ ﷺ نے کسی کو پیار سے بیٹا یا بیٹی کہا ہے تو وہ آپ کی ''ذریت'' میں شامل نہیں ہو جائیں گے۔ اور اگر بعض صحابہ کو آپ نے کبھی خصوصی خادم کے معنی میں اپنا ہم میں سے، مجھ میں سے، اہل یا اہل بیت فرمایا ہے تو وہ درحقیقت اہل بیت نہیں ہو گئے بلکہ اس سے مراد ان کا بارگاہ محبوبی کا منظور نظر خادم ہونا ثابت ہوگا۔ **فافهموا يا اولو الالباب.**

سادات پر صدقہ حرام

اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ان ذوات مقدسہ کی طہارت و نزہت کا اس درجہ التزام فرمایا کہ اپنی آل پر قیامت تک صدقہ حرام فرما دیا۔ البتہ ہدیہ، تحفہ اور نذرانہ لینا جائز ہے چنانچہ آپ کا فرمان فیض نشان ہے ''**اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَ اِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ** ﷺ (مسلم جلد ا صفحہ ۳۴۵، نسائی جلد ا صفحہ ۳۶۶، مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۳ وغیرہ) فرمایا یہ صدقات لوگوں کے مالوں کا دھوون ہوتا ہے لہٰذا یہ محمد (ﷺ) اور آل محمد پر حرام ہے۔ کیونکہ وہ پاک لوگ ہیں اس لئے ان کی خوراک بھی پاک ہی ہونی چاہیے) محدث نووی فرماتے ہیں۔ فرمان خداوندی ہے۔ **خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّيْهِمْ بِهَا**

Marfat.com

۔(توبہ آیت ۱۰۳) یعنی اے محبوب ﷺ لوگوں سے ان کے مالوں میں سے صدقات وصول فرمائیں تا کہ صدقات وخیرات نکالنے سے ان کے (بقیہ) مال بھی پاک ہو جائیں اوران کا تزکیہ نفس بھی ہو جائے۔لہٰذا صدقات لوگوں کے مالوں اور دلوں کی میل کا دھوون ہے اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے آل محمد کی بزرگی اور مقام کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں اس مال کے کھانے سے منع فرما دیا۔(نووی شرح مسلم جلد اصفحہ ۳۴۴،حاشیہ نسائی جلد اصفحہ ۳۶۶) جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مسجد کے صحن میں کچھ صدقہ کی کھجوریں پڑی تھیں۔ حضرت امام حسن آئے اور ایک کھجور لے کر منہ میں ڈال لی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَخْ كَخْ اِرْمِ بِهَا اَمَا عَلِمْتَ اِنَّا لَانَاْكُلُ الصَّدَقَةَ ۔(بخاری جلد اصفحہ ۲۰۲،مسلم جلد اصفحہ ۳۴۳،مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۳) تو آپ نے فرمایا۔اوہ۔اوہ اس کو تھوک دو کیا تجھے معلوم نہیں کہ (محمد وآل محمد) صدقہ نہیں کھایا کرتے۔یعنی آپ نے اپنے گھرانے کے ایک بچے کو بھی صدقہ کی کھجور نہ کھانے دی اور امام حسن کے منہ میں انگلی ڈال کر چبائی ہوئی کھجور نکال کر پھینک دی۔ یہاں سے اختیارات نبوی کی جھلک بھی نظر آ رہی ہے۔کیونکہ آپ پر اور آپ کی آل پر اللہ تعالیٰ نے تو صدقہ حرام نہیں کیا۔قرآن کریم میں کہیں اس بات کا بالتصریح ذکر نہیں ہے۔آپ نے خود ہی اپنے طور پر صدقات کو محمد وآل محمد پر حرام قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس بات پر کوئی تنکیر بھی نہیں فرمائی اور آج تک تمام اہل ایمان اس حکم کو تسلیم کرتے ہیں۔کسی مسلک کا بھی اس میں اختلاف نہیں ہے۔ان ذوات اربعہ سے جناب رسول اللہ ﷺ کو اتنا پیار تھا کہ قیامت تک کے لوگوں کو ان کی محبت وعقیدت کا حکم فرمایا۔بلکہ

Marfat.com

محبت اہل بیت اطہار پر ایمان کا مدار رکھا اور اس پر ثواب و بشارات عنایت فرمائیں ۔ چنانچہ آپ کا فرمان جنت انعام ہے "مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ ۔ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱۵، صواعق محرقہ صفحہ ۱۳۸، مواہب لدنیہ جلد۳ صفحہ ۳۶۷) فرمایا جو مجھ سے محبت رکھے گا اور میرے ان دونوں نواسوں یعنی امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے محبت رکھے گا۔ ان کی والدہ محترمہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقیدت رکھے گا اور ان شہزادوں کے والد ماجد یعنی جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت رکھے گا وہ قیامت کو جنت میں میرے غلاموں کی صف میں میرے ساتھ ہوگا۔ عرف عام میں انہی پانچوں ہستیوں کو "پنج تن پاک" کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔ البتہ ہمارے عقیدہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک صرف یہی نہیں بلکہ آپ کا تمام گھرانہ ہی پاک ہے۔ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا ہے۔ تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا   تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ایک اور مقام پر ان کے ساتھ بغض و عداوت کے متعلق ان الفاظ میں تنبیہ فرمائی۔ اَنَا حَرْبٌ لِّمَنْ حَارَبَهُمْ وَسِلْمٌ لِّمَنْ سَالَمَهُمْ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۲۷، ابن ماجہ صفحہ ۱۴، مصنف ابن ابی شیبہ جلد۱۲ صفحہ ۹۷، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۲) یعنی فرمایا جو بدبخت جناب علی المرتضےٰ، سیدہ خاتون جنت، جناب امام حسن اور جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لڑے یعنی ان سے بغض و عداوت رکھے گا۔ اس بدبخت سے میں لڑوں گا۔ اور جو ان میرے پیاروں سے محبت و عقیدت رکھے اور ان کے مقامات کا لحاظ رکھے اور ان کے حقوق کی حفاظت کرے گا میں بھی اس کو دین و ایمان کی سلامتی

Marfat.com

اور آخرت کی کامیابی کی بشارت دیتا ہوں۔

آیت مودت اور پنج تن پاک

اس طرح جب آیت کریمہ "قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى" (شوری آیت ۲۳) یعنی آپ فرمادیں میں تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا۔ البتہ میرے قرابت داروں سے محبت رکھنا۔ نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی "مَنْ قَرَابَتُكَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا" (تفسیر مظہری جلد ۸ صفحہ ۳۲۰، تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۱۱۲، مواہب لدنیہ جلد ۳ صفحہ ۳۵۸، تفسیر روح البیان جلد ۸ صفحہ ۳۱۱، تفسیر درمنثور جلد ۶ صفحہ ۷، زرقانی علی المواہب جلد ۷ صفحہ ۳۰، صواعق محرقہ صفحہ ۱۶۸، نورالابصار صفحہ ۱۲۳، واخرج ابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ وغیرہم۔ یعنی یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمائیں کہ وہ کون ہستیاں ہیں جن کی محبت ہم پر فرض کی گئی ہے تو آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر (جناب) علی المرتضیٰ، سیدہ خاتون جنت اور ان کے دونوں صاحب زادوں یعنی (جناب سیدنا امام حسن اور جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت فرض کی گئی ہے۔ نیز مشہور صحابی رسول جناب سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ اس آیت میں "قربیٰ" سے مراد جناب رسول اللہ ﷺ کی آل پاک ہے (بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۳) نیز قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ ہے۔ "سلام علی الیاسین" (پ ۲۳ صافات آیت ۱۳۰) سید المفسرین ترجمان القرآن ابن عم مصطفیٰ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیہ جلیلہ میں "آل یاسین" سے مراد "آل محمد" ہے (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۸۸، صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۸)

Marfat.com

یعنی جناب ابن عباس کے نزدیک اس آیت کا معنی ہے جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کی آل پر اللہ کا سلام ہو۔ ایک دفعہ جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اَنَــا وَاِیَّاکَ وَھٰذَیْنِ وَھٰـذَا الرَّاقِدُ یعنی عَلِیًّا یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِیْ مَکَانٍ وَاحِدٍ (کنز العمال جلد ۱۳ صفحہ ۳۹) یعنی میں اور اے میری پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ۔ تو۔ اور یہ دونوں شہزادے (جناب سیدنا امام حسن اور جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور یہ آرام فرما شخص (حضور شہنشاہ ولائت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنت میں ایک ہی مقام پر ہوں گے سبحان اللہ۔ ایک دفعہ رسول برحق ﷺ نے فرمایا۔ عَــلِــیٌّ وَّ فَـاطِـمَةُ وَحَسَنٌ وَّ حُسَیْنٌ کَانَ مَعِیَ عَلَی الْوَسِیْلَةِ (کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۶۴۰) یعنی (سیدنا) علی المرتضےٰ، (سیدہ) فاطمہ، (سیدنا امام) حسن اور (سیدنا امام) حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مقام وسیلہ یعنی مقام شفاعت پر بھی میرے پاس ہی موجود ہوں گے۔ سبحان اللہ۔

سیدنا امام اعظم اور محبت اہل بیت

۱۰۵ھ میں جب امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اموی فرماں روا ہشام بن عبد الملک کے خلاف خروج فرمایا تو جناب امام اعظم علیہ الرحمہ علالت کی وجہ سے خود تو لشکر میں شامل نہ ہو سکے لیکن محبت اہل بیت کے تحت دس ہزار روپیہ نذرانہ پیش کیا اور یہ تاریخی فتویٰ بھی جاری فرمایا۔ خُرُوْجُـهٗ اَیْضَاهِیْ خُرُوْجُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ بَدْرٍ (کردار یزید صفحہ ۱۶۵، روض النفیر صفحہ ۲۶۰، ہدیۃ المہدی جلد ۱ صفحہ ۹۷، اسعاف الراغبین صفحہ ۲۴۵، نور الابصار صفحہ ۲۲۷، الجصاص جلد ۱ صفحہ ۸۱، تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ۴۸۲

Marfat.com

وغیرہ) یعنی اس جنگ میں سید زادے کی معاونت میں جنگ کرنا ایسا ہی جائز اور ضروری ہے جس طرح کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں کفار مکہ کے خلاف جنگ کرنا جائز اور ضروری تھا۔ پھر ۱۳۶ھ میں بنو عباس کا دوسرا فرمانروا منصور تخت نشین ہوا تو اس نے سادات کرام پر ظلم کی انتہا کر دی حتیٰ کہ بعض کو زندہ دیواروں میں چنوا دیا۔ بالآخر مجبور ہو کر ۱۴۵ھ میں جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت محمد بن عبداللہ المعروف ۔نفس زکیہ۔ نے ابو العباس منصور کے خلاف علم جہاد بلند کر دیا۔ اس وقت جناب امام اعظم علیہ الرحمہ کی عمر تقریبا چھیاسٹھ برس تھی تو آپ نے چار ہزار درہم ضروریات جنگ کے لئے نذرانہ بھی پیش کیا اور لوگوں کو آپ کی معاونت پر ابھارتے اور جنگ میں شمولیت کا حکم دیتے تھے حتیٰ کہ جنگ کے بعد ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی آپ نے میرے بیٹے کو حضرت نفس زکیہ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کا حکم دیا تھا اور وہ اب آپ کی معیت میں لڑتا ہوا شہید ہو گیا ہے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا۔ لَيْتَنِي مَكَانَ اِبْنِكِ (نور الابصار صفحہ ۲۲۷، کردار یزید صفحہ ۱۶۷ وغیرہ) کاش کہ تیری بیٹے کی جگہ جگر گوشہ سید الابرار ﷺ کی غلامی میں شہید ہونے والا خوش قسمت میں نعمان ہوتا اور آپ نے یہ فتویٰ دے رکھا تھا کہ حضرت نفس زکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ملکر جہاد کرنا پچاس نفلی حجوں سے بھی زیادہ کا ثواب ہے (مناقب موفق جلد ا صفحہ ۸۳، کردار یزید صفحہ ۱۶۷ وغیرہ) حکومت وقت کی طرف سے آپ کو ساتھ ملانے کی بڑی کوششیں کی گئیں اور بڑی بڑی پیش کشیں کی گئیں لیکن آپ نے محبت اہل بیت اطہار میں مخمور ہو کر دشمنان اہل بیت کی کوئی پیش کش قبول نہ کی۔ بالآخر آپ کو

Marfat.com

محبت اہل بیت کے جرم میں زہر دلوا کر شہید کر دیا گیا۔ انالله وانا اليه راجعون

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں تیرے نام پر   اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

امام شافعی علیہ الرحمہ اپنی محبت اہل بیت کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔ آلُ النَّبِیِّ ذَرِیْعَتِی. وَهُمْ اِلَیْهِ وَسِیْلَتِی. اَرْجُوْا بِهِمْ اُعْطٰی غَدًا. بِیَدِی الْیَمِیْنِ صَحِیْفَتِی (صواعق محرقہ صفحہ ۱۸۰) یعنی حضور اکرم ﷺ کی آل پاک ہی میرے لئے بخشش کا ذریعہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور آپ ہی میرا وسیلہ ہیں اور میں اس بات کا امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ اہل بیت اطہار کے صدقے سے قیامت کو میرا نامۂ اعمال میرے داہنے ہاتھ میں عنایت فرمائیں گے (اور انشاء اللہ العزیز اہل بیت پاک کی طفیل اللہ تعالیٰ مجھے جنت عطا فرمائیں گے) اللهم ارزقناه بحق محمد ﷺ و بحق آله الطيبين الطاهرين برحمتک یا ارحم الراحمین

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی محبت کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

الهی بحق بنی فاطمه .   که بر قول ایمان کنی خاتمه .

اگر دعوتم رد کنی ورقبول .   من و دست و دامان آل رسول

ترجمہ:۔ (کچھ معمولی سے حقیقت کے تصرف کے ساتھ)۔ اے مولائے کریم تیری بارگاہ عالیہ میں میں سیدہ فاطمہ علیہا السلام (اور ان) کی اولادِ امجاد کا واسطہ دیکر عرض کرتا ہوں کہ میرا خاتمہ ایمان پر فرمانا اور اگر میری دعا تیری بارگاہ عالیہ میں قبولیت کے قابل نہ بھی ہو تو بھی اپنے پیارے محبوب جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کی اہل بیت اطہار کے صدقہ سے ہی میری دعا قبول فرمالے۔ آمین یا ارحم الراحمین بجاہ سید المرسلین و آله و صحبه برحمتک یا ارحم الراحمین

Marfat.com

فرمان مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

جناب امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی مسلک حق اہل سنت وجماعت کی وکالت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ وگویم چگونہ عدم محبت اہل بیت برحق اہل سنت گمان بردہ شود کہ آں محبت نزد ایں بزرگواراں جزو ایمان است و سلامتی کاتمہ را برسوخ آں محبت مربوط ساختہ اند۔ محبت اہل بیت سرمایہ اہل سنت است مخالفاں ازیں معنی غافل اندواز محبت ایشاں جاہل جانب افراط راخود اختیار کردہ اندوماوراء افراط راتفریط انگاشتہ حکم خروج نمودہ اندومذہب خوارج انگاشتہ اندنہ دانستہ اند کہ درمیان افراط وتفریط حدیست وسط کہ مرکز حق است وموطن صدق کہ نصیب اہل سنت گشتہ است شَکَرَ اللّٰہُ تعالیٰ سَعیَھُمْ (مکتوبات امام ربانی دفتر دوم مکتوب صفحہ ۳۶) ہم کہتے ہیں کہ اہل سنت وجماعت کے متعلق یہ خیال کیسے کیا جاسکتا ہے کہ وہ اہل بیت اطہار سے محبت نہیں رکھتے حالانکہ اہل سنت والے تو اہل بیت اطہار کی محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ اور خاتمہ بالخیر کا دارومدار اہل بیت اطہار کی محبت کے پختہ اور سچی ہونے پر ہے۔ اور اہل بیت اطہار کی محبت تو اہل سنت وجماعت کا قیمتی سرمایہ ہے۔ مگر مخالفین اس حقیقت سے بےخبر ہیں اور اہل بیت اطہار کی اصلی محبت سے ناواقف ہیں۔ انہوں نے اصلی محبت اور شرعی حد سے خود تجاوز کیا ہوا ہے اور اپنے طریقے کے برخلاف کو وہ محبت میں کمی خیال کرتے ہیں اور انہیں خارجی سمجھتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ افراط اور تفریط کے درمیان اصل راستہ ہے۔ جو کہ حقیقت اور سچائی کا راستہ ہے اور یہی درمیانہ حق اور سچائی والا راستہ اہل سنت وجماعت کا طرۂ امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت وجماعت کی دینی کوششوں کو

Marfat.com

مزید برکت دے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے (آمین ۔ بجاہ سید المرسلین) بعض بزعم خود ''علامۃ العصر'' محبت اہل بیت جز وایمان ہے ۔ کے الفاظ پر اعتراض کرتے ہیں اور ''کمیت'' کی آڑ میں ان الفاظ کا تمسخر اڑاتے ہیں اور اسے کم علمی قرار دیتے ہیں ۔ شائید وہ حضور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ سے بھی بڑے عالم ہیں ۔ کیونکہ حضور مجدد پاک نے بھی مندرجہ بالا عبارت میں محبت اہل بیت کے متعلق ''جز وایمان'' کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں ۔ فاعتبروا یا اولوالالباب .

ایک مقام پر جناب امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے اولیاء کرام کے پیشوا ۔ اور سردار اور (تمام کائنات کے) اولیاء کرام کو فیض پہنچانے والے جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کام پر آپ کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے ۔۔۔ اور میری رائے تو یہ ہے کہ آپ کے زمانہ ظاہری سے پہلے بھی جو اولیاء کرام ہوئے ہیں ان کی ہدایت اور فیض رسانی بھی جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے سے ہی ہوتی تھی ۔ اور آپ کے زمانہ ظاہری کے بعد کے زمانے کی رشد و ہدایت آپ کے صاحبزادگان جناب امام حسن اور جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سپرد تھی ۔ ان کے بعد جناب امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور پھر ان کے بعد یکے بعد دیگرے جناب امام مہدی تک یہ سلسلہ تربیت اولیاء چلتا رہا حتیٰ کہ جناب غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی حسنی (والد کی طرف سے) حسینی (والدہ کی طرف سے) رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس منصب پر فائز ہوئے اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی شخص بھی اس وقت تک مقام ولایت پر فائز نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہ کا خوشہ چین نہ ہو۔اور آپ کی بارگاہ سے روحانی طور پر اسے اکتساب فیض حاصل نہ ہو جائے (مکتوبات شریف دفتر دوم صفحہ ۱۷۴ مکتوب ۱۲۳، شرح خصائص، امام نسائی صفحہ ۱۵، تفسیر مظہری زیر آیت، " کُنتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ)

ایک ضروری وضاحت

بے شک ہم اہل سنت و جماعت کا طرۂ امتیاز ہے کہ ہم اہل بیت اطہار اور آل پاک کو اس طرح مانتے ہیں جس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں ماننے کا حکم دیا ہے اور ان ذوات مقدسہ کو اللہ تعالیٰ نے جو جو فضائل و کمالات عطا فرمائے ہیں اور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے جو جو فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں ۔الحمد للہ ہم ان مقدس ہستیوں کے ان تمام فضائل و مناقب کو کما حقہ ماننا شرط ایمان اور ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے فرامین کے مطابق ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نسبت نسبی سے نسبت ایمانی مقدم ہے۔یعنی خاندان نبوت ،اولاد مصطفوی یعنی سادات کرام کو جو اللہ تعالیٰ نے شرف و بزرگی عنایت فرمائی ہے وہ ایمان اور اتباع کے ساتھ مشروط ہو گی۔لہٰذا اگر کوئی شخص سید کہلاتا ہے لیکن اس کا طریقہ اس کا عقیدہ معاذ اللہ جناب رسول اللہ ﷺ کی سنت و شریعت کے خلاف ہو اور وہ اہل بیت کرام اور صحابہ کرام والے مسلک یعنی "اہل سنت و جماعت" کے خلاف عقیدہ رکھے۔مثلاً معاذ اللہ رافضی یا خارجی ہو تو قرآن و حدیث میں بیان کردہ کسی بھی فضیلت کا وہ مستحق نہیں ہو گا۔اس مختصر سے رسالے میں جو چند فضائل و مناقب اہل بیت کے متعلق بیان کئے گئے ہیں وہ ہر سید کہلانے والے پر سیٹ کرنے نہ شروع کر دیں بلکہ سب سے پہلے ایمان اور عقیدہ دیکھو پھر

Marfat.com

اس کے عمل دیکھو۔ پھر کوئی فیصلہ کرو۔ کیونکہ باپ کے شرف و بزرگی میں سے اس کے بدعمل سگے بیٹے کو بھی کچھ حصہ نہیں ملتا۔ مثلاً جب اللہ تعالیٰ نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو تمام دنیا کا امام بنادیا تو حضرت ابراہیم نے عرض کی۔ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ۔ قَالَ لَايَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (بقرہ آیت ۱۲۴) یعنی اے اللہ تعالیٰ کیا اس منصب امامت میں سے میری اولاد کو بھی کچھ حصہ ملے گا تو فرمان خداوندی ہوا (ہاں تیری نیک اولاد کو تو تیری نسبت نسبی کی وجہ سے ضرور خدا کا فضل اور رحمت نصیب ہوگی) البتہ تیری اولاد میں سے جو ظالم (بدعقیدہ اور بدعمل) ہوں گے انہیں تیری اولاد ہونا کچھ فائدہ نہ دے گا۔ لہٰذا کوئی بدعقیدہ یا بدعمل سیدان فضائل و مناقب کا قطعی حق دار نہیں ہے جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کا کافر بیٹا جب ہلاک ہونے لگا تو جناب نوح نے عرض کی۔ مولا یہ میری ''اہل'' ہے یا (آل ہے کیونکہ اہل اور آل لغوی طور پر ایک ہی لفظ کی دو شکلیں ہیں) تو فرمان خداوندی ہوا۔ انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح ۔(ہود آیت ۴۶) یعنی اے پیارے نوح (بے شک خونی رشتہ سے یہ تیرا سگا بیٹا ہے لیکن) چونکہ یہ بدعقیدہ اور بدعمل ہے لہٰذا یہ تیری ''اہل'' میں سے نہیں ہے۔ اس آیت قرآنی سے یہ مستفاد ہوا کہ بدعمل اور بدعقیدہ بیٹا کسی بزرگ کی اولاد تو ہو سکتا ہے لیکن شرعی طور پر وہ بزرگ کی ''اہل'' اور ''آل'' نہیں ہوگا۔

جب نبی کے سگے بیٹے کے لئے ایمان اور اعمال صالحہ لازمی ہیں تو آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد کوئی ''سید'' کہلا کر شریعت سے کس طرح آزاد ہو سکتا ہے۔ فرمان مصطفیٰ بھی اس پر شاہد عدل ہے آپ نے فرمایا۔ مَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۵) یعنی بدعمل اور بدعقیدہ شخص کو اس کا نسب

Marfat.com

کچھ کام نہ دے گا۔ نیز جناب ابن عباس کا قول بھی ہے کہ ''آل محمد'' صرف صحیح عقیدہ وایمان والے ہی ہو سکتے ہیں (بخاری جلد اصفحہ ۴۸۸) چنانچہ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے حدیث ثقلین بیان فرمائی تھی تو آخر میں یہ بھی بیان فرمادیا کہ میری عترت یعنی میری اہل بیت قیامت تک بھی قرآن پاک سے جدا نہیں ہوگی یعنی قرآن کا دامن نہیں چھوڑے گی۔ تو جو شخص سید کہلاتے ہوئے قرآن واحادیث کا انکار کرے یا ان کے خلاف ایمان اور عقیدہ رکھے اسے ان فضائل وکمالات سے کچھ بھی حصہ نہیں ملے گا اور وہ حضور کی اہل بیت میں شامل بھی نہیں ہوگا۔ فافھموا واعتبروا. اسی لئے سید السادات امام کائنات جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیزے پر چڑھ کر بھی قرآن کا ساتھ نہ چھوڑا اور تلاوت قرآن پاک کرتے رہے۔ نیز اگر آج کوئی شخص جناب رسول اللہ ﷺ، اہل بیت اطہار، آل پاک، یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کا دعوی کرے لیکن ان کا عقیدہ اور ان کا طریقہ اختیار نہ کرے تو اس بد عقیدہ اور بد عمل شخص کو ان مقدس ہستیوں کے ساتھ یہ زبانی محبت کا دعوی کچھ فائدہ نہ دے گا۔ اور اس کی یہ نام کی محبت نہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگی۔ نہ جناب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل کر سکے گی اور نہ ہی اہل بیت کرام اور صحابہ کرام میدان محشر میں اسے اپنے نزدیک پھٹکنے دیں گے۔ بلکہ علی الاعلان اس سے اپنی لاتعلقی اور بیزاری کا اعلان عام فرمائیں گے۔ اس محبت کی مثال تو اس طرح ہے کہ کوئی کہے مجھے اللہ تعالیٰ سے بڑی محبت ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ایک بھی نہ مانے۔ کوئی کہے کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ سے بڑی محبت ہے لیکن دن رات آپ کی نافرمانیاں کرتا رہے۔ تو کیا ایسے شخص کی محبت بارگاہ الوہیت

Marfat.com

یا بارگاہ مصطفوی میں قبول ہو جائے گی؟ نہیں ہرگز نہیں اسی طرح۔اہل بیت کرام کی بارگاہ میں بھی صرف اور صرف اس شخص کی محبت قبول ہو گی جو اہل بیت اطہار والا عقیدہ رکھے۔اور اہل بیت کرام والا طریقہ اختیار کرے اور وَاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ (لقمان آیت ۱۵) اور صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ (فاتحہ آیت ۶) کے تحت ان کی اتباع اور پیروی کرے پھر امید واثق ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ یہ "حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا" (نساء آیت ۶۹) کے تحت اسے ضرور میدان محشر میں اپنے خادموں اور غلاموں میں شامل فرما کر اللہ کی رحمت اور بخشش دلوائیں گے۔یاد رہے معیار محبت خالی۔خولی دعوے نہیں بلکہ معیار محبت اطاعت اور فرمان برداری ہے۔

فافهمو ایا اولو الابصار . واعتبروا ایا اولو الالباب وما علی الالبلاغ ،

امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

علی امام من است منم غلام علی — ہزار جان گرامی فدائے نام علی

نسب نامہ

آپ کا نسب اس طرح ہے۔علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔۔۔۔الخ ہے۔آپ کی والدہ کا نام ۔ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف۔۔۔الخ ہے۔آپ نسب میں تمام صحابہ میں سے جناب رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔یعنی آپ کا اور رسول اللہ ﷺ کا دادا ایک ہے اور حضرت علی کے والد ابو طالب جناب رسول اللہ ﷺ کے سگے چچا تھے۔آپ کا سلسلہ نسب ماں اور باپ کی طرف سے "ہاشم" پر جا کر مل جاتا ہے۔

Marfat.com

ولادت

آپ کی ولادت جناب رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت سے تقریباً دس برس پہلے ہوئی اس طرح اعلان نبوت کے وقت آپ کی عمر مبارک تقریباً دس سال بنتی ہے۔

کنیت

آپ کی کنیت ابوالحسن تھی نیز جناب رسول اللہ ﷺ نے آپ کو ابوتراب کہہ کر بھی پکارا تھا۔ اسی لئے یہ کنیت آپ کو بہت پسند تھی۔ جب آپ کو کوئی ابوتراب کہہ کر پکارتا تو آپ بہت خوش ہوتے۔ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۱۵، ۹۲۹ وغیرہ) آپ کے مشہور القاب مرتضےٰ، حیدر کرار، اسد اللہ الغالب یعنی شیر خدا اور خاصف النعل یعنی نبی کریم ﷺ کا جوتا مبارک گانٹھنے والا ہیں۔

دولت ایمان

آپ کے اسلام لانے کے متعلق مسند ابویعلٰی میں خود جناب حیدر کرار کا فرمان موجود ہے۔ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَاَسْلَمْتُ یَوْمَ الثَّلَاثَاءِ۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۸) کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے پیر کے دن نبوت کا اعلان فرمایا اور دوسرے ہی دن منگل کو میں نے اپنے ایمان کا اعلان کر دیا تھا اور بعض روایات کے مطابق آپ نے اسی دن ہی اپنے اسلام کا اعلان کر دیا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً دس سال تھی اور آپ نے زمانہ اسلام سے پہلے بھی کبھی بت پرستی نہیں کی بلکہ اہلحدیث محدث و مفسر نواب صدیق حسن خاں تو لکھتے ہیں کہ آپ کی والدہ جب آپ سے حاملہ ہوئیں تو اس کے بعد وہ بتوں کو سجدہ نہ کر سکتی تھیں بلکہ

Marfat.com

جب بھی وہ کسی بت کے سامنے سجدہ کرنے کا ارادہ کرتیں تو آپ پیٹ میں اکڑ جاتے اور آپ کی والدہ بت کے سامنے جھک نہ سکتی تھیں۔ (مناقب خلفاء الراشدین صفحہ ۹۹) ثابت ہوا کہ آپ کو ولادت سے پہلے بھی اللہ اور اللہ کے دین کے احکام کا علم تھا اور جو چاہتے تھے کر لیتے تھے آپ قریش کی سب سے افضل شاخ "بنو ہاشم" میں سے تھے۔ آپ کی والدہ بنو ہاشم کی پہلی عورت ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی۔ اور ایک ہاشمی بیٹا جنا۔ جب آپ کی والدہ حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی قمیص مبارک ان کے کفن کے لئے عطا فرمائی آپ انہیں اپنی ماں کی طرح سمجھتے تھے جناب اسامہ بن زید، جناب ابوایوب انصاری اور جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کی قبر کھودی پھر حضور اکرم ﷺ خود قبر میں اترے اور اپنے ہاتھوں سے قبر کو صاف کیا پھر قبر میں لیٹ کر دعا کی ۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ وَلَقِّنْهَا حُجَّتَهَا وَوَسِّعْ عَلَيْهَا مُدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ وَالْاَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِيْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔ (مناقب خلفاء الراشدین صفحہ ۱۰۰، نور الابصار صفحہ ۳۶) یعنی اے میرے اللہ میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور انہیں نکیرین کے جوابات سکھلا دے اور ان کی قبر فراخ فرما دے اے اللہ تجھے تیرے نبی محمد ﷺ کا واسطہ اور جتنے پیغمبر پہلے گزر چکے ہیں تجھے ان سب کا بھی واسطہ۔ یقیناً تو بہت زیادہ رحم کرنے والا اور مہربان ہے۔ آپ ﷺ نے خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(ثابت ہوا کہ زندہ اور فوت شدہ بزرگوں کے وسیلہ سے دعا کرنا جائز ہے بلکہ سنت نبوی ہے۔)

Marfat.com

پروردۂ آغوش نبوت

جناب ابو طالب کی مالی حالت کچھ اچھی نہ تھی لہٰذا حضور اکرم ﷺ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپس میں مشورہ کر کے جناب ابو طالب کے پاس گئے اور ان کی کچھ اعانت کرنی چاہی تو جناب ابو طالب نے کہا کہ طالب اور عقیل کو میرے پاس رہنے دو اور جعفر اور علی کو تم لے جاؤ۔ چنانچہ حضرت علی کو حضور اکرم ﷺ نے اپنی کفالت میں لے لیا اور حضرت جعفر حضرت عباس کے پاس رہے اس بچپن ہی سے جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت و پرورش جناب رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں ہوئی اسی لئے آپ کے اخلاق و کردار پر بھی اخلاق و شمائل نبوی کی گہری چھاپ تھی جناب امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ لَمْ یُنْقَلْ لِاَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ مَانُقِلَ لِعَلِیٍّ ۔ یعنی صحابہ کرام میں سے کسی صحابی کی شان میں اتنی روایات منقول نہیں ہیں جتنی حضرت علی کے بارے میں ہیں۔ شارح بخاری محدث عسقلانی نقل کرتے ہیں۔ لَقَدْ عَبَدْتُ اللّٰهَ قَبْلَ اَنْ یَّعْبُدَهٗ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَمْسَ سِنِیْنَ (تہذیب التہذیب جلد ۷ صفحہ ۳۳۶، خصائص نسائی حدیث جلد ۷ صفحہ ۶) یعنی جناب علی المرتضیٰ فرمایا کرتے تھے یہ حقیقت ہے کہ میں نے تمام امت محمد مصطفیٰ ﷺ سے پانچ برس پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا شروع کر دی تھی اور یہ ممکن بھی ہے کیونکہ آپ جب سے حضور ﷺ کے دولت کدہ پر زیر کفالت ہوئے آپ مسلسل سرکار دو جہاں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف دیکھ رہے تھے۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ آپ پر بھی اسی تربیت کا اثر ہوا ہو۔ اور آپ نے سرکار ابد قرار کے اعلان نبوت سے پہلے ہی سنت مصطفوی پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کی عبادت شروع کر دی ہو۔ اسی لئے بچپن ہی سے بتوں کی پرستش سے محفوظ رہے ۔ چنانچہ آپ کا فرمان ہے۔ اَنَا اَوَّلُ مَنْ صَلیّٰ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہ ﷺ (تہذیب التہذیب جلد ۷ صفحہ ۳۳۶، خصائص نسائی حدیث ۵، ۴، ۲، ۱) یعنی میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے پہلے نماز پڑھی ہے۔ ظاہر بات ہے اس نماز سے مراد کوئی علیحدگی کی نماز ہی ہوسکتی ہے جو کہ اغلبًا اعلان نبوت سے پہلے کی تھی ورنہ بعد میں تو ہمیشہ کچھ نہ کچھ صحابہ آپ کی اقتدا میں نماز میں شامل ہونے کا شرف حاصل کر ہی لیا کرتے تھے۔ اسی لئے آپ کے اول الاسلام ہونے کے متعلق بھی کئی روایات منقول ہیں۔

اختلافات روایات

البتہ بہت سی احادیث جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب سے پہلے ایمان لانا بیان کرتی ہیں۔ مثلاً ایک دفعہ ایک صحابی کا جناب ابوبکر صدیق سے کچھ تکرار ہو گیا معاملہ حضور تک پہنچا تو آپ کا رخ اقدس غصے سے سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا ۔ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکُمْ فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَ قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ صَدَقَ وَ وَاسَانِیْ بِنَفْسِہٖ وَ مَالِہٖ فَھَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْالِیْ صَاحِبِیْ مَرَّتَیْنِ فَمَا اُوْذِیَ بَعْدَ ھَا ۔ (بخاری جلد ا صفحہ ۵۱۷، صفحہ ۶۶۸) اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم نے مجھے جھٹلا دیا لیکن ابوبکر نے میری تصدیق کی اور اپنی جان اور مال سے میری امداد کی پھر آپ نے دو بار فرمایا۔ کیا تم میرے دوست ابوبکر کو میری خاطر معاف نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد پھر کبھی بھی کسی صحابی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ناراضگی نہ کی۔ ایک مرتبہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کافی صحابہ

Marfat.com

کرام کے سامنے کہا۔ ''الست اول من اسلم (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۰۷) کیا میں سب سے پہلا اسلام لانے والا نہیں ہوں؟ تو موجود صحابہ میں سے کسی نے بھی اس پر انکار نہ کیا۔ اس طرح اس بات پر اجماع صحابہ ہوگیا نیز جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَکْرٍ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۳ ابن عساکر) کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ مردوں میں سے سب سے پہلے جناب ابوبکر صدیق نے اسلام کا اعلان کیا۔ اسی طرح محدث طبرانی نے ''معجم کبیر'' میں نقل کیا ہے کہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے پوچھا۔ اَیُّ النَّاسِ کَانَ اَوَّلُ اِسْلَامًا قَالَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ حَسَّانٍ. وَالثَّانِیُ التَّالِیُ الْمَحْمُوْدُ مَشْهَدُہٗ. وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۳) کہ سب سے پہلے لوگوں میں کس نے اسلام قبول کیا تھا۔ تو آپ نے جواب دیا۔ ابوبکر صدیق نے کیا تو نے جناب حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام نہیں سنا کی شان میں کہے ہیں (ان میں سے ایک شعر ہے) آپ بارگاہ خداوندی میں رجوع کرنے والے اور حضور کے یار غار تھے۔ اور تمام لوگوں میں سے آپ ہی سب سے پہلے رسول کریم کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ بہر حال اس طرح کی کئی مختلف روائتیں ہیں اسی طرح بعض روایات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اول الاسلام ہونے کے متعلق بھی ہیں

سیدنا امام اعظم کا فیصلہ

امام الائمہ کاشف الغمہ جناب امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ان تمام روایات میں اس طرح تطبیق فرمائی ہے۔ وَجُمِعَ بَیْنَ الْاَقْوَالِ بِاَنَّ اَبَا بَکْرٍ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ

Marfat.com

الرِّجَالِ وَعَلِیٌّ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الصِّبْیَانِ وَخُدَیْجَۃُ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَتْ مِنَ النِّسَاءِ. (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۴) کہ بالغ مردوں میں سے پہلے جناب ابوبکر صدیق ایمان لائے اور بچوں میں سے سب سے پہلے جناب علی المرتضیٰ ایمان لائے اور عورتوں میں سے سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں ۔اس کے ساتھ بعض علماء نے یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ غلاموں میں سے سب سے پہلے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا ۔

سیدنا علی المرتضیٰ اور قرآن

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اور عظمت پر بہت سی آیات قرآنیہ بھی دلالت کرتی ہیں مثلاً آیت ۱ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (احزاب آیت ۳۳) اس کا مفصل بیان پہلے گزر چکا ہے چونکہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اہل بیت اطہار کے ایک فرد ہیں۔ لہٰذا آپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی ناپاکی سے پاک فرمادیا ہوا تھا۔

آیت ۲۔ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَاءَ نَا وَاَبْنَاءَ کُمْ وَنِسَاءَ نَا وَنِسَاءَ کُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَھِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ (آل عمران آیت ۶۱) اس کا بھی بیان گزر چکا ہے۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مباہلہ میں بھی حضور کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ نے انہیں بھی اہل بیت میں شامل فرمایا اور اپنی جان کہا۔

آیت ۳ قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی (شوریٰ آیت ۲۳) اس کا بیان بھی گزر چکا ہے۔ حضرت علی بھی اہل مودت میں سے ہیں

Marfat.com

آیت ۴ اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِاللَّیۡلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (بقرہ آیت ۲۷۴)

اس آیت کریمہ کے متعلق جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ "کَانَ مَعَ عَلِیٍّ اَرۡبَعَةُ دَرَاهِمَ فَتَصَدَّقَ بِدِرۡهَمٍ نَهَارًا وَبِدِرۡهَمٍ لَیۡلاً وَبِدِرۡهَمٍ سِرًّا وَبِدِرۡهَمٍ عَلَانِیَةً فَنَزَلَتۡ فِیۡهِ هٰذِهِ الۡآیَةُ (تذکرہ خواص الامہ صفحہ ۱۴) یعنی جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس صرف چار درہم تھے تو آپ نے ایک درہم دن میں صدقہ کیا اور ایک درہم رات کو صدقہ کیا۔ ایک درہم خفیہ طور پر اللہ کی راہ میں صدقہ کیا اور ایک درہم اعلانیہ طور پر صدقہ کیا۔ تو اس پر یہ آیت جناب علی المرتضےٰ کی شان میں نازل ہوئی۔

آیت ۵۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ آمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَیَجۡعَلُ لَهُمُ الرَّحۡمَانُ وُدًّا (مریم آیت ۹۶) جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں "هٰذَا الۡوُدُّ جَعَلَهُ اللّٰهُ لِعَلِیٍّ فِیۡ قُلُوۡبِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (تذکرۃ الخواص صفحہ ۱۷) کہ اس محبت سے مراد جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمام ایمان والوں کے دلوں میں ڈال رکھی ہے یعنی جو ایمان والا ہوگا اس کے دل میں ضرور بالضرور جناب حیدر کرار کی محبت ہوگی اور جس دل میں جناب امیر کی محبت نہیں ہے اس دل میں ایمان بھی نہیں ہے۔

آیت ۶۔ اِنَّمَا اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ (رعد آیت ۷) جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو جناب رسول کریم ﷺ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا۔ اَنَا الۡمُنۡذِرُ ثُمَّ اَوۡمَا اِلٰی مَنۡکِبِ عَلِیٍّ قَالَ اَنۡتَ الۡهَادِیۡ الۡمُهۡتَدُوۡنَ مِنۡ

Marfat.com

بَعْدِیْ (تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۹۰، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۷، تفسیر در منثور جلد ۴ صفحہ ۴۸) میں "منذر" ہوں پھر آپ نے حضرت علی کے کندھوں پر ہاتھ رکھا اور فرمایا اے علی تو "ہادی" ہے اور میرے بعد ہدایت حاصل کرنے والے تجھ سے ہدایت حاصل کریں گے۔

آیت ۷۔ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا (دھر ۷۔۸) امام المفسرین جناب عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت جناب علی المرتضٰی، سیدہ خاتون جنت، حسنین کریمین اور آپ کی خادمہ حضرت فضہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حسنین کریمین بیمار ہوئے تو گھر والوں نے ان کی صحت پر تین روزوں کی منت مانی۔ صحت ہو جانے کے بعد سب سے روزے رکھنے شروع کئے۔ پہلا روزہ افطار کرنے کا وقت آیا تو دروازے پر مسکین نے صدا دی تمام کھانا اسے دے دیا گیا۔ دوسرے روز افطاری کا وقت آیا تو یتیم نے دروازے پر سوال کر دیا۔ تمام کھانا اس کی جھولی میں ڈال دیا گیا۔ تیسرے روزے کی افطاری کے وقت ایک قیدی نے سوال کر دیا۔ تمام کھانا اس کے حوالے کر دیا گیا اور تینوں دن سب گھر والوں نے پانی پی کر روزہ افطار کیا اس پر یہ آیت اور اگلی چند آیات نازل ہوئیں (تفسیر در منثور وغیرہ)

آیت ۸۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (احزاب آیت ۵۶) جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ پر سلام پڑھنے کا طریقہ تو

Marfat.com

آپ نے ارشاد فرمادیا اور ہمیں معلوم ہوگیا۔اب آپ ارشاد فرمائیں کہ آپ پر نماز میں ہم درود کیسے پڑھا کریں (بیہقی جلد۲ صفحہ ۱۴۷، ۳۸۵، دار قطنی جلد ا صفحہ ۳۵۵، جلاء الافہام صفحہ ۵، فضائل درود از مولوی زکریا سہارنپوری صفحہ ۴۲) تو حضور اکرم ﷺ نے درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم فرمایا جس میں کہیں آپ نے ''آل محمد'' کے الفاظ تلقین فرمائے۔ مثلاً بخاری جلد۲ صفحہ ۷۰۸، مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۵، ابو داؤد جلد ا صفحہ ۱۴۰، ترمذی جلد ا صفحہ ۱۶۴، نسائی جلد ا صفحہ ۱۸۹ وغیرہ اور کسی مقام پر آپ نے'' ازواجہ وذریاتہ '' کے الفاظ ارشاد فرمائے ہیں مثلاً مسلم جلد ا صفحہ ۱۷۵، ابو داؤد جلد ا صفحہ ۱۴۱، نسائی جلد ا صفحہ ۱۹۱، اور ابن ماجہ صفحہ ۶۵) وغیرہ اور ایک مقام پر اس طرح ہے۔اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ (ابوداؤد جلد ا صفحہ ۱۴۱) اس آیت میں بھی آل محمد۔اہل بیت کرام۔اور ازواج مطہرات پر درود پڑھنے کا حکم فرمایا گیا ہے جس کی وضاحت خود جناب رسول کریم نے فرمادی ہے۔لہٰذا اس آیت سے بھی اہل بیت نبوی اور آل پاک کی بہت عزت وعظمت ثابت ہوتی ہے۔چنانچہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمْ فَرْضٌ مِّنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَہٗ. کَفَاکُمْ مِنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ اَنَّکُمْ . مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلٰوۃَ لَہٗ (صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۸) ترجمہ۔اے نبی کریم ﷺ کے گھر والو۔تمہاری محبت تو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں فرض قرار دی ہے۔اور تمہاری عظمت وشان کے لئے یہ ایک بات بھی کافی ہے کہ جو شخص نماز میں (دعا میں) تم پر درود نہ پڑھے اس کی نماز (یا دعا) ہی قبول نہیں ہوتی (صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۸)۔

Marfat.com

آیت ۹۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ (بقرہ آیت ۲۰۷)۔

جناب علی بستر رسول پر

جناب عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ کا ارادہ فرمایا تو اہل مکہ کی امانتیں لوٹانے کی خاطر جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں رہنے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ میرے بستر پر لیٹ جاؤ۔ کافروں نے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ جناب جبریل اور جناب میکائیل علیہما السلام کو حکم خداوندی ہوا کہ جاؤ اور پیارے علی کی حفاظت کرو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے درمیان رشتۂ اخوت تھا۔ تو وہ حضور اکرم ﷺ پر اپنی جان قربان کرتے ہوئے حضور کے حکم پر آپ کی چادر مبارک لے کر آپ کے بستر پر لیٹ گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت جبریل آ کر حضرت علی کے سر کی طرف کھڑے ہو گئے اور حضرت میکائیل آپ کے پاؤں کی طرف کھڑے ہو گئے اور تمام رات پہرا دیتے رہے پھر حضرت جبریل کہنے لگے۔ بَخٍ بَخٍ مَنْ مِثْلُكَ يَا ابْنَ اَبِىْ طَالِبٍ وَ اللّٰهُ يُبَاهِىْ بِكَ مَلَائِكَتَهُ ثُمَّ تَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ فِىْ شَانِ عَلِىٍّ (تذکرۃ الخواص صفحہ ۳۵، تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۹۸، احیاء العلوم) اے علی آج آپ جیسا کون ہے۔ آج اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے آپ کی اس جان نثاری پر فخر کر رہا ہے۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ رونق افروز ہوئے تو جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔

Marfat.com

آیت ۱۰ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا نَا جَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّ مُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوَاکُمْ صَدَقَةً ... الخ (مجادلہ آیت ۱۲) یعنی اے ایمان والو جب تم جناب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کوئی عرض کرنا چاہو تو پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور کچھ صدقہ دے لیا کرو۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ صدقہ دیا اور حضور کی بارگاہ میں عرض پیش کی پھر اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر نرمی فرماتے ہوئے اس حکم کو منسوخ فرما دیا گویا کہ قرآن مجید کی اس آیت پر پوری دنیا میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی اور نے عمل نہیں کیا (تمام تفاسیر)

تلک عشرة کاملة۔ جناب عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں مَا نَزَلَ فِیْ اَحَدٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالیٰ مَا نَزَلَ فِی عَلِیٍّ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۱، ابن عساکر) یعنی جتنی آیات قرآنیہ جناب علی المرتضےٰ کی شان میں نازل ہوئی ہیں اتنی کسی شخص کے حق میں نازل نہیں ہوئیں۔ آپ کا قرآن شریف کے ساتھ وہ قریبی تعلق ہے کہ جناب سرور کائنات ﷺ نے آپ کے متعلق واضح الفاظ میں اعلان فرما دیا تھا" عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِیٍّ لَا یَفْتَرِ قَانِ حَتّیٰ یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۳، صواعق محرقہ ۱۲۳، معجم صیغر ، طبرانی اوسط) یعنی علی اور قرآن ہمیشہ اکٹھے رہیں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر حاضر ہو جائیں گے۔ نیز آپ فرمایا کرتے تھے مَا مِنْ آیَةٍ اِلَّا وَعَلَّمَنِیْ تَاوِیْلَھَا (خصائص امیر المومنین از علامہ بلوشی صفحہ ۱۶۶) یعنی قرآن کریم کی کوئی ایسی آیت نہیں ہے جس کے معنے اور مراد میں نہ جانتا ہوں۔

جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول

Marfat.com

چونکہ جناب علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر صحابی بھی ہیں لہٰذا جناب رسول کریم ﷺ نے صحابہ کرام کے جو فضائل بیان فرمائے ہیں وہ سب بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہیں مثلاً ایک دفعہ ارشاد فرمایا۔ میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو۔ کیونکہ (خدا کی بارگاہ میں ان کا وہ مقام ہے کہ) اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کر دے تو صحابہ کرام کے آدھا مد غلہ خیرات کرنے کے برابر بھی نہیں ہو سکتا (بخاری جلد ا صفحہ ۵۱۸، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۱۰، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۶، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۵، ابن ماجہ صفحہ ۱۵، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۵ وغیرہ)۔ نیز آپ نے فرمایا۔ لوگو۔ میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرنا۔ میرے بعد ان کو تنقید کا نشانہ نہ بنانا۔ پس جو ان سے محبت کرے گا وہ میری محبت ہی کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے عداوت رکھے گا وہ میرے ساتھ عداوت رکھتا ہے اس لئے میرے صحابہ سے عداوت کر رہا ہے (اگر میرے ساتھ محبت ہوتی تو میرے صحابہ کے ساتھ بھی بغض و عداوت نہ رکھتا) اور جس نے میرے صحابہ کرام کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو عذاب میں گرفتار کرے گا۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۶، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۶، خطبات محمدی اہلحدیث جلد ۲ صفحہ ۴۵ وغیرہ) یہ حدیث شریف صحابہ اور اہل بیت۔ دونوں ہی کے فضائل و مناقب پر مشتمل ہے کیونکہ اہل بیت کرام بھی رشتہ ایمان کے لحاظ سے صحابی رسول اور آپ کے امتی ہیں۔ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں ایمان اور محبت صرف اس شخص کی ہی قبول ہوگی جو حضور کی اہل بیت اطہار اور آپ کے جمیع صحابہ کرام کا بھی

Marfat.com

نیاز مند ہوگا اور جوان میں سے کسی ایک کو بھی کسی بھی طریقہ سے ایذا دے گا اس پر خدا بھی ناراض اور خدا کا محبوب بھی ناراض اور اس ناپاک جسارت کی وجہ سے وہ ملعون اور خدا کے غضب اور عذاب کا مستحق ہوگا۔

فیصلہ خداوندی

اس کے ساتھ یہ آیت بھی تلاوت فرمالیں تاکہ فیصلہ مزید آسان ہو جائے اور حق مزید واضح ہو جائے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا (احزاب آیت ۵۷) یعنی یقیناً جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دی اللہ نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت فرمائی ہے اور ان کے لئے (آخرت میں) ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔
مندرجہ بالا آیت قرآنی اور فرمان مصطفوی کے مطابق اہل بیت کا منکر ''خارجی'' اور صحابہ کرام کا منکر ''رافضی'' دونوں ہی لعنتی، مردود، ہدایت و نجات سے محروم اور پکے دوزخی ہیں۔ نیز یہاں سے یزید اور یزیدیوں کا ملعون و معذوب ہونا بھی ثابت ہوا۔
کیونکہ ان بدبختوں نے گلشن رسالت کے اس گل سرسبد جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے ظلم و جفا کا نشانہ بنایا۔ جو اپنے ذاتی اور ایمانی فضائل و کمالات کے علاوہ اہل بیت اطہار کے ایک درخشندہ ستارے بھی ہیں اور مخدوم صحابہ ہونے کا شرف بھی آپ کو حاصل ہے۔ بلکہ آپ اللہ اور اللہ کے رسول کے بھی بے حد مقرب ہیں اور آپ ایمان والوں کے لئے جان ایمان ہیں۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی اے محمد ﷺ تیرے صحابہ میرے نزدیک آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔ اور بعض بعض سے زیادہ مرتبہ و مقام والے ہیں اور ہر

Marfat.com

ایک نور ہدایت کا حامل ہے۔ تو جو کوئی اپنے اختلافات میں ان میں سے کسی بھی صحابی کے طریقے پر عمل کرنے والا ہوگا میرے نزدیک وہ ہدایت پر ہوگا۔ چنانچہ آپ نے اعلان فرمادیا۔ لوگو۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی تم پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۶) ایک دفعہ فرمایا۔ لوگو میرے صحابہ کی عزت کرتے رہنا کیونکہ وہ تم (غیر صحابہ) میں بہترین افراد ہیں (مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۶) ایک مرتبہ فرمایا۔ جب تم دیکھو کہ میرے صحابہ کرام کو برا بھلا کہا جا رہا ہے تو تم کہا کرو۔ تمہارے اس برے فعل پر اللہ کی لعنت ہو۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۶۷، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۶) یعنی تم پر لعنت ہو (حاشیہ ترمذی) ایک دفعہ فرمایا۔ جو میرے کسی صحابی کو برا کہے اس پر اللہ کی لعنت ہو (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۷۹، مجمع الزوائد جلد ۱۲ صفحہ ۲۱، صواعق محرقہ صفحہ ۵)۔ ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے کسی ولی کے ساتھ بغض وعداوت رکھے تو میں اس بدبخت کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتا ہوں (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۶۳) تو جب ایک عام اللہ کے ولی کے ساتھ عداوت رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ اس قدر غضب ناک ہو رہے ہیں کہ اس کے ساتھ جنگ پر آمادہ ہیں تو یہ ذوات مقدسہ یعنی اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام جو کہ صرف ولی ہی نہیں بلکہ ولی گر ہیں۔ کیونکہ ان کی نسبت، وابستگی اور محبت واطاعت سے تو ولایت ملتی ہے اور جنت مقام ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (توبہ آیت ۱۰۰) یعنی جنہوں نے مہاجرین اور انصار کی خوبی کے ساتھ پیروی کی ان سے اللہ راضی ہوگیا اور

Marfat.com

وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کے لئے جنتیں تیار کی گئی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے ان محور و مخزن و جان اولیاء اور مطاع اولیاء ہستیوں سے بغض و عناد رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کس درجہ ناراض ہوگا۔ ان مہاجرین میں جناب علی المرتضٰے، سیدہ خاتون جنت اور دیگر آپ کے افراد خانہ اور جناب ابوبکر صدیق۔ جناب عمر فاروق جناب عثمان غنی ذوالنورین اور آپ کے دیگر سینکڑوں صحابہ کرام بھی شامل ہیں اور انصار بھی تمام کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی تھے۔ اس طرح یہ آیت کریمہ اور یہ احادیث مقدسات اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں ہی کی فضیلت و عظمت پر مشتمل ہیں۔ ایک مرتبہ آپ نے بیان فرمایا۔ جس خوش نصیب نے ایمان کے ساتھ میری زیارت کر لی اس کو دوزخ کی آگ چھو بھی نہیں سکتی (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۲۶، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۶) ایک مقام پر جناب رسول اللہ ﷺ نے بغض صحابہ کے فتنے کا ذکر فرماتے ہوئے علمائے وقت کو تنبیہ فرمائی۔ فرمایا۔ جب فتنے ظاہر ہو جائیں اور میرے صحابہ کو برا بھلا کہا جانے لگے تو علماء پر لازم ہے کہ وہ صحابہ کرام کے فضائل و مناقب اور ان کے دشمن کے متعلق شرعی وعیدوں کو بیان کریں اور جس عالم نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت۔ اللہ تعالیٰ اس عالم کا نہ کوئی فرض قبول فرمائے گا اور نہ کوئی نفل۔ (صواعق محرقہ صفحہ۳) یہاں صرف معروف علماء ہی نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو اہل بیت اطہار (یہ بھی اکابر صحابہ ہیں) اور دیگر صحابہ کرام کے فضائل و مناقب سے واقف ہو اور عوام الناس کو ان کے فضائل و مناقب سے آگاہ نہ کرے اور ان مقدس ہستیوں کے ساتھ بغض و عداوت کے متعلق

Marfat.com

جو شرعی وعیدیں ہیں وہ بیان نہ کرے تو یہ سب لوگ بھی اس وعید میں داخل ہوں گے۔ ایک دفعہ جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا لوگو۔ (جناب) ابوبکر (جناب) عمر (جناب) عثمان اور (جناب) علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے متعلق ہمیشہ اچھی بات کہا کرو۔ ان کے متعلق کبھی بھی کوئی بدزبانی نہ کرنا (دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۵۵) ایک دفعہ جناب رسول کریم ﷺ اپنی مسجد شریف میں رونق افروز تھے اور کچھ صحابہ کرام بھی بارگاہ محبوبی میں حاضر خدمت تھے کہ آپ فرمانے لگے" اب تمہارے پاس ایک جنتی شخص آنے والا ہے چنانچہ ابوبکر صدیق آئے پھر آپ نے فرمایا۔ اب پھر تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ تو جناب عمر فاروق آئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اب ایک اور جنتی شخص تمہارے پاس آئے گا۔ پھر آپ نے دعا کی ۔اے میرے اللہ تو اگر چاہے تو اب علی آجائیں چنانچہ جناب علی المرتضےٰ اندر داخل ہوئے (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۵، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۵۷ وغیرہ) اس حدیث شریف سے جناب مخبر صادق علیہ الصلاۃ والسلام کا علم غیب شریف بھی ظاہر ہوا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل وعطا سے یہ بھی معلوم تھا کہ اب کون آئے گا اور یہ بھی معلوم تھا کہ آنے والا جنتی ہوگا۔ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا کہ کارزار بدر میں اے علی لڑائی میں تیرا معاون جبریل تھا اور اے ابوبکر صدیق اس جنگ میں تیرا معاون میکائیل تھا (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۶، مستدرک جلد ۳ صفحہ ۶۸، طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۲۴ وغیرہ) اس حدیث شریف سے جہاں جناب ابوبکر صدیق اور جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ملائکہ کا ساتھی اور مقبول بارگاہ الٰہی ہونا ثابت ہوا وہاں یہ بات بھی واضح ہوئی کہ جناب رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ جناب ابوبکر کو "صدیق" کہہ کر ذکر فرما رہے ہیں اور کوئی بھی شخص اپنے کسی دشمن کو اتنے بڑے لقب یعنی ہمیشہ سچ بولنے والا اور ہر سچ کو بدل و جان ماننے والا" سے کبھی بھی یاد نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ صحابہ اور اہل بیت کی دشمنی یار لوگوں کے تراشیدہ وخراشیدہ من گھڑت افسانے ہیں ورنہ ان مقدس ہستیوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں تھا وہ تو ہمیشہ ایک دوسرے کے مددومعاون اور محافظ بن کر رہے اور ایک دوسرے کی حد درجہ محبت وتعظیم کرتے تھے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جناب ابوبکر کا لقب "صدیق" صرف آج ہی نہیں بلکہ زمانہ نبوت میں بھی اکابر صحابہ کی زبان پر جاری تھا ۔کیوں نہ ہو جب کہ یہ لقب آپ کو بارگاہ رحمۃ للعالمین سے ملا تھا۔

اصحاب بدر کی فضیلت

ایک مرتبہ آپ نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "اے بدر میں شامل ہونے والے صحابیو۔ جو چاہو کرو یقیناً تمہارے لئے جنت واجب ہو چکی ہے (بخاری جلد۲ صفحہ ۹۰۲، صفحہ ۹۲۶، صفحہ ۱۰۲۶، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۵، مشکوٰۃ ۵۶۹ وغیرہ) اور بخاری شریف جلد۲ صفحہ ۵،۴ کے مطابق حضرت سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اہل بدر میں سے ہیں۔

اصحاب الشجرہ کی فضیلت

ایک مرتبہ آپ نے بیعت رضوان والے اصحاب شجرہ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ اے حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کرنے والو تم آج کے تمام زمین والے ایمان والوں سے افضل اور بہتر ہو (بخاری جلد۲ صفحہ ۵۹۸، مسلم جلد۲

Marfat.com

صفحہ ۱۲۹، مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۰ وغیرہ) ایک مرتبہ فرمایا جس شخص نے درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی ہے وہ ہرگز دوزخ میں نہیں جاسکتا۔ امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان ذوات مقدسہ کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ (فتح آیت ۱۰) یعنی اے محبوب ﷺ جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں وہ در حقیقت اللہ تعالیٰ سے بیعت کر رہے ہیں اور ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا۔ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ (فتح آیت ۱۸) یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان ایمان والوں سے جو درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے اس آیت سے اولاً تو یہ ثابت ہوا کہ یہ بیعت کرنے والے تمام کے تمام سچے اور پکے مومن تھے اور ثانیاً یہ کہ اللہ تعالیٰ ان تمام صحابہ کرام سے راضی ہو چکا ہے لہٰذا انتہائی بد بخت اور قرآن کا منکر ہو گا وہ شخص جو ان صحابہ کرام سے اب بھی ناراض رہے اور چونکہ جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اصحاب شجرہ میں داخل ہیں لہٰذا بیعت رضوان والے صحابہ کرام کے متعلق جو جو فضائل اللہ اور اللہ کے رسول نے بیان فرمائے ہیں آپ بھی ان تمام فضائل کے حامل ہیں بعض منکرین شان مصطفےٰ اس واقعہ کے تحت کہتے ہیں کہ اگر حضور کو علم غیب ہوتا تو آپ یہ بیعت نہ لیتے بلکہ فرما دیتے کہ مطمئن رہو حضرت عثمان شہید نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیعت کی نسبت ہی اپنی طرف فرمالی ہے کہ جو ہوا ہے میری رضا سے ہوا ہے لہٰذا اس واقعہ کی نسبت سے جس کسی نے کوئی اعتراض کرنا ہے وہ مجھ پر کرے۔

عشرہ مبشرہ کی فضیلت

Marfat.com

ایک دفعہ جناب رسول کریم ﷺ نے دس صحابہ کرام کا نام لے کر انہیں جنت کی بشارت عطا فرمائی (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱۶، ابن ماجہ صفحہ ۱۳، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۵، مسند امام احمد جلد ا صفحہ ۱۸۸، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۸، صواعق محرقہ صفحہ ۷۸ وغیرہ) اور جناب علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان خوش نصیب (عشرہ مبشرہ) دس صحابہ کرام میں شامل ہیں جنہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت عنایت فرما دی تھی۔ نیز خصائص نسائی حدیث ۲۴، ۲۵، ۲۹، ۳۰ میں بھی بیان کیا گیا ہے اے علی خدا تجھے بخش چکا ہے۔ سبحان اللہ۔

سسرالی رشتہ کی فضیلت

نیز فرمان مصطفوی ہے کہ ہر ایک خونی اور سسرالی رشتہ (قیامت کو) ختم ہو جائے گا۔ البتہ میرے ساتھ خونی اور سسرالی رشتہ قیامت کو بھی قائم رہے گا (بیہقی جلد ۷ صفحہ ۶۴، صواعق محرقہ صفحہ ۱۵۷) ایک مرتبہ ارشاد فرمایا لوگو میرے صحابہ کرام، میرے سسرال اور میرے دامادوں کے معاملہ میں میرا لحاظ کرنا۔ ان میں سے کسی کو برا بھلا نہ کہنا۔ ان کے حقوق تسلیم کرنا۔ ان کی عزت کرنا دیکھو۔ ان میں سے کسی کو تم ایذا نہ دینا۔ یہ وہ جرم ہے جس کا وہ روز قیامت تم سے مطالبہ کریں گے اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بالکل معافی نہیں ہوگی (خطبات محمدی جلد ۳ صفحہ ۴۵) تو جناب ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور اکرم ﷺ کے داماد ہیں۔ حضور کی سب سے بڑی شہزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی زوجیت میں تھیں اور جناب عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور اکرم ﷺ کے داماد ہیں کیونکہ حضور کی دو شہزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما یکے بعد دیگرے

Marfat.com

آپ کے نکاح میں آئیں۔اسی وجہ سے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے یعنی دونوروں والا۔اور دونوروں سے مراد حضور کی دونوں شہزادیاں ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور کے داماد ہیں۔کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی سب سے چھوٹی شہزادی سیدہ خاتون جنت آپ کے نکاح میں تھیں اور شیعہ۔سنی معتبر کتابوں سے آپ کی چار صاحبزادیاں ثابت ہیں بلکہ قرآن پاک سے بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ آپ کی صاحبزادیاں دو سے زیادہ تھیں۔دیکھیں سورۃ احزاب آیت نمبر ۵۹ اور جناب سیدنا صدیق اکبر اور جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور کے سسر ہیں کیونکہ ان کی صاحبزادیاں جنابہ عائشہ اور جنابہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اکرم ﷺ کی بیویاں اور فرمان خداوندی کے مطابق تمام مومنوں کی مائیں ہیں۔

اعتراض

اگر جناب رسول کریم ﷺ کی صاحبزادیاں واقعی چار تھیں تو پھر مباہلہ میں چاروں کیوں شریک نہیں ہوئیں۔وہاں تو صرف خاتون جنت ہی گئی تھیں؟

جواب

یہ بات تو معتبر شیعہ سنی روایات سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادیاں چار تھیں۔باقی۔مباہلہ کے وقت اکیلی خاتون جنت اس لئے گئی تھیں کہ باقی تین صاحبزادیاں اس واقعہ سے پہلے وفات پا چکی تھیں۔سیدہ رقیہ کا انتقال ۲ھ کو غزوہ بدر کے بعد ہو گیا تھا۔اور سیدہ زینب کا انتقال ۸ھ میں اور سیدہ ام کلثوم کا انتقال ۹ھ میں ہو چکا تھا اور واقعہ مباہلہ ۱۰ھ میں پیش آیا تھا۔اس

Marfat.com

وقت سیدہ خاتون جنت کے علاوہ آپ کی اور کوئی صاجزادی زندہ موجود ہی نہیں تھی شرکت چہ معنی دارد؟ فافھموا یا اولو الالباب .

اعتراض

اگر حضور اکرم ﷺ کی چار صاجزادیاں ہیں تو ان سب کا مرتبہ و مقام ایک جیسا کیوں نہیں ہے خاتون جنت کا مرتبہ و مقام کیوں بلند ہے؟

جواب

ایک ہی ماں باپ کی اولاد مرتبہ و مقام میں مختلف ہو سکتی ہے۔ مثلاً حضرت علی بھی چار بھائی تھے۔ ا۔ طالب۔ جن کی وجہ سے آپ کے والد نے ابو طالب کنیت رکھی۔ ۲۔ عقیل۔ ۳۔ جعفر طیار۔ ۴۔ حضرت علی۔ کیا ان چاروں بھائیوں کا مرتبہ و مقام ایک جیسا ہے؟ اور اگر مراتب میں فرق ہے تو کیا باقی تینوں بھائیوں کا انکار کر دیں گے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ مراتب بے شک جدا جدا ہیں لیکن بھائی آپ چار ہی ہیں۔ اسی طرح بے شک حضور اکرم ﷺ کی شاہزادیوں کے مقامات بھی مختلف ہیں۔ لیکن یہ چاروں صاجزادیاں حضور کی اپنی حقیقی صاجزادیاں تھیں اور چاروں کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں اور سیدہ فاطمہ کے مرتبہ و مقام کے زیادہ ہونے کا ایک ظاہری سبب یہ بھی ہے کہ آپ کی ولادت و پرورش اعلان نبوت کے بعد ہوئی تھی۔ تو خلفاء اربعہ میں سے دو ہستیاں یعنی حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی دامادی کے شرف سے مشرف ہیں اور دو ہستیاں یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے سسر ہیں۔ لہٰذا

Marfat.com

اس حدیث کی روشنی میں یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ ''خلفاء اربعہ اور ازواج مطہرات کے مرتبہ و مقام کو ماننے والا ہی ایمان دار اور جنتی ہے اور ان ذوات مقدسہ میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرنے والا۔ اللہ کے رسول کو ایذا دینے والا۔ پکا لعنتی اور یقینی جہنمی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

حضرت علی اور نسل مصطفٰے

ایک حدیث میں آپ نے کائنات سے انوکھا اور نرالا فرمان جاری فرما کر جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک اور وجہ سے ایک خصوصی شرف بخشا۔ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ ذُرِّیَةَ کُلِّ نَبِیٍّ فِیْ صُلْبِہٖ وَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ ذُرِّیَتِیْ فِیْ صُلْبِ عَلِیٍّ (طبرانی جلد ۱، صواعق محرقہ صفحہ ۲۴، اسعاف الراغبین صفحہ ۱۴۴) یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد اس کی اپنی پشت سے پیدا فرمائی۔ لیکن میری اولاد پیارے علی کی پشت سے جاری ہوگی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی بیان فرمایا ہے حالانکہ آپ کا باپ تو تھا ہی نہیں تو آپ کی نسل بھی آپ کی والدہ سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کی طرف سے ہی شمار ہوئی (انعام آیت ۸۶)۔ جناب سرور کائنات ﷺ کی اتنی محبت دیکھ کر اور آپ کی محبت بھری دعائیں قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ بھی جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت محبت فرماتا تھا اس طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے بھی محبوب بن گئے تھے۔

علی احب الخلق

Marfat.com

ایک دن جناب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ایک بھنا ہوا پرندہ پیش کیا گیا۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے عرض کی۔ اَللّٰھُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ خَلْقِکَ اِلَیْکَ یَاْکُلُ مَعِیَ ھٰذَا الطَّیْرَ فَجَآئَہٗ عَلِیٌّ یَاْکُلُ مَعَہٗ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱۳، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۶، خصائص نسائی حدیث ۹، سیرۃ العلویہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۴) اے میرے اللہ جو مخلوق میں سے تجھے زیادہ پیارا ہے اسے میرے پاس بھیج دے تاکہ وہ میرے ساتھ مل کر اس پرندے کا گوشت کھائے۔ چنانچہ جناب علی المرتضیٰ آپ کے پاس حاضر ہو گئے اور آپ کے ساتھ مل کر گوشت کھایا۔ سبحان اللہ

علی فاتح خیبر

اسی طرح غزوہ خیبر کے وقت آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔ لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ... فَقَالَ ادْعُوْا لِیْ عَلِیًّا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۶، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸، خصائص نسائی حدیث ۱۰، ۱۴، ۱۵، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴، ابن ماجہ صفحہ ۱۲، مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۳۳۱، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۳، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۵، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۱) انشاء اللہ تعالیٰ کل میں ایک شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت رکھتا ہے اور اس کے ہاتھ سے فتح بھی ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ نے جناب علی المرتضیٰ کو بلا کر انہیں جھنڈا عنایت فرمایا۔ اس وقت آپ کو آشوب چشم تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے آپ کی آنکھوں میں لعاب دہن شریف لگایا تو آپ کی آنکھیں اسی وقت ٹھیک ہو گئیں اور آپ فرماتے ہیں خدا کی قسم مجھے احساس بھی نہ رہا کہ میری آنکھوں میں کبھی تکلیف

Marfat.com

ہوئی بھی تھی ۔خصائص نسائی) ۔سبحان اللہ ۔اس حدیث سے جہاں جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرنا اور ان کے احکام کا مکمل واکمل طور پر متبع ہونا ثابت ہوا وہاں یہ بھی واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ بھی ان سے محبت فرماتے ہیں اور وہ جھنڈا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چادر مبارک کا بنایا گیا تھا (سیرۃ النبی شبلی جلد ا صفحہ ۳۴۸)

نکاح سیدہ باحیدر کرار

اللہ اور اس کے رسول کو جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اتنی محبت ہے کہ یہ دونوں ہستیاں ہی جناب مولا علی کی بہی خواہی فرماتی ہیں ۔مثلاً جب سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رشتے کی بات چلتی ہے تو بڑے بڑے جلیل القدر صحابی طلب شرف کرتے ہیں لیکن آپ خاموش ہیں جیسے کسی کا انتظار کر رہے ہیں ۔جب جناب ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مجبور کرنے پر جناب علی بارگاہ نبوت میں حاضر ہوتے ہیں اور چونکہ اس گھر میں بیٹوں کی طرح پرورش پائی تھی اس لئے سرکار کے سامنے حاضر ہو کر بھی مدعا پیش کرنے کی جرأت نہیں ہوتی بلکہ خاموشی سے سر جھکا کر بیٹھ جاتے ہیں لیکن سرور دو عالم آپ کو دیکھ کر کھل اٹھتے ہیں اور اپنی نازک ولطیف پنکھڑیوں کو جنبش دیتے ہیں فرمایا۔ یَا عَلِیُّ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَکَ فَاطِمَۃَ وَاِنِّیْ قَدْ زَوَّجْتُکُمَا (نورالابصار صفحہ ۵۳، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۴ وغیرہ) یعنی اے علی بڑے بڑے معزز رشتے آ رہے تھے لیکن میں خاموشی سے تیری آمد کا انتظار کر رہا تھا ۔کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں اپنی پیاری شہزادی کا نکاح تجھ سے کر دوں ۔لہٰذا حکم خداوندی اور رضائے

Marfat.com

محمدی کے مطابق میں پیاری فاطمہ کا نکاح تجھ سے کرتا ہوں۔دنیا کا رواج ہے کہ لڑکی اور لڑکے کے والدین برسوں کہاں کہاں کی خاک چھانتے ہیں تاکہ کوئی مناسب رشتہ مل سکے۔آپ سوچیں کہ کائنات میں اس سے زیادہ موزوں رشتہ اور کون سا ہوگا جو اللہ تعالیٰ علیم وخبیر طے فرمارہا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے رسول لڑکی والے بھی ہیں اور وہی لڑکے والے بھی ہیں اور دنیا میں جناب رسول اللہ ﷺ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے علاوہ یہ دوسرا رشتہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے کیا جارہا ہے۔قربان جائیں۔ان ہستیوں کے جن کے رشتے اللہ تعالیٰ طے فرماتا ہے۔سبحان اللہ دوسرے دن حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور ایک پیالے میں تھوڑا سا پانی لیا اس پر کچھ پڑھا۔اور پہلے حضرت علی کے چہرے، سینے اور بازوؤں پر یہ پانی چھڑکا پھر سیدہ فاطمہ کے چہرے، سینے اور بازوؤں پر بھی یہی پانی چھڑکا اور فرمایا۔قَدْ اَنْکَحْتُکِ اَحَبَّ اَهْلِ بَیْتِی اِلَیَّ (خصائص نسائی حدیث ۱۲۴) اے بیٹی میں نے اپنے خاندان میں سے اپنے سب سے زیادہ پیارے شخص سے تیرا نکاح کیا ہے۔

سیدہ کے جہیز کا مسئلہ

چونکہ حضرت علی بھی حضور اکرم ﷺ ہی کے زیر کفالت تھے اور آپ کے پاس نہ کوئی اپنا علیحدہ مکان تھا اور نہ ہی کوئی سامان۔اس لئے شادی کے بعد رخصتی تو حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ہوئی۔پھر حضور اکرم ﷺ نے ایک انصاری سے اپنے مکان کے ساتھ ملحقہ ایک مکان خریدنا چاہا مگر اس نے ویسے ہی نذر کر دیا تو آپ نے حضرت علی اور سیدہ فاطمہ کو اپنے ساتھ والے ہی اس

Marfat.com

مکان میں علیحدہ کر دیا۔ اور ان کی فوری ضرورت کے مطابق انہیں ایک بستر، دو پیالے، دو چکی کے پاٹ، ایک مشکیزہ، ایک بڑی چادر، ایک تکیہ اور ایک مصلیٰ عطا فرمادیا بعض لوگ اس سامان کو ''جہیز'' کا نام دیکر اپنے لئے اس لعنت کا جواز بناتے ہیں یاد رہے یہ جہیز نہیں تھا بلکہ چونکہ دونوں شخصیتوں کے آپ ﷺ ہی سرپرست اور کفیل تھے لہٰذا جب انہیں علیحدہ کیا تو انہیں علیحدگی کا کچھ سامان بھی دے دیا اور قرآن و حدیث میں تو جہیز کا نام تک بھی موجود نہیں ہے پھر اپنا مطلب نکالنے کے لئے ان پاک ہستیوں کے ساتھ اس ناپاک ہندوانہ رسم کو کیوں منسوب کیا جاتا ہے تفصیل کے لئے دیکھیں ''جہیز کا فلسفہ اسلام کی روشنی'' میں ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف مارچ ۲۰۰۱ء۔ وما علی الا البلاغ .

مولا علی سے سرگوشی

غزوہ طائف کے دن جناب رسول خدا ﷺ نے جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علیحدہ بلایا اور دیر تک ان سے کچھ سرگوشی فرماتے رہے بعد میں صحابہ نے عرض کی ''لَقَدْ طَالَ نَجْوَاهُ مَعَ ابْنِ عَمِّهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه ﷺ مَاانْتَجَيْتُهُ وَلٰكِنَّ اللّٰهُ انْتَجَاهُ'' (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۶ وغیرہ) یعنی حضور آج تو آپ نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت لمبی سرگوشی فرمائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں ان کے ساتھ خود سے سرگوشی نہیں کررہا تھا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ میں ان سے علیحدگی میں بات کروں۔ سبحان اللہ! معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ سرکار دو عالم ﷺ کے مشیر خاص تھے اسی طرح کا ایک واقعہ خصائص نسائی حدیث صفحہ ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲ میں بھی مذکور ہے۔

Marfat.com

جناب علی کی واپسی کی دعا

ایک مرتبہ جناب رسول خدا ﷺ نے ایک اسلامی لشکر کو کسی مہم پہ روانہ کیا اور جناب شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ان کے ساتھ روانہ کیا۔ جب لشکر روانہ ہو گیا تو آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے "اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِي حَتّٰى تُرِيَنِي عَلِيًّا۔ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۵، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۴) یعنی اے میرے اللہ (علی کو بخیر و عافیت جلد واپس لانا اور) مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ میں علی کو نہ دیکھ لوں۔ سبحان اللہ

جناب علی۔ نبی کریم کے بھائی

ہجرت مدینہ کے بعد جب رحمۃ للعلمین ﷺ نے مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کے درمیان مواخات قائم فرمائی تو آپ ایک مہاجر کو پکڑتے اور ایک انصاری کو اور فرما دیتے جاؤ تم آج سے بھائی بھائی ہو چنانچہ وہ انصاری صحابی اپنے مہاجر بھائی کو ساتھ لے کر گھر جاتا اور اپنے گھر کا آدھا مال اس کے سپرد کر دیتا یا اس کو اپنے مال میں شریک کر کے اس کو اپنے ساتھ رکھ لیتا۔ اسی طرح آپ نے تمام مہاجرین کو کسی نہ کسی انصاری کے ساتھ بھیج دیا۔ صرف جناب علی المرتضیٰ باقی رہ گئے۔ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ اٰخَيْتَ بَيْنَ اَصْحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِي وَبَيْنَ اَحَدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْتَ اَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۶، خصائص نسائی حدیث ۶۵، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۳۰۲، ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۷، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۴۸ وغیرہ) تو جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روتے ہوئے عرض کی۔ آقا آپ نے تمام مہاجر

Marfat.com

صحابہ کی انصار صحابہ سے مواخات کرادی ہے لیکن کسی انصاری کے ساتھ میرا بھائی چارہ نہیں کروایا (کیا میں اکیلا اور بے یارومددگار ہی رہوں گا تو سرکار نے محبت کے ساتھ پیارے علی کو سینے سے لگالیا اور) فرمایا اے علی تو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی میرا بھائی ہے (جب میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرا مددگار و غمگسار ہوں تو تجھے کسی اور کی کیا ضرورت) جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بھائی بندی پر اتنا ناز تھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے۔ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَاَخُوْرَ سُوْلِهٖ لَا یَقُوْلُهَا اَحَدٌ غَیْرِیْ اِلَّا کَذَّابٌ (تہذیب التہذیب جلد ۷ صفحہ ۳۳۷) یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے رسول اکرم ﷺ کا بھائی ہوں دنیا میں میرے علاوہ اور کوئی بھی اپنے آپ کو رسول اللہ کا بھائی نہیں کہہ سکتا اور اگر کوئی یہ دعویٰ کرے گا تو وہ کذاب ہوگا۔

جناب علی صاحب لواء

اور جناب رسول اللہ ﷺ پیارے علی کے اس تعلق کو حشر میں بھی قائم رکھیں گے اور وہاں بھی انہیں اپنے ساتھ رکھیں گے چنانچہ فرمان مصطفوی ہے۔ اے علی قیامت کے دن سب سے پہلے بارگاہ خداوندی میں میں حاضر کیا جاؤں گا اور میں عرش الٰہی کے دائیں طرف کھڑا ہوں گا (بعض روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھالے گا (تفسیر قرطبی) پھر مجھے سبز رنگ کا جنتی جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر باقی انبیاء کو بلایا جائے گا اور انہیں بھی سبز رنگ کے جنتی جوڑے پہنائے جائیں گے اور حساب کے لئے سب سے پہلے میری امت کو بلایا جائے گا اور میری امت میں سے میری قرابت اور میری بارگاہ میں تیرے مقام کی وجہ سے اے علی پہلے تجھے بلایا جائے گا اور میں اپنا ''لواء الحمد'' (حمد والا جھنڈا) تجھے پکڑادوں گا۔ اور تمام انبیاء کرام

Marfat.com

اور دیگر اللہ کی تمام مخلوق روز قیامت میرے اس جھنڈے کے سائے تلے ہوگی۔ یعنی قیامت کو بھی سرور دو عالم ﷺ کے "صاحب لواء" جناب حیدر کرار ہی ہوں گے (تذکرۃ الخواص صفحہ ۲۱) سبحان اللہ۔

علی۔ نائب رسول

غزوہ تبوک کی روانگی کے وقت جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب علی المرتضٰی کو مدینہ طیبہ میں اپنا نائب بنا کر وہیں رہنے کا حکم فرمایا تو منافق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دشمن کہنے لگے کہ حضور اکرم ﷺ (حضرت) علی سے ناراض ہیں اس لئے آپ کو ساتھ لیکر نہیں گئے جب آپ نے یہ بکواسات سنیں تو آپ ہتھیار باندھ کر لشکر اسلام کے پیچھے دوڑ پڑے اور جلد ہی لشکر سے مل گئے اور جا کر حضور کی سواری کی لگام پکڑلی اور روتے ہوئے عرض کی حضور میں بھی ضرور ساتھ جاؤں گا براہ کرم اجازت عطا فرمادیں لیکن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ نہیں واپس جاؤ اور میری واپسی تک تم مدینہ منورہ میں میرے نائب ہو (خصائص نسائی حدیث صفحہ ۴۵) تو جناب علی المرتضٰی نے عرض کی حضور کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں (کہ جنگ کے وقت بزدلوں کی طرح گھر بیٹھ رہوں) تو حضورؐ نے فرمایا۔ اَلَاتَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّااَنَّہٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۳۳، مسلم جلد ا صفحہ ۲۷۸، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴، ابن ماجہ صفحہ ۱۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۰، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۵، خصائص نسائی حدیث ۱۰، ۲۳) وغیرہ۔ یعنی اے علی کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تو میری عدم موجودگی میں اس طرح میرا نائب ہو جس طرح جناب موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور پر جانے

Marfat.com

کے وقت ان کی قوم میں ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام ان کے نائب ہوئے تھے۔البتہ حضرت ہارون تو نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔چنانچہ جب حضرت موسیٰ واپس تشریف لائے تھے تو حضرت ہارون کی یہ نیابت ختم ہوگئی ایسا ہی جب حضور غزوہ سے واپس تشریف لائے تو جناب علی کی نیابت بھی ختم ہوگئی تھی ۔قائم مقام افسر۔اصلی افسر کے آنے تک ہی ہوتا ہے نیز حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی انتقال فرما گئے تھے اور حضرت موسیٰ کا انتقال ان سے چالیس سال بعد ہوا تھا۔اس لئے حضرت ہارون حضرت موسیٰ کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ نہیں بنے تھے اس لئے ''**بمنزلة هارون من موسى**'' سے خلافت علی بلافصل پر دلیل نہیں پکڑی جاسکتی۔

ایک وضاحت

نیز اس جنگ میں حضرت علی کا رسول خدا ﷺ کے حکم سے شامل نہ ہونا ایک اور مسئلہ بھی حل کرتا ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حکم رسول سے غزوہ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے اگر جناب عثمان کے غزوہ بدر میں شامل نہ ہونے پر کوئی اعتراض ہوسکتا ہے تو پھر یہی اعتراض جناب علی المرتضےٰ پر غزوہ تبوک میں شامل نہ ہونے پر بھی ہوگا۔حضرت عثمان کو مدینہ طیبہ میں اپنی زوجہ اور حضور کی سگی بیٹی سیدہ رقیہ کی تیمارداری کے لئے رہنے کا حضور نے ہی حکم فرمایا تھا بلکہ ان کے لئے جہاد بدر کے ثواب اور مال غنیمت کے حصے کا بھی اعلان فرمایا تھا۔جو کہ غزوہ تبوک کے وقت جناب علی کے لئے نہیں کیا گیا۔بہرحال اس معاملے میں نہ جناب علی المرتضےٰ پر کوئی الزام آسکتا ہے اور نہ جناب عثمان ذوالنورین پر۔کیونکہ جو جہاد میں شامل

Marfat.com

ہوئے ہیں وہ بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت میں ہیں اور جو اللہ کے رسول کے حکم سے پیچھے رہ گئے ہیں وہ بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی میں ہیں اور فرمان نبوی کے مطابق انہیں گھر بیٹھے بھی جہاد کا ثواب ملے گا۔

علی۔ ہر مومن کے ولی

ایک دفعہ آپ نے فرمایا ''اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَامِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱۳، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۶، تفسیر روح المعانی جلد ۶ صفحہ ۱۹۳، صواعق محرقہ، خصائص نسائی حدیث ۶۷) یعنی علی میرے ہیں اور میں ان کا ہوں اور علی ہر ایمان دار کا دوست اور مددگار ہے۔ ایک دفعہ لشکر اسلامی کو اللہ تعالیٰ نے ایک جنگ میں عظیم فتح عنائیت فرمائی اور بہت مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا حضور اکرم ﷺ نے جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مال غنیمت میں سے خمس وصول کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ آپ نے جا کر اس میں سے پانچواں حصہ علیحدہ فرمایا پھر اس میں سے اپنا حصہ علیحدہ کیا۔ آپ کے اس مال میں ایک لونڈی بھی تھی جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہیں وہ لونڈی اپنے تصرف میں لے لی۔ اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ پانچواں حصہ نکال کر حضور کے پاس لے جاتے پھر حضور جو چاہتے آپ کو عطا فرماتے آپ نے خود سے خمس میں سے اپنا حصہ کیوں علیحدہ کر لیا ہے پھر حضور سے شکائت بھی کر دی تو آپ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا۔ مَاتُرِیْدُوْنَ مِنْ عَلِیٍّ اِنَّ عَلِیًّا مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِیْ (خصائص نسائی حدیث ۸۹، ۹۰) لوگو تم علی کے بارے میں کیا چاہتے ہو؟ بیشک علی میرا ہے اور میں علی کا ہوں (یعنی آپ کا فیصلہ میرا ہی فیصلہ ہے لہٰذا ان پر

Marfat.com

اعتراض کرنے کا تمہیں کوحق نہیں ہے انہوں نے جو کیا ہے صحیح کیا ہے) اور علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے (آقا و مولا ہے مددگار ہے اور مالک ہے) سبحان اللہ۔ ایک دفعہ جناب عمر فاروق نے جناب علی المرتضےٰ کو دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے کہا ان میں سے ایک حضرت علی سے فیصلہ کرانے سے انکار کرتا ہے تو۔ فَوَثَبَ اِلَيْهِ عُمَرُ وَ اَخَذَ بِتَلْبِيْبِهٖ وَقَالَ وَيْحَكَ مَاتَدْرِیْ مَنْ هٰذَا؟ هٰذَا مَوْلٰكَ وَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَوْلَاهُ فَلَيْسَ مُؤْمِنٌ (صواعق محرقہ صفحہ ۱۷۷) جناب عمر فاروق اس پر پل پڑے اس کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا۔ تو جانتا نہیں یہ کون ہیں؟ یہ تیرے مولا ہیں بلکہ ہر ایماندار کے مولا ہیں اور جوان کو اپنا مولا نہیں مانتا وہ ایماندار ہی نہیں ہے سبحان اللہ۔ اس واقعے سے جناب علی المرتضےٰ اور جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا باہمی تعلق اور جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اور عظمت کا بھی بخوبی اظہار ہو رہا ہے بلکہ جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو اپنے دور خلافت میں یہ آرڈر دے رکھا تھا۔ لَا يُفْتِيَنَّ اَحَدٌ فِي الْمَسْجِدِ وَ عَلِيٌّ حَاضِرٌ (الاستیعاب جلد ۲ صفحہ ۴۷۵) کہ خبردار جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص فتویٰ نہ دے۔ معلوم ہوا کہ وہ آپس میں رحماء بینھم کی مکمل تصویر تھے اسی طرح ام المؤمنین جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول بھی ہے فرمایا۔ اَمَا اَنَّهٗ اَعْلَمُ النَّاسِ بِالسُّنَّةِ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۱، ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۵۵) کہ جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام لوگوں سے زیادہ حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کو جاننے والے ہیں۔ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے

Marfat.com

۔اَعْلَمُ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ بِالْفَرَائِضِ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ (ریاض النضرہ جلد۲ صفحہ ۲۵۶، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۷، ابن عساکر) یعنی مدینہ طیبہ میں وراثت کے مسائل کے سب سے زیادہ جاننے والے جناب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں

فرمان علی۔سلونی

ایک دفعہ خود جناب علی المرتضٰے رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اعلان فرمایا تھا۔سَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ فَاِنِّیْ لَا اُسْاَلُ عَنْ شَیْئٍ دُوْنَ الْعَرْشِ اِلَّا اَخْبَرْتُ عَنْہُ) تہذیب التہذیب جلد ۷ صفحہ ۳۳۸، تفسیر قرطبی جلد ا صفحہ ۳۵، کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۴۰۵، تفسیر روح البیان جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ وغیرہ) یعنی۔لوگو مجھ سے پوچھ لو (جو کچھ بھی پوچھنا چاہو) اس سے پہلے کہ میں نہ دنیا میں رہوں عرش کے نیچے جو کچھ بھی مجھ سے پوچھو گے میں تمہیں بتادوں گا۔اللہ اکبر۔ باب العلم میں علم مصطفٰے کی جھلک کتنی واضح نظر آرہی ہے۔اسی لئے سید التابعین حضرت سعید بن میتب رضی اللہ تعالٰی عنہ (جو یزید پالید کے مدینہ منورہ پر حملہ کے وقت تین دن تک روضہ نبوی میں محصور رہے تھے اور ہر نماز کے وقت آپ قبر انور سے آذان اور اقامت کی آواز سنا کرتے تھے (دارمی صفحہ ۴۵، مشکوۃ صفحہ ۵۳۸ وغیرہ) فرمایا کرتے تھے۔لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ یَقُوْلُ سَلُوْنِیْ اِلَّا عَلِیًّا (کنزالعمال جلد ۶ صفحہ ۳۹۷، ریاض النضرہ جلد ۳ صفحہ ۲۶۲، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۵) یعنی صحابہ کرام میں سے سوائے جناب علی المرتضٰے کے کسی نے بھی" سلونی "یعنی مجھ سے جو چاہو پوچھ لو نہیں کہا۔

علم علی اور دعاء نبی

Marfat.com

جناب علی المرتضیٰ کے اس تبحر علمی کی ایک وجہ وہ بھی ہے جو جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بیان فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن کا قاضی مقرر فرمایا تو میں نے عرض کی آقا۔ میں کم عمر اور ناتجربہ کار ہوں کس طرح فیصلے کیا کروں گا۔ فَضَرَبَ صَدْرِیْ بِیَدِہٖ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَلْبَہٗ وَثَبِّتْ لِسَانَہٗ فَوَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ مَا شَکَکْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَیْنَ اثْنَیْنِ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۰، متدرک جلد ۳ صفحہ ۱۳۵، تہذیب التہذیب جلد ۷ صفحہ ۳۳۷) تو جناب احمد مختار ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ رکھا اور دعا کی۔ اے میرے اللہ اس کے دل کو نور ہدایت سے منور فرما دے اور اس کی زبان کو حق پر قائم رکھنا۔ آپ فرماتے ہیں خدا کی قسم اس کے بعد مجھے کبھی کسی فیصلے میں کوئی شبہ نہ ہوا۔ یعنی خدا کے فضل اور حضور اکرم ﷺ کی دعا کا صدقہ مجھ پر حق واضح ہو جاتا تھا۔

فصاحت علی کی ایک اور وجہ

جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تبحر علمی اور قوت حافظہ کا ایک اور سبب بھی بیان فرماتے ہیں فرمایا۔ ''جمع شدہ آب در وقت غسل زیر پلک ہائے دور گوناف آنحضرت دمی لیسید و برمیداشت علی مرتضیٰ آں آب را بزبان خود فرمودوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ ازیں جا بود کثرت علم وقوت حفظ من (ماثبت من السنہ صفحہ ۱۲۲، مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۴۳۹) جب آنحضرت ﷺ کو آخری غسل دیا گیا تو آپ کی پلکوں اور ناف مبارکہ کے گڑھوں میں تھوڑا تھوڑا پانی جمع ہو گیا تھا میں نے وہ چند قطرات چوس لئے اس وجہ سے میرے علم میں برکت اور حفظ میں قوت پیدا ہو گئی سبحان اللہ ایک حدیث شریف میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''اَنَا دَارُ

Marfat.com

الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۴، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۶) یعنی میں حکمت اور دانائی کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں اس لئے آپ کو دل وجان سے اپنا آقا ءمولا مانے بغیر تفقہ فی الدین حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔ فاعتبروا یا اولوا الابصار۔

انا مدینۃ العلم والی روایت

ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا (تہذیب التہذیب جلد ۸ صفحہ ۳۳۷، تذکرۃ الخواص صفحہ ۴۸، طبرانی، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۰، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۲، مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۶ محدث حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، مناقب خلفاء راشدین صفحہ ۱۱۳، از نواب صدیق الحسن خاں مفسر ومحدث اہلحدیث، علامہ ملا علی قاری صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ نے اپنی کتاب ''موضوعات کبیر صفحہ ۲۷'' پر لکھا ہے کہ ''اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ فِی جَامِعِہٖ'' یعنی اس حدیث کو امام ترمذی نے اپنی کتاب ''جامع ترمذی'' میں نقل کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آج کی موجودہ ''جامع ترمذی'' میں اگر یہ الفاظ موجود نہیں ہیں تو ان الفاظ کو آج جامع ترمذی سے نکال دیا گیا ہے علامہ ملا علی قاری کے زمانہ میں جامع ترمذی میں یہ الفاظ موجود تھے تبھی آپ نے جامع ترمذی کے حوالے سے اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ بھی خارجیوں کی ستم ظریفی ہے نیز علامہ ملا علی قاری اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد اس کے متعلق مختلف اقوال نقل فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وَوَافَقَہُ الذَّھَبِیُّ وَغَیْرُہٗ عَلٰی ذَالِکَ ... وَسُئِلَ عَنْہُ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِیُّ فَاَجَابَ بِاَنَّہٗ حَسَنٌ ... لَامَوْضُوْعٌ .. ذَکَرَہُ السُّیُوْطِیُّ وَ قَالَ الْحَافِظُ اَبُوْسَعِیْدُ الْعَلَائِیُّ اَلصَّوَابُ اَنَّہٗ حَسَنٌ بِاِعْتِبَارِ طُرُقِہٖ ... لَا ضَعِیْفٌ

Marfat.com

فَضْلاً عَنْ اَنْ یَکُوْنَ مَوْضُوْعًا . . . (موضوعات کبیر صفحہ ۲۸، تعقبات جوزی صفحہ ۶۹) یعنی علامہ ذہبی نے اس حدیث کو موقوف کہا ہے۔ نیز علامہ سیوطی نے نقل کیا ہے کہ شارح بخاری محدث حافظ ابن حجر عسقلانی سے اس روایت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ روایت حسن ہے موضوع ہونا تو دور کی بات ہے یہ ضعیف بھی نہیں ہے یہ تھے علامہ ملا علی قاری کے اس حدیث کے متعلق نقل کیے گئے چند اقوال۔ آگے آپ خود فیصلہ کر لیں جس روایت کو امام ترمذی نے صحاح ستہ کی کتاب ترمذی شریف میں نقل کیا تھا جس روایت کو بخاری شریف کے شارح ''حسن'' کہہ رہے ہیں۔ جس روایت کو محدثین موضوع تو کجا۔ ضعیف بھی نہیں سمجھتے اس کو فضائل کے باب میں نقل کرنے اور اس کو ماننے میں کیا سقم ہے۔ ہاں اگر کوئی بغض اہل بیت کو تحقیق بتائے تو ایسی تحقیق کی اسلام اور اہل اسلام کے نزدیک کوئی وقعت نہیں ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی اس حدیث کو نقل کر کے لکھا ہے''

حدیث علی اخرجه الترمذی والحاکم وحدیث ابن عباس اخرجه الحاکم والطبرانی و حدیث جابر اخرجه الحاکم (تعقبات جوزی صفحہ ۶۹) کہ یہ حدیث تین صحابہ سے مروی ہے یعنی حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان میں سے حضرت علی کی روایت کو امام ترمذی نے نقل کیا ہے اور محدث حاکم نے مستدرک میں بھی نقل کیا ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت کو حاکم نے مستدرک میں بھی نقل کیا ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کو حاکم نے مستدرک میں اور طبرانی نے معجم میں نقل کیا ہے اور حضرت جابر والی روایت کو صرف امام حاکم نے مستدرک میں نقل کیا ہے۔ امام جلال

Marfat.com

الدین سیوطی کے اس بیان سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ الفاظ حدیث ''اَنَــا مَـدِیـنَۃُ الْـعِـلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا '' امام سیوطی کے وقت بھی ترمذی شریف میں موجود تھے بعد میں نکالے گئے ہیں۔ بہرحال اس مختصر سی وضاحت سے ثابت ہوا کہ یہ صحاستہ کی حدیث ہے اسے امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں بھی درج کیا تھا جو کہ بعد میں نکال دیا گیا اور یہ حدیث شارح بخاری اور کئی اور محدثین کے نزدیک ''حدیث حسن'' ہے اور اس حدیث کا ''موضوع'' ہونا تو دور کی بات ہے یہ حدیث ضعیف بھی نہیں ہے۔ فـاعتبـروایـا اولو الابصـار ۔ محدث ابن حجر مکی نے اس روایت کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے لکھتے ہیں۔ اَنَـامَدِینَۃُ الْعِلْمِ وَ اَبُوْ بَکْرٍ اَ سَاسُھَا وَ عُمَرُ حِیطَانُھَا وَ عُثْمَانُ سَقْفُھَا وَ عَلِیٌّ بَابُھَا (صواعق محرقہ صفحہ ۳۴) یعنی جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں علم کا شہر ہوں، ابوبکر اس کی بنیادیں ہیں عمر اس کی دیواریں ہیں، عثمان اس کی چھت ہے اور علی اس کا دروازہ ہے رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (مسند دیلمی

زیارت علی۔ عبادت خدا

ایک دفعہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اَلـنَّظْرُ اِلٰی وَجْہِ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ (نورالابصار صفحہ ۸۹، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۸، مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۴۶، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۶، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۳، ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ وغیرہ)۔ یعنی پیارے علی (کرم اللہ وجہہ) کے مبارک چہرے کی طرف محبت اور عقیدت سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔ سبحان اللہ۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔ ذِکْرُ عَلِیٍّ عِبَادَۃٌ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ

Marfat.com

۱۵۶)یعنی پیارے علی کا ذکر خیر کرنا بھی عبادت ہے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں۔ كُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْصَارِ بِبُغْضِهِمْ عَلِيَّ بْنَ اَبِي طَالِبٍ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱۳، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۲، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۰) یعنی ہم گروہ انصار منافقوں کو ان کے حضرت علی کے ساتھ بغض کی وجہ سے پہچان لیا کرتے تھے۔ یعنی صحابہ کرام حضرت علی کے ساتھ بغض رکھنے والے شخص کو منافق سمجھتے تھے اس سے صحابہ کرام کی جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کمال محبت کا ثبوت ملتا ہے۔

جنت۔علی کی طالب

ایک دفعہ جناب سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ الْجَنَّةَ تَشْتَاقُ اِلٰی ثَلَاثَةٍ عَلِيٍّ وَ عَمَّارٍ وَ سَلْمَانَ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۲۰، متدرک جلد۳ صفحہ ۱۳۸، مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۰، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۵) یعنی جنت تین آدمیوں کی خاص طور پر مشتاق ہے ان میں سے پہلے علی ہیں اور دوسرے عمار بن یاسر اور تیسرے سلمان فارسی ہیں (بے شک باقی تمام صحابہ بھی اپنے اپنے مقام کے لحاظ سے پکے اور یقینی جنتی ہیں)۔

جناب علی نبی کے کندھوں پر

جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب مکہ فتح ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے مجھے فرمایا تم بیٹھو اور میں تمہارے کندھوں پر بیٹھتا ہوں اور کعبہ پر لگے ہوئے بتوں کو گرا دیں۔ چنانچہ میں بیٹھا اور آپ میرے کندھوں پر سوار ہو گئے جب میں اٹھا تو میں نے محسوس کیا کہ بار نبوت مجھ سے نہیں اٹھا سکتا آپ نے بھی میری

Marfat.com

کمزوری محسوس فرمائی اور آپ اتر آئے پھر آپ بیٹھے اور فرمایا تم میرے کندھوں پر چڑھ جاؤ۔ میں آپ کے کندھوں پر چڑھ گیا جب آپ اٹھے تو قَالَ فَاِنَّهُ يُخَيَّلُ اِلَىَّ اِنِّىْ لَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ اُفُقَ السَّمَاءِ (مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۸۷) میں نے خیال کیا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کی بلندیوں کو چھو سکتا ہوں۔ اللہ اکبر۔ آپ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ حضور کے کندھوں پر سوار ہوئے اور آسمان کو چھونے لگے۔ تو حضور اکرم ﷺ کے اپنے مرتبہ و مقام کا کیا عالم ہوگا۔

جناب علی کے لئے سورج کا پلٹنا

جناب ابوبکر صدیق کی بیوی اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی خصوصی خادمہ حضرت اسماء بیان فرماتی ہیں کہ ظہر کی نماز کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب علی المرتضٰی کو کسی کام کے لئے کہیں بھیجا جب آپ واپس آئے تو رسول خدا عصر کی نماز پڑھ چکے تھے آپ حضرت علی کی گود میں سر رکھ کر آرام فرمانے لگے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ آپ بیدار ہوئے تو پوچھا۔ علی کیا تم نے عصر کی نماز ادا کر لی ہے۔ انہوں نے عرض کی نہیں تو حضور اکرم ﷺ نے دعا کی۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَ فِىْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَرَاَيْتُهَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَاَيْتُهَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ... ثُمَّ قَامَ عَلِىٌّ فَتَوَضَّاَ وَصَلَّى الْعَصْرَ.

(زرقانی علی المواہب جلد ۵ صفحہ ۱۱۶، کتاب الشفاء جلد ۱ صفحہ ۱۱۸، الحاوی للفتاوی جلد ۱ صفحہ ۳۶۹، مشکل الآثار جلد ۴ صفحہ ۳۸۸، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۸، تذکرۃ الخواص صفحہ ۴۹، تفسیر روح البیان جلد ۳ صفحہ ۳۴۸) اے میرے اللہ علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو اس کے لئے سورج کو واپس لوٹا دے۔ چنانچہ جو سورج

Marfat.com

غروب ہو گیا تھا وہ واپس آ گیا۔ جناب علی المرتضیٰ نے وضو کیا اور عصر کی نماز ادا کی پھر سورج غروب ہو گیا۔ باب مدینۃُ العلم نے اپنی فرض پر بھی سرکار کی نیند کو ترجیح دی ۔نماز قضا کر لی لیکن حضور علیہ السلام کو نہ جگایا۔ اللہ اکبر۔ یہ ہے ایمان وایقانِ صحابہ۔

تھا اوج پہ ستارہ جناب بوتراب کا زانو بنا تھا تکیہ رسالت مآب کا

صحیح حدیث سے تائید

بعض لوگ اس واقعے کو خلاف عقل قرار دیتے ہیں اور اس کا انکار کرتے ہیں حالانکہ اس کی نظیر حدیث شریف میں موجود ہے کہ جناب یوشع بن نون جہاد کر رہے تھے سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا تو آپ نے سورج کو مخاطب کر کے کہا۔ اِنّکِ مَامُوْرَۃٌ وَّاَنَا مَامُوْرٌ اَللّٰھُمَّ اَحْبِسْھَا عَلَیْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ (بخاری جلد اصفحہ ۴۴۰) کہ اے سورج تو بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے اور ہم بھی اللہ کے حکم سے جہاد کر رہے ہیں (اور ہم نے ابھی عصر کی نماز ادا کرنی ہے) پھر آپ نے دعا کی۔ اے اللہ تعالیٰ سورج کو ہمارے لیے یہیں روک دے اور یہ ابھی غروب نہ ہو چنانچہ سورج کے مقام پر اس وقت تک رکا رہا جب کہ انہیں فتح نہیں ہو گئی اور انہوں نے فتح ہو جانے کے بعد مال غنیمت اکٹھا کیا پھر عصر کی نماز پڑھی پھر سورج غروب ہوا۔ امام شافعی اس واقعہ کو دلیل بنا کر فرماتے ہیں۔ مَا اُوْتِیَ نَبِیٌّ مُعْجِزَۃً اِلَّا اُوْتِیَ نَبِیٌّ نَظِیْرُھَا اَوْ اَبْلَغَ مِنْھَا وَقَدْ صَحَّ اَنَّ الشَّمْسَ حُبِسَتْ لِیُوْشَعَ ۔(حاشیہ صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۸ امام تذکرۃ الخواص صفحہ ۴۹ وغیرہ) یعنی جب یہ ثابت ہے کہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لئے سورج روک گیا تھا تو جو معجزہ کسی اور پیغمبر کے ہاتھوں ظاہر ہوا ہو وہ ویسا ہی یا اس سے بھی بڑا معجزہ

Marfat.com

جناب رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے بھی ظاہر ہو سکتا ہے تو اگر حضرت یوشع کے لئے سورج کئی گھنٹے تک عصر کے مقام پر رک سکتا ہے تا کہ آپ جہاد سے فارغ ہو کر عصر کی نماز ادا کریں تو جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے سورج جہاد فارغ ہو کر عصر کی نماز ادا کریں تو جناب رسول اللہ ﷺ کے لئے روسج عصر کے مقام پر واپس کیوں نہیں آ سکتا۔ اس واقعہ کے انکار کرنے سے صرف حضرت علی کی کرامت ہی سے انکار نہیں ہوتا بلکہ جناب رسول خدا ﷺ کے معجزہ اور آپ کی شان محبوبیت کا بھی انکار ہوتا ہے نیز قدرت خداوندی کا بھی انکار لازم آتا ہے کیونکہ دعا تو حضور نے فرمائی تھی لیکن حضور کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے سورج کو واپس تو خدائے قادر وقدیر ہی لائے تھے۔ فافھمو ایااولو الالباب. ایک دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اِذا بَعَثَہٗ فِی سَرِیَۃٍ کَانَ جِبْرِیْلُ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَمِیْکَائِیْلُ عَنْ یَسَارِہٖ فَلَا یَرْجِعُ حَتّٰی یَفْتَحَ اللّٰہُ عَلَیْہِ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۸، کنز العمال جلد ۱۵ صفحہ ۱۷۲) یعنی پیارے علی جب بھی کسی جنگ میں جاتے ہیں تو جبریل ان کے دائیں اور میکائیل ان کے بائیں طرف ہوتے ہیں اور آپ اس وقت تک واپس نہیں ہوتے جب تک اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں فتح نہیں فرما دیتا۔ سبحان اللہ۔

جناب علی۔ صدیق اکبر ہیں

ایک دفعہ جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا۔ اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِہٖ وَ اَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ لَا یَقُوْلُھَا بَعْدِیْ اِلَّا کَذَّابٌ مُفْتَرٍ وَ لَقَدْ صَلَّیْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِیْنَ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ

Marfat.com

۶۵، مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۱۲، ابن ماجہ صفحہ ۱۲، کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۱۰۷، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۵) فرمایا۔ میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ اور میں صدیق اکبر ہوں یعنی بہت بڑا سچا ہوں اور میں اس بات میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ میرے بعد جو بھی اس کا دعوی کرے گا (یعنی نبی اکرم ﷺ کا بھائی ہونے کا یا صدیق اکبر ہونے کا) وہ جھوٹا اور بہتان باندھنے والا ہوگا۔ اور میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی ہے۔ یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ جناب علی المرتضٰی اپنی زندگی کے بعد کے زمانہ میں کسی کے نبی ﷺ کا بھائی اور صدیق اکبر ہونے کی نفی فرما رہے ہیں اور جناب ابوبکر صدیق اس دور سے پہلے انتقال فرما چکے ہیں اور آپ کو بھی یہ لقب خود جناب رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ جناب علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سے شکایت کی۔ آقا بعض لوگ میرے مرتبہ وکمال پر حسد کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ رَابِعُ اَرْبَعَۃٍ اَیْ فِی الْخِلَافَۃِ. اَوَّلَ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اَنَا وَاَنْتَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَاَزْوَاجُنَا عَنْ اَیْمَانِنَا وَ شَمَائِلِنَا وَذُرِّیَّاتُنَا خَلْفَ اَزْوٰجِنَا۔ (تفسیر روح البیان جلد ۸ صفحہ ۳۱۱، تفسیر کبیر جز ۲۷ صفحہ ۱۶۶، تفسیر در منثور جلد ۶ صفحہ ۷، تفسیر کشاف) کہ پیارے علی کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو چار میں سے چوتھا ہے یعنی خلافت میں بھی تو چوتھا خلیفہ ہوگا اور جنت میں بھی سب سے پہلے میں جاؤں گا۔ پھر تو اور حسن اور حسین جنت میں داخل ہوں گے اور ہم سب کی بیویاں ہمارے دائیں اور بائیں ہوں گی اور ہماری اولاد ہماری بیویوں کے پیچھے ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آخرت میں حضور کی بیویاں بھی حضور کے ساتھ ہی ہوں گی اور دائیں بائیں حضور اکرم

Marfat.com

ﷺ کی معیت میں ہی جنت میں داخل ہوں گی۔ اور یہ حدیث شریف پہلے بھی گزر چکی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بیویاں جنت میں بھی آپ کی بیویاں ہی ہوں گی۔ نیز جو اپنے آپ کو سید اور حضور کی اولاد کہلاتا ہے اور حضور کی ازواج مطہرات سے محبت اور عقیدت بھی رکھتا ہے اسے مبارک ہو کہ وہ بھی انشاءاللہ حضور کی بیویوں کے پیچھے پیچھے جنت میں جائے گا۔ اور جسے حضور کی بیویوں کے پیچھے چلنا منظور نہیں وہ اپنے لئے کوئی اور جگہ تلاش کر لے کیونکہ فرمان مصطفوی اور بیان خداوندی کے مطابق جنت تو ان ہستیوں کی محبت وعقیدت اور اطاعت سے ہی مل سکتی ہے۔

حضرت علی کی نماز میں کیفیت

جناب امام الاولیاء کرم اللہ وجہہ الکریم کی عبادت الٰہی میں استغراق وخشیت اور اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توجہ کا یہ عالم تھا کہ جب جنگ احد میں آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کے پائے مبارک میں تیر پیوست ہو گیا (پنڈلی میں) جو کسی صورت نہیں نکل رہا تھا تو حضور پاک سید دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس وقت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) نماز پڑھنے لگیں تو تیر نکال لینا۔ جب امام الاولیاء کرم اللہ وجہہ الکریم نماز میں مشغول ہوئے اور ماسواء اللہ سے توجہ ہٹ گئی۔ تو تیر آپ کے پاؤں مبارک سے نکل لیا گیا لیکن جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر تک بھی نہ ہوئی (شرح خصائص نسائی صفحہ ۱۰) چنانچہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ اِنْ کَانَ مَاعَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا (شرح خصائص نسائی صفحہ ۱۱) کہ جہاں تک میں جانتی ہوں جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت ہی زیادہ روزے رکھنے والے اور بہت ہی زیادہ راتوں کو عبادت کرنے والے تھے اور آپ کی

Marfat.com

گواہی یقیناً سچی ہے کیونکہ ان کے مکان بھی اکھٹے تھے اور اس کے علاوہ بھی ان کا اکثر وقت اکٹھے ہی گزرتا تھا لہٰذا وہ ایک دوسرے کے معمولات سے بخوبی واقف تھے۔ غزوہ خیبر میں آپ کا رجزیہ تھا۔ اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَ۔ کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہُ الْمُنْظَرُ۔ یعنی میں وہ ہوں جس کی ماں نے اس کا نام ہی ''حیدر'' رکھا ہے اور میں ایک بھپرے ہوئے شیر کی طرح اپنے دشمن پر حملہ آور ہوتا ہوں اور میدان جنگ میں ایک ڈراؤنا منظر پیدا کر دیتا ہوں۔ یعنی دشمن کو ذلیل وخوار کر دیتا ہوں۔ سبحان اللہ

محبت حیدر کرار اور چند فرامین مصطفےٰ

جَمَعَ عَلِیٌّ النَّاسَ فِی الرَّحْبَۃِ فَقَالَ اُنْشِدُ بِاللّٰہِ کُلَّ امْرِیٍٔ مَاسَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ فِی غَدِیْرِ خُمٍّ فَقَامَ اُنَاسٌ فَشَھِدُوْا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَوْمَ غَدِیْرِ خُمٍّ اَمَرَ بِدَرَجَاتٍ فَقُمِّصَ ثُمَّ قَالَ کَاَنِّیْ قَدْ دُعِیْتُ وَاِنِّیْ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ ثَقَلَیْنِ اَحَدُھُمَا اَکْبَرُ مِنَ الْآخَرِ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِیْھِمَا فَاِنَّھُمَا لَنْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا الْحَوْضَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ مَوْلَائِیْ وَ اِنِّیْ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَھُوَ قَائِمٌ ثُمَّ اَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ فَقَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ (خصائص نسائی حدیث ۹۳) اَلَسْتُ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ (حدیث ۸۱) مَنْ کَانَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَلِیُّہٗ فَھٰذَا وَلِیُّہٗ (حدیث ۹۶) فَاِنَّ اللّٰہَ یُوَالِیْ مَنْ وَّالَاہُ وَ یُعَادِیْ مَنْ عَادَاہُ (حدیث ۹۵) اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَہٗ (حدیث ۹۸، ۹۹، ۱۵۶)

Marfat.com

وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهٗ (حدیث ۱۵۶) یعنی جناب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے مقام پر ٹھہرے (مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک چشمہ یا تالاب پر) پھر آپ نے منبر رکھنے کا حکم فرمایا۔ پھر منبر پر کپڑا بچھایا گیا۔ آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا امید ہے اب میں انتقال فرما جاؤں گا اور میں تم میں دو بڑی اور اہم چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں سے پہلی چیز دوسری سے زیادہ بڑی اور اہم ہے اور وہ چیزیں۔ اللہ کی کتاب قرآن مجید اور میری عترت یعنی اہل بیت ہے۔ تو اب اس بات کا خیال رکھنا کہ تم میرے بعد ان دونوں چیزوں سے کیسا معاملہ رکھتے ہو۔ اور یاد رکھو قرآن پاک اور میری اہل بیت کبھی بھی ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوں گے۔ یعنی میری اہل بیت ہمیشہ قرآن پاک پر عمل پیرا رہے گی یہاں تک کہ قیامت آجائے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کیا میں تمام ایمان والوں کی جانوں کا ان کی اپنی ذاتوں سے بھی زیادہ قریب اور مالک نہیں ہوں عرض کی گئی۔ کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میرا مولیٰ ہے اور میں تمہارا مولا ہوں۔ پھر آپ نے جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر (بلند فرمایا) اور فرمایا سن لو جس کا میں مولیٰ (والی مالک، آقا، مددگار) ہوں اس کا یہ علی بھی مولیٰ ہے بلکہ جس جس کا اللہ اور اللہ کا رسول مددگار ہے اس کا علی بھی مددگار ہے۔ پھر دعا کی۔ یا اللہ جو علی سے سچی محبت رکھے تو بھی اس سے محبت فرمانا اور جو علی سے دشمنی رکھے تو بھی اس کا دشمن رہنا اور اے مولا جو علی کی مدد (دامے درمے قدمے سخنے خدمت) کرے تو بھی اس کا مددگار رہنا اور جو علی کی توہین کرے تو بھی اسے ذلیل وخوار فرما دینا۔ پھر آپ نے اپنی دعاء مستجاب پر یقین فرماتے ہوئے

Marfat.com

اعلان فرما دیا۔ یقیناً جو شخص علی سے محبت رکھے گا اس سے اللہ تعالیٰ بھی محبت فرمائے گا اور جس نے علی سے دشمنی رکھی اس کا اللہ تعالیٰ بھی دشمن ہوگا۔ ایک مرتبہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع فرمایا اور فرمایا۔ لوگو میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ غدیر خم کے مقام پر جناب رسول اللہ ﷺ نے جو میرے متعلق فرمایا تھا۔ وہ جس جس نے سنا تھا گواہی دے۔ تو بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے گواہی کہ واقعی ہم سب نے آپ کے متعلق جناب رسول خدا ﷺ کی زبان وحی ترجمان سے یہ الفاظ سنے تھے۔ (لفظ مولا کے اٹھارہ معنے مشہور ہیں۔ مالک۔ حکمران۔ سردار۔ انعام کرنے والا۔ انعام یافتہ۔ آزاد کرنے والا۔ مددگار۔ محبت کرنے والا۔ پیروی کرنے والا۔ پڑوسی۔ چچازاد بھائی۔ وفادار دوست۔ سپہ سالار۔ داماد۔ غلام۔ متصرف فی الامر۔ محبوب۔ اور اسلام کا مددگار (مرقات جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۱، صواعق محرقہ صفحہ ۴۳، قوت المغتذی وغیرہ)

جناب علی المرتضیٰ کے صاحبزادے جناب محمد اکبر المعروف محمد بن حنیفہ فرماتے ہیں" لَا يَبْقٰى مُؤْمِنٌ اِلَّا وَفِي قَلْبِهٖ وُدُّ عَلِيٍّ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ (زرقانی علی المواہب جلد ۷ صفحہ ۱۴، ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۷، صواعق محرقہ صفحہ ۱۷۰) یعنی کوئی ایمان والا ایسا نہ ہوگا جس کے دل میں جناب حیدر کرار اور ان کے گھرانے کی محبت نہ ہو، ایک روایت میں جناب علی المرتضیٰ کا فرمان ہے۔ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ اِنَّهٗ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ﷺ اِلَيَّ اَنْ لَّا يُحِبَّنِيْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُنِيْ اِلَّا مُنَافِقٌ (مسلم جلد ۱ صفحہ ۶۰، ابن ماجہ جلد ۱۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۷، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۵، الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۹، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۰، خصائص

Marfat.com

نسائی حدیث ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲) یعنی خدا کی قسم جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم سے صرف ایمان والا ہی محبت کرے گا اور جو منافق ہوگا وہ تجھ سے بغض وعداوت رکھے گا۔ جناب مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔ مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہَ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَ مَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہَ (مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۳۰، ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۸، زرقانی علی المواہب جلد ۷ صفحہ ۱۴) کہ جس نے (جناب) علی سے محبت کی درحقیقت اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی درحقیقت اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی اور جس نے (حضرت) علی سے بغض رکھا۔ اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔ اور جس نے مجھ سے بغض رکھا درحقیقت اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں کہ ''جناب علی سے محبت خدا سے محبت اور جناب علی سے دشمنی خدا سے دشمنی کیا خوب فرمایا ہے حافظ شیرازی علیہ الرحمہ نے۔ کانرا کہ دوستی علی نیست کافراست۔ گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش۔ یعنی جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو شخص محبت نہیں رکھتا وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا منکر اور کافر ہے اگرچہ وہ پوری دنیا سے بڑھ کر عابد و زاہد ہی کیوں نہ ہو۔ ایک مقام پر جناب رسالت مآب ﷺ نے جناب علی المرتضیٰ کے متعلق ایسی ہی ایک دعا فرمائی ''اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ'' (مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۸۷، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۶۸، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۷، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۹، کچھ الفاظ ابن ماجہ صفحہ ۱۲، تہذیب التہذیب جلد ۷ صفحہ ۳۳۷، الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۹، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳، خصائص

Marfat.com

نسائی حدیث ۱۱) اے اللہ تعالیٰ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہوگا۔ اے اللہ جو علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علی سے عداوت اور دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ (مولا کا معنی ہے دوست، مالک اور مددگار) ایک مقام پر جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب حیدر کرار سے محبت کرنے کا ایک سبب بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَةٍ وَعَلِیٌّ مِنْهُمْ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۹، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۲) درحقیقت مجھے اللہ تعالیٰ نے چار آدمیوں سے خاص طور پر محبت کرنے کا حکم فرمایا ہے اور پیارے علی بھی ان میں سے ایک ہیں۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۷۵، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۳) یعنی جس نے پیارے علی کو ایذا دی۔ اس نے درحقیقت مجھے ایذا دی نیز حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ نے ارشاد فرمایا "مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ (مسند امام احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۷، خصائص نسائی حدیث ۹۱) یعنی جس نے پیارے علی کو برا بھلا کہا اس نے درحقیقت مجھے برا بھلا کہا۔ اسی لئے جناب سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے فَلَوْ وُضِعَ الْمِنْشَارُ عَلٰی مَفْرَقِیْ عَلٰی اَنْ اَسُبَّ عَلِیًّا مَا اَسُبُّهٗ (خصائص نسائی حدیث ۹۲) کہ اگر میرے سر پر آرہ رکھ کر بھی کہا جائے کہ حضرت علی کو برا بھلا کہو۔ تو میں پھر بھی نہ کہوں گا (اگرچہ مجھے آرے سے چیر ہی دیا جائے) اسی طرح ام المومنین جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا۔ اَیُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ فَاطِمَةُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۷، مشکوٰۃ

Marfat.com

صفحہ ۵۶۲، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۱، خصائص نسائی حدیث ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳) ام المومنین ارشاد فرمائیں جناب رسول مقبول ﷺ سب لوگوں سے زیادہ کس سے پیار فرماتے تھے آپ نے فرمایا۔ سیدہ فاطمہ سے پوچھا گیا۔ مردوں میں سے آپ کس سے زیادہ پیار فرماتے تھے آپ نے فرمایا سیدہ فاطمہ کے خاوند جناب علی المرتضٰے سے ایک مرتبہ ام المومنین نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ میرے والد ماجد جناب ابوبکر صدیق سے بھی زیادہ حضرت علی سے محبت فرماتے تھے (خصائص نسائی حدیث ۱۱۰) اور اس روایت سے جہاں سیدہ خاتون جنت اور جناب حیدر کرار کی فضیلت نکلتی ہے وہاں یہ بات بھی ثابت ہو رہی ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ اور خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آپس میں کوئی اختلاف نہیں تھا بلکہ وہ ماں بیٹی کی طرح ایک دوسرے کی محترم اور عزت شناس تھیں اور رُحَمَاءُ بَيۡنَهُمۡ کی بہترین تصویر تھیں ۔ ایک اور حدیث میں تو جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب حیدر کرار سے محبت اور یکجان دو قالب ہونے کی انتہا کر دی ہے فرمایا۔ اَنۡتَ مِنِّیۡ وَاَنَامِنۡکَ یَا عَلِیُّ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۲۵، صفحہ ۶۱۱، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۳، مسلم جلد ۱ صفحہ ۷۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۹، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۶، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۶۹ صواعق محرقہ صفحہ ۱۶۹، خصائص نسائی حدیث ۷۳ وغیرہ) یعنی ۔ اے علی تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں ۔ میں اور تو یک جان اور دو قالب ہیں جو تیرا دوست وہ میرا دوست جو تیرا دشمن وہ میرا دشمن جو تیرا خادم وہ میرا خادم اور جو تجھ سے دور وہ مجھ سے دور ۔ ایک شخص نے جناب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جناب علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا کہ ان کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے تو آپ نے فرمایا تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے۔

Marfat.com

اَلاَتَرٰی قُرْبَ مَنْزِلِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (خصائص نسائی حدیث ۱۰۴) فَهٰذَا بَیْتُهٗ مِنْ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ (حدیث ۱۰۵) مَافِی الْمَسْجِدِ (حدیث ۱۰۶) کیا تو جناب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آپ کی قدر و منزلت کو نہیں دیکھتا حتیٰ کہ آپ کا گھر بھی مسجد نبوی شریف کے ساتھ اس طرح ملا ہوا ہے (کہ اس کا دروازہ بھی مسجد کے صحن میں کھلتا ہے حدیث ۳۸) اور جناب رسول اللہ ﷺ کے مکان شریف اور آپ کے مکان کی دیوار ایک ہے۔ آج بھی حضور اکرم ﷺ کا روضہ مبارک "گنبد خضرا" مغرب والی دیوار۔ ریاضُ الجنہ کی طرف یعنی پرانی مسجد نبوی شریف کی طرف اور حضور اکرم ﷺ کے سرہانے کی طرف جو قبلہ کی طرف پہلا ستون ہے اس پر لکھا ہے "اُسطوانہ سریر" یعنی وہ جگہ جہاں نبی کریم ﷺ مسجد میں اعتکاف کے وقت اپنا بستر مبارک لگایا کرتے تھے اور یہیں سے مسجد میں بیٹھے بیٹھے آپ اپنا سر مبارک ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک۔ جو کہ آج گنبد خضری پر مشتمل ہے۔ کی طرف کر دیا کرتے تھے اور سیدہ عائشہ صدیقہ گھر میں بیٹھی بیٹھی حضور کی مبارک زلفوں میں کنگی کر دیا کرتی تھیں۔ اس کے ساتھ والا دوسرا ستون جنوب کی طرف "اُسطوانہ حرس" ہے جہاں پر حضور کے مکان کے ساتھ ہی جناب حیدر کرار کا مکان تھا اور یہاں بیٹھ کر جناب حیدر کرار نبی پاک ﷺ کا پہرہ دیا کرتے تھے کیونکہ حارس کے معنے ہیں محافظ، پہرے دار، باڈی گارڈ۔ یعنی آج بھی یہ نشان موجود ہے کہ حضرت علی کا مکان بالکل حضور اکرم ﷺ کے مکان شریف کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ اس سے اگلا ستون "اُسطوانہ وفود" ہے یہاں پر نبی کریم ﷺ باہر سے آنے والے وفدوں کو شرف ملاقات بخشا کرتے

Marfat.com

تھے اس کے ساتھ آگے ''اُسطوانہ تہجد'' ہے جہاں حضور تہجد ادا فرمایا کرتے تھے
الغرض جناب سیدنا علی المرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کا دروازہ بھی حضور ہی کی
طرح مسجد میں کھلتا تھا اور آپ ہر حالت میں مسجد میں سے گزرا کرتے تھے یہ بھی
آپ کا ایک امتیازی مقام ہے یہ مسجد نبوی شریف کی تعمیر کے ابتدائی دور کی بات ہے
لیکن جناب رسول اللہ ﷺ نے ایام علالت ہی میں جناب سیدنا علی المرتضٰے اور
دیگر تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی موجودگی میں جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے مصلائے امامت پر کھڑا فرما کر (تمام کتب احادیث) اور یَاْبَی
اللّٰہُ وَیَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَابَکْرٍ (بخاری صفحہ ۸۴۶،۱۰۷،۲ وغیرہ) کے الفاظ
مبارکہ کے ساتھ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلافت بلافصل کا اعلان
فرما دیا تھا اور اسی لئے جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ جس شخص کو
جناب رسول اللہ ﷺ نے ہمارا دین کا امام مقرر فرما دیا ہے اس کو دنیا کا امام ماننے
میں مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ) چنانچہ اسی حکمت عملی کے
مطابق آخری ایام میں جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا دروازہ بھی مسجد شریف میں کھلا رکھنے کا حکم عطا فرما دیا تھا (آپ کا مکان
مسجد نبوی شریف کے بالکل ملحق مغرب کی طرف واقع تھا۔ آج بھی مسجد نبوی
شریف میں مغرب کی طرف سے ''باب سیدنا صدیق اکبر کے شمالی گیٹ ۲ سے اندر
داخل ہوں تو اوپر لکھا ہوا ہے ھٰذِہٖ خَوْخَۃُ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ ''یعنی یہ جناب
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان والی جگہ ہے) تا کہ ایام خلافت بلافصل
میں آپ بھی اپنے گھر میں سے نکل کر سیدھے مسجد شریف میں آسکیں یا مسجد شریف

Marfat.com

میں حاضر کوئی بھی شخص کسی بھی وقت آپ کو بلانا چاہے تو اسے کوئی دقت نہ ہو سبحان اللہ ماشاء اللہ و الحمد للہ اللھم ارزقنا حُبک وحُبّ حبیبک وحُبّ مَن یُحِبُکما وحُبّ عملٍ یُقرِّبُنا اِلیک آمین بجاہِ سیدِ المرسلین .

ہر کوئی حضرت علی کا محتاج

نیز آپ ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔ مَامِنْکُمْ اَحَدٌ اِلّاوَلَہٗ حَاجَۃٌ بِابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ (خصائص نسائی حدیث ۶۰) کہ تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جس کو علی ابن ابی طالب کی ضرورت نہ ہو۔ واقعی۔ کیونکہ آپ اللہ اور اس کے رسول کے بعد ہر مومن کے ولی ہیں بلکہ شہنشاہ ولائیت ہیں تو کوئی بھی ایمان والا آپ سے کس طرح بے نیاز ہو سکتا ہے۔

فاروق اعظم کی محبت علی

چنانچہ جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان غدیر خم کے بعد سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا تھا۔ اے ابوالحسن آپ کو مبارک ہو۔ آپ میرے بھی مولا ہیں اور باقی بھی ہر مرد اور عورت مومن کے مولیٰ ہیں (لغات الحدیث جلد ۴ صفحہ ۱۴، باب ع، شرح خصائص نسائی صفحہ ۱۱۷ از امیر شاہ صاحب) خلفاء راشدین رضوان اللہ علیھم اجمعین کے درمیان بغض وعداوت کے جھوٹے قصے مشہور کرنے والے لوگ اس حقیقت کو بار بار پڑھیں اور اپنے ایمان درست کریں اور اللہ کے عذاب سے محفوظ ہو جائیں۔ بلکہ ایک دفعہ جناب عمر فاروق رضی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک آدمی نے سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کچھ گستاخی کی تو آپ نے اچھل کر اس کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا تیری بربادی ہو تو نہیں جانتا کہ آپ کون ہیں؟ یہ تیرے آقا و مولا ہیں بلکہ ہر مومن کے آقا و مولا ہیں اور جو آپ کو اپنا آقاء و مولیٰ نہیں مانتا وہ مومن ہو ہی نہیں سکتا (صواعق محرقہ صفحہ ۷۷ وغیرہ)۔

ابوبکر و عمر کا دشمن۔ علی کا دشمن

ایسے ہی واقعات کے پیش نظر علماء نے لکھا ہے کہ جس نے دوست رکھا حضرت علی کو اور بغض رکھا شیخین (جناب سیدنا ابوبکر صدیق اور جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے تو نہ دوستی رکھی اس نے آپ سے (جناب علی المرتضیٰ سے) دوستی مشروع (ایسی محبت جس کا شریعت تقاضا کرتی ہے) اور محبت علی کی علامت ہے ایمان کی اور حضرت علی کا بغض ایسا گناہ ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے کوئی بھی نیکی خدا کی بارگاہ میں قبول ہی نہیں ہو سکتی (لغات الحدیث جلد ا صفحہ ۷ باب ح، شرح خصائص نسائی امیر شاہ صفحہ ۱۲۵) فاعتبروا یا اولو الابصار. وما علی الا البلاغ. ایک دفعہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اَمَّا اَنْتَ یَا عَلِیُّ فَخْتَنِیْ وَاَبُوْا وَلَدَیْ وَاَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ (خصائص نسائی حدیث صفحہ ۱۳۸) اے علی۔ تو میرا داماد ہے اور میرے دونو اسوں کا باپ ہے اور تو مجھ سے ہے (میرا ہے) اور میں تجھ سے ہوں (میں تیرا ہوں)۔ ایک دفعہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہو گئے۔ حضور تشریف لائے اور اپنی چادر مبارک آپ پر اوڑھا دی اور خود نماز پڑھنے مسجد میں تشریف لے گئے۔ واپسی پر حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی کے اوپر سے اپنی چادر مبارک اتاری اور فرمایا۔ قُمْ یَا عَلِیُّ. فَقَدْ

Marfat.com

بَرَاْتُ فَقُمْتُ کَاَنَّ . کَمْ اَشْتَکِ شَیْئاً قَبْلَ ذَالِکَ .فَقَالَ مَاسَئلتُ رَبِّی شَیْئاً فِی صَلاتِیِ اِلّاَ اَعْطَانِی وَمَا سَئَلْتُ لِنَفْسِی شَیْئاً اِلّاَ قَدْ سَئَلْتَہُ لَکَ (خصائص نسائی حدیث ۱۴۶) اے علی اٹھ جا۔آپ فرماتے ہیں میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور میں اس طرح تندرست تھا گویا کہ مجھے کبھی کوئی بیماری تھی ہی نہیں۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے آج تک اپنی دعا میں جو بھی خدا سے مانگا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا ہے اور اے علی (خوش ہو جا کہ) میں نے جو کچھ بھی اپنے لئے مانگا ہے وہ سب کچھ تیرے لئے بھی مانگا ہے۔

حضرت علی کے والد پر حضور راضی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں نیز آوردہ کہ سید عالم ﷺ ہمراہ جنازہ ابو طالب میرفت وی گفت اے عم من صلہ رحم بجا آور دی و درحق من تقصیر نہ کردے خدائے تعالیٰ ترا جزائے خیر دھاد (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹) اَنَّہُ ﷺ عَارِضُ جَنَازَۃَ عَمِّہٖ اَبِی طَالِبِ فَقَالَ وَصَلَتکَ رَحْمٌ وَ جَزَیْتَ خَیْرًا یَاعَمّ (سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۴۷) وَصَلَاۃُ الْجَنَازَۃِ فَرَضَتْ فِی السَّنَۃِ الْاُوْلٰی مِنَ الْھِجْرَۃِ (سیرت حلبیہ جلد ۱ صفحہ ۴۰) جناب رسول اللہ ﷺ حضرت علی المرتضیٰ کے والد ماجد جناب ابو طالب کے جنازے کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے اے چچا جان آپ نے صلہ رحمی کا حق ادا کر دیا اور آپ نے میرے حق میں کوئی کمی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو میری اس محبت اور خدمت و اعانت پر جزائے خیر عطا فرمائے (آپ کا جنازہ نہیں پڑھا گیا تھا کیونکہ) نماز جنازہ ۱ھ میں فرض ہوا۔ جبکہ آپ کا انتقال

Marfat.com

ہجرت سے پہلے ہو چکا تھا۔

محبت علی اور تین گروہ

کسی بھی ذات کی شان اور مقام کو شریعت کی حد میں رہ کر ماننا چاہیے۔ کسی بھی ہستی کے متعلق کوئی ایسا عقیدہ نہیں رکھنا چاہیے جو شریعت کی کسی حد سے ٹکراتا ہو۔ اسی لئے جناب رسول خدا ﷺ نے جناب علی المرتضیٰ کو فرمادیا تھا ''یَا عَلِیُّ اِنَّ فِیکَ مَثلاً مِّنْ عِیسیٰ اَبغَضَتهُ الیَهُودُ حَتّٰی بَهَتُوا اُمَّهٗ وَاَحَبَّتهُ النَّصَارٰی حَتّٰی اَنزَلُوهُ بِالمَنزِلِ الَّذِی لَیسَ بِهٖ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۳، متدرک جلد صفحہ ، مسند ابو یعلیٰ، خصائص نسائی حدیث ۱۰۳، اخرجہ البز از مشکوۃ صفحہ ۵۵۷، مسند امام احمد جلد صفحہ) یعنی اے علی تیرے ساتھ بھی حضرت عیسیٰ والا معاملہ ہوگا۔ یہودیوں نے ان سے بغض رکھا اور ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان باندھا اور عیسائیوں نے ان سے محبت کی تو انہیں وہ مرتبہ و مقام دے دیا جو ان کا نہیں تھا یعنی انہیں خدا کا بیٹا کہنے لگے۔ اسی طرح ایک گروہ تیرا دشمن بن کر تیرے اصلی مقام سے بھی انکار کر دے گا۔ (یعنی خارجی) اور ایک گروہ تیری محبت میں شریعت کی حدود سے بھی تجاوز کر جائے گا (یعنی رافضی) تو جیسا حضرت عیسیٰ کے بارے میں افراط و تفریط دونوں طریقوں والے گمراہ ہیں اسی طرح حضرت علی کے متعلق افراط و تفریط والے دونوں گروہ گمراہ ہیں جیسا کہ جناب مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی وضاحت فرما چکے ہیں۔ بلکہ خود جناب علی المرتضیٰ کا فرمان ہے۔ اَلَا وَاِنَّهٗ یُهلَکُ فِیَّ اِثنَانِ مُحِبٌّ مُفرِطٌ یَفرِطُنِی بِمَا لَیسَ فِیَّ مُبغِضٌ مُفتَرٍ یَحمِلُهٗ شَنَآنِی عَلٰی اَن یَبهَتَنِی (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۷۳، مصنف عبد الرزاق جلد ۱۲ صفحہ ۸۴، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۳، متدرک

Marfat.com

جلد صفحہ،مصنف عبد الرزاق جلد ۱۱ صفحہ ۳۱۸،مسند ابو یعلی ،ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۹،نہج البلاغہ اردو صفحہ ۴۹۹)۔خبردار۔میرے بارے میں دو گروہ ہلاک ہوں گے۔ایک وہ جو میری محبت میں حد سے بڑھ جائے گا اور میرے متعلق ایسی باتیں کہے گا جو مجھ میں نہیں ہیں (یعنی رافضی) اور دوسرا وہ جو میری دشمنی میں حد سے بڑھ جائے گا۔اور میرے متعلق بکواس کرے گا اور میری اصلی شان کا بھی انکار کردے گا (یعنی خارجی)نعوذ باللہ من ذالک خارجیوں کے متعلق فرمان مصطفوی ہے'' اَلْخَوَارِجُ کِلَابُ النَّار (ابن ماجہ صفحہ ۱۶)قَدْ کَانَ ھٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیْنَ فَصَارُوْا کُفَّارًا (ابن ماجہ صفحہ ۱۶)یعنی خارجی دوزخ کے کتے ہیں جو اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے۔الحمد للہ رب العالمین ۔جناب مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تحقیق کے مطابق بھی اہل سنت و جماعت ہی وہ مسلک ہے جو اعتدال اور حق پر ہے نہ آپ کی اصلی شان سے انکار کرتا ہے اور نہ ہی آپ کو شریعت کی حد سے بڑھاتا ہے اور آپ کی محبت اور عقیدت کو جز و ایمان اور ذریعہ نجات بھی سمجھتا ہے۔ثم الحمد للہ۔ اسی لئے علامہ ابو الحسن لکھتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ محبت اسی قدر محمود ہے کہ حد سے نہ گزرے اور موافق شرع کے ہو اور جو محبت کہ حد (شرعی) سے زیادہ ہو وہ گمراہی کی طرف کھینچ لی جاتی ہے۔پس ایمان دار کو چاہیے کہ وہ میانہ روی اختیار کرے اور افراط وتفریط سے بچے (مناقب مرتضوی صفحہ ۶۱)۔

شہادت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۰سن ہجری کے رمضان المبارک کی سترہ راتیں گزر چکی تھیں۔جمعہ کا دن تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز صبح کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ازلی بدبخت (عبد

Marfat.com

الرحمان بن ملجم) پہلے سے چھپ کر بیٹھا ہوا تھا اور زہر میں بجھی تلوار اس کے پاس تھی ۔جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے سامنے سے گزرنے لگے تو اس شقی ازلی نے پورے زور سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر تلوار کا وار کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نڈھال ہو کر گر پڑے۔اور باآواز بلند فرمایا'' فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ''یعنی خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔الحمد للہ مجھے شہادت کا منصب عظمیٰ نصیب ہوا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام مسلمانوں کو نصیحتیں فرماتے رہے اور جناب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی کچھ وصیتیں فرمائیں اور اتوار کے دن ۲۰ رمضان المبارک کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کو غسل دیا اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنازہ پڑھایا۔اور آپ کے جسد اطہر کو رات کے وقت کوفہ کے دارالامارۃ میں دفن کر دیا گیا۔بعد میں مدینہ منورہ لیجانے کی خاطر آپ کے جسد اطہر کو ایک اونٹ پر رکھ کر لے کر چلے راستے میں راتکو اونٹ بھاگ گیا اور نجف اشرف کے لوگوں نے اونٹ پکڑا اور آپ کو پہچان کر وہیں دفن کر دیا آپ کا مزار پر انوار آج تک زیارت گاہ خاص وعام ہے کتب احادیث میں آپ کی مرویات کی تعداد پانچ سو چھیاسی ہے قاتل بد بخت ابن ملجم کو قتل کر کے اس کے ٹکڑے کر کے ایک ٹوکرے میں رکھ کر جلا دیا گیا۔

قاتل علی۔اشقی الناس

جناب عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا'' اَشْقَى النَّاسِ رَجُلَانِ اُحَيْمَرُ ثَمُوْدَ الَّذِىْ عَقَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِىْ

Marfat.com

یَضۡرِبُکَ یَا عَلِیُّ "(صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۴، مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۴۱، کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۳۹، البدایہ والنہایہ جلد ۶ صفحہ ۱۸۷، ریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۴، مسند امام احمد جلد صفحہ ، مسند ابو یعلیٰ جلد صفحہ ، طبرانی جلد صفحہ ، (وَالَّذِیۡ یَضۡرِبُکَ یَا عَلِیُّ عَلٰی هٰذِهٖ وَوَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی ضَرۡبَةٍ حَتّٰی تَبُلَّ مِنۡهَا هٰذِهٖ وَ اَخَذَ بِلِحۡیَتِهٖ (خصائص نسائی حدیث ۱۵۲) یعنی۔ اے علی دنیا میں دو آدمی سب سے زیادہ بد بخت ہیں ایک قوم ثمود کا وہ بد بخت جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگیں کاٹی تھیں اور دوسرا بڑا بد بخت وہ ہوگا جو تجھے شہید کریگا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے علی وہ بد بخت تجھے اس جگہ پر تلوار مارے گا اور آپ ﷺ نے آپ کے سر مبارک کے ایک حصہ پر ہاتھ رکھ کر بتایا۔ پھر آپ نے فرمایا اس زخم کے خون سے تمہاری داڑھی تر بتر ہو جائیگی) استغفر اللہ العظیم و اتوب الیہ ۔ اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبیء غیب دان علیہ الصلوٰۃ و السلام کی اس خبر غیب پر اتنا یقین تھا کہ ایک مرتبہ آپ بہت سخت بیمار ہو گئے حتیٰ کہ اہل خانہ آپ کی زندگی سے مایوس ہو گئے اور بعض عزیز و اقارب کہنے لگے کہ آپ کچھ وصیتیں ہی فرما دیتے تو آپ نے مسکرا کر فرمایا نہیں۔ میں ابھی نہیں مر سکتا۔ کیونکہ میرے آقاء و مولا ﷺ نے فرمایا تھا۔ اے علی تجھے ایک بد بخت شہید کریگا۔ وہ تیرے سر پر تلوار مارے گا۔ جس سے تیری داڑھی بھی خون سے تر بتر ہو جائیگی۔ لہٰذا میں ضرور شہید کیا جاؤں گا۔ اس طرح چار پائی پر طبعی موت نہیں مر سکتا۔ سبحان اللہ۔ کیسا پختہ یقین تھا پیارے محبوب ﷺ کے فرمان ذیشان پر ۔ صحابہ کرام کے ناموں پر اپنی انجمنوں، جماعتوں، رسالوں اور مجلسوں وغیرہ کے نام

Marfat.com

رکھنے والے لوگوں کو صحابہ کرام کا ایمان اور عقیدہ بھی ماننا اور اپنانا چاہیے۔قرآن و حدیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ واہل بیت کرام کے متبعین ہی ہدایت یافتہ ہیں اور وہی آخرت میں نجات پائیں گے۔حکم مصطفوی کے مطابق آپ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں اور کوئی شادی نہیں کی تھی اور آپ کے وصال کی بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آٹھ اور شادیاں کیں۔آپ کی اولاد کے بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ آپ کے اٹھارہ صاجزادے اور اٹھارہ ہی صاجزادیاں تھیں۔

جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ازواج واولاد

۱۔ سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ۔آپ کے بطن اقدس سے جناب حیدر کرار کے دو صاجزادے۔۱۔ حضرت امام حسن۔ ۲۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔اور دو صاجزادیاں ۱۔ سیدہ زینب۔ ۲۔ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھیں۔۲۔ حضرت ام البنین بنت خرام رضی اللہ عنہا (از بنی موازن)۔آپ کے بطن اقدس سے جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانچ صاجزادے ۱۔حضرت عمر ۔ ۲۔ حضرت عباس (علمدار)۔ ۳۔ حضرت جعفر۔ ۴۔ حضرت عبید اللہ۔ ۵۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تین صاجزادیاں ۱۔ حضرت ام ہانی ۔ ۲۔ حضرت میمونہ ۔ ۳۔ حضرت ام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہن تھیں۔۳۔ حضرت لیلیٰ بنت مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہا (از بنی تمیم)۔ آپ کے بطن اقدس سے جناب شیر خدا کے دو صاجزادے ۱۔ حضرت عبید اللہ۔ ۲۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دو صاجزادیاں ۱

Marfat.com

۔ حضرت زینب صغرٰی۔ ۲۔ حضرت رملہ صغرٰی تھیں۔۴۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا (خشعمیہ)۔آپ کے بطن اقدس سے مولا علی کے دو صاحبزادے ۱۔ حضرت عون ۲۔ حضرت یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور تین صاحبزادیاں ۱۔ حضرت فاطمہ۔ ۲۔ حضرت امامہ۔ ۳۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن تھیں۔۵۔ حضرت امامہ بنت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔آپ کے بطن اقدس سے حضرت علی کے دو صاحبزادے حضرت محمد اور حضرت اوسط رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ ۶۔ حضرت خولہ بنت جعفر بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آپ کے بطن اقدس سے جناب علی المرتضیٰ کے دو صاحبزادے حضرت محمد حنفیہ اور حضرت محمد اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے۔ ۷۔ حضرت ام سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔آپ کے بطن اقدس سے حضرت علی کا ایک صاحبزادہ حضرت محسن اور دو صاحبزادیاں حضرت رملہ کبرٰی اور حضرت ام الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔

۸۔ حضرت ام حبیبہ بنت ربیعہ ا لثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آپ کے بطن اقدس سے شہنشاہ ولایت کے دو صاحبزادے حضرت عمر اور حضرت عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور تین صاحبزادیاں ۱۔ حضرت ام الکرام ۔ ۲۔ حضرت رقیہ۔ ۳۔ حضرت ام سلم رضی اللہ تعالیٰ عنہن تھے۔ ۹۔ حضرت مسمیاۃ بنت امراء القیس کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آپ کے بطن اقدس سے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تین صاحبزادیاں ۱۔ حضرت جمانہ ۔ ۲۔ حضرت نصیرہ۔ ۳۔ حضرت حارشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن تھیں۔آپ کی اولاد امجاد

Marfat.com

میں سے آپ کے پانچ بیٹے آپ کی ظاہری زندگی ہی میں انتقال فرما گئے تھے اور آپ کے تیرہ بیٹے آپ کی شہادت کے وقت بھی باحیات تھے ان میں سے آپ کے سات صاحبزادے ۱۔ حضرت امام حسین بن سیدہ فاطمہ ۲۔ حضرت عباس (علمدار) بن حضرت ام البنین۔ ۳۔ حضرت جعفر بن حضرت ام البنین۔ ۴۔ حضرت عثمان بن حضرت ام البنین۔ ۵۔ حضرت عبداللہ بن حضرت ام البنین۔ ۶۔ حضرت ابوبکر بن حضرت لیلیٰ۔ ۷۔ حضرت محمد بن حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میدان کربلا میں شہید ہو گئے تھے۔ باقی چھ صاحبزادوں سے آپ کی نسل جاری ہے۔ جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے صاحبزادوں کے نام جناب سیدنا ابوبکر صدیق۔ جناب سیدنا عمر فاروق اور جناب سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ناموں پر رکھنا جناب حیدر کرار کی ان خلفاء ثلاثہ۔ ذوات مقدسہ کے ساتھ بہت زیادہ محبت کی پختہ دلیل ہے۔ کیونکہ کوئی بھی شخص اپنی اولاد کے نام کسی بھی برے شخص کے نام پر کبھی نہیں رکھتا۔ مقام غور ہے۔

سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی زہرا ہے کلی جس کی۔ حسین اور حسن پھول

نام

آپ کا نام نامی اسم گرامی ''فاطمہ'' ہے آپ کے القاب سیدہ زکیہ۔ راضیہ۔ نساء العالمین۔ سیدۃ نساء الجنہ۔ زہرا، خاتونِ جنت اور بتول (تارک دنیا) ہیں۔

ولادت

Marfat.com

آپ کی ولادت باسعادت حضور اکرم ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد پہلے ہی سال میں ہوئی شیعہ روائیت کے مطابق آپ کی ولادت شب معراج کے ساتھ منسوب کی گئی ہے یہ کسی طرح بھی صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ معراج شریف تو ہجرت سے ایک سال پہلے ہوا ہے اس طرح تو آپ کی عمر مبارکہ حضور کے وصال شریف کے وقت تقریبا گیارہ سال بنے گی۔ جو کہ ناممکن ہے۔

حالات

آپ نبی کریم ﷺ کی چاروں بیٹیوں میں سے سب سے چھوٹی ہیں۔ اسی لئے حضور کو آپ کے ساتھ بہت زیادہ پیار تھا نیز آپ چونکہ اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئیں اور آپ فیضان نبوت سے بھی فیضیاب ہوئیں اس لئے آپ کا مرتبہ وَ مقام بھی دوسری بہنوں سے زیادہ ہے اور چونکہ آپ نے زمانہ شریعت میں ہوش سنبھالا اور آغوش نبوت میں پرورش پائی اس لئے آپ دوسری بہنوں سے زیادہ عابدہ، زاہدہ، صابرہ، شاکرہ، قانتہ، قائمۃ اللیل، صائمۃ الدھر اور بہت زیادہ ذکر خدا کرنے والی تھیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی چونکہ ایک شریف، معزز، متمول، سخی اور باوقار خاتون تھیں اور اس جاہلیت کے غیر اخلاقی، لاقانونی اور بے لگام دور میں بھی آپ پورے عرب میں ''طاہرہ'' کے لقب سے مشہور تھیں۔ اس لئے سیدہ کا اخلاق و کردار بھی مثالی تھا۔ آپ ابھی نو (۹) ہی برس کی تھیں کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا۔ پھر آپ کو ماں کی شفقت اور باپ کی محبت دونوں جناب رسول اللہ ﷺ ہی نے دیں اور آپ کو اتنی محبت دی کہ آپ کو کبھی ماں کی کمی کا احساس ہی نہ ہونے دیا۔ ۲ھ میں جب آپ تقریباً پندرہ

Marfat.com

برس کی ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جناب رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ سے کر دیا۔ اس وقت حضرت علی کی عمر تقریباً پچیس برس تھی۔ آپ کے نکاح کے تقریباً چار ماہ بعد جناب رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شرف زوجیت بخشا۔

سیدہ کی زندگی میں دوسری شادی کی ممانعت

سیدہ خاتون جنت کی زندگی میں جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسری شادی نہیں کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جناب علی المرتضیٰ نے ابوجہل کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ کیا۔ بنو ہشام والے بھی آپ کو رشتہ دینے پر رضامند تھے لیکن جب سیدہ کو پتہ چلا تو آپ اس بات سے ناراض ہو کر جناب رسول کریم ﷺ کے ہاں چلی گئیں اور آپ سے شکایت کی تو آپ نے تمام صحابہ کو جمع ہونے کا حکم فرمایا اور منبر شریف پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا۔ اِنَّ بَنِی ہِشَامِ بْنُ الْمُغِیْرَۃَ اِسْتَاذَنُونِی فِی اَنْ یَّنْکِحُوا اِبْنَتَھُمْ عَلِیَّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ فَلَا آذَنُ ثُمَّ لَا آذَنُ ثُمَّ لَا آذَنُ اِلَّا اَنْ یُّرِیْدَ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَنْ یُّطَلِّقَ اِبْنَتِیْ وَیَنْکِحَ اِبْنَتَھُمْ۔ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۸، جلد ۲ صفحہ ۷۸۷، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۰، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۷، ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۸۳، ابن ماجہ صفحہ ۱۴۵)۔ بنی ہشام اپنی بیٹی کا نکاح علی ابن طالب سے کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے اس بارہ میں میری اجازت طلب کی ہے۔ میں اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ میں ہر گز اجازت نہیں دوں گا۔ میں اس بات کی کبھی بھی اجازت نہیں دوں گا (کہ میری بیٹی پر یہ سوکن لائیں) ہاں البتہ اگر علی کا ضروری ارادہ ہو کہ وہ یہ نکاح کریں تو پھر میری بیٹی

Marfat.com

کو طلاق دے دیں اور یہ شادی کر لیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شادی سے باز آ گئے۔

ایک جھوٹے قصے کا رد

اس حدیث سے اس فرضی اور جھوٹے قصے کی بھی تردید ہوگئی جس میں کہا گیا ہے کہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیبر کی جنگ میں گئے اور مرحب کو قتل کیا تو اس کی بیٹی ''مائی حنف'' نے مقابلے کی دعوت دی اور حضرت علی اور مائی حنف میں تین دن تک مقابلہ ہوتا رہا (**لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم**) لیکن وہ مات نہ ہوئی بالآخر آپ نے اس کے اعضائے نسوانیہ کو ہاتھ لگایا (معاذ اللہ) تو وہ شرم سے جھکی تو آپ نے اسے گرا لیا پھر اس سے خفیہ نکاح ہوا اور آپ اپنی انگوٹھی اور رومال نشانی دے کر وہاں سے چلے آئے۔ بعد میں امام حنیف پیدا ہوئے اور بڑے ہو کر وہ یہ نشانیاں لے کر مدینہ طیبہ آئے اور حضرت علی سے ملاقات ہوئی جبکہ آپ حسنین کریمین کو بیر اتار کر دے رہے تھے۔ یہ امام حنیف امام حسین سے جھگڑ پڑے اور انہوں نے امام حسین کو تھپڑ مار دیا جس پر غصہ میں آ کر حضرت علی نے ان کو تھپڑ مارا پھر آپ حیران ہوئے کہ تو کون ہے جو میرا تھپڑ برداشت کر گیا ہے تو آپ نے وہ رومال اور انگوٹھی کی نشانی دکھائی۔۔۔ الخ (**لا حول ولا قوۃ الا باللہ**)

یہ تمام کا تمام قصہ اور اس قصے پر مبنی تمام کتابیں مثلاً ''جنگ نامہ زیتون'' اور جنگ نامہ امام حنیف'' ''جنگ نامہ حامد'' وغیرہ سب غلط ہیں اور جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ ان کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ قصے اہل بیت کرام کی توہین پر مبنی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام کائنات کی تواریخ اسلام کے مطابق حضرت علی کی بیویوں

Marfat.com

میں نہ تو کوئی حنف نام کی عورت ہے اور نہ ہی آپ کے صاحبزادوں میں کوئی حنیف نام کا لڑکا ہے۔ یہ سب فرضی قصے ہیں اور جو آپ کے صاحبزادے حضرت محمد بن حنفیہ ہیں جن کا اصل نام محمد اکبر ہے۔ ان کی والدہ ماجدہ کا نام "خولہ بنت جعفر بن قیس" ہے نیز جب جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو سیدہ کی زندگی میں دوسری شادی ہی سے منع کیا ہوا تھا تو پھر سیدہ کی زندگی ہی میں غزوہ خیبر کے وقت آپ نے اس فرضی "مائی حنف" سے کیسے شادی کر لی اور اگر کی ہے تو کیا اس طرح آپ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی اور پھر آپ کو لشکر اسلامی سے کہاں اتنی فرصت مل جاتی تھی کہ آپ جا کر مائی حنف سے خفیہ ملاقاتیں بھی کر آتے تھے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ ﷺ، سیدہ خاتون جنت بلکہ کسی شخص کو کبھی بھی آپ کے اس خفیہ نکاح کا علم نہ ہو سکا بلکہ تمام مؤرخین، محدثین اور مفسرین کو آج تک بھی اس خفیہ نکاح کا علم نہیں ہو سکا۔ نعوذ باللہ من تلک الخرافات۔

سیدہ۔ حضور کی مشابہ

ام المؤمنین جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ مَا رَأَیْتُ اَحَدًا کَانَ اَشْبَہُ کَلَامًا وَحَدِیْثًا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنْ فَاطِمَۃَ وَکَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَیْہِ قَامَ اِلَیْھَا فَقَبَّلَھَا وَرَحَّبَ بِھَا کَمَا کَانَتْ تَصْنَعُ ھِیَ بِہٖ (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱۹، استیعاب جلد۴ صفحہ ۳۷۷، مستدرک جلد۳ صفحہ ۱۶۰) کہ میں نے حضرت فاطمہ سے زیادہ بولنے اور بات کرنے میں کسی کو جناب رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نہیں دیکھا اور سیدہ جب حضور کے پاس آتیں تو حضور اکرم ﷺ

Marfat.com

بیٹی کے استقبال کے لئے کھڑے ہوجاتے اور پیار سے سر پر بوسہ دیتے اور ان کے بیٹھنے کے لئے جگہ خالی کر دیتے اور جب جناب رسول اللہ ﷺ سیدہ کے ہاں تشریف لے جاتے تو آپ بھی ایسا ہی کرتی تھیں نیز آپ فرماتی ہیں۔ مَاتَخفٰی مِشْیَتُھَا مِنْ مَشْیَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ (بخاری جلد ا صفحہ ۵۱۲، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۰، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۰) کہ سیدہ خاتون جنت کی چال بھی بالکل رسول اللہ ﷺ کی چال جیسی تھی (خصائص نسائی حدیث ۱۳۱) نیز ام المومنین فرماتی ہیں ۔مَارَاَیْتُ اَحَدً اکَانَ اَصْدَقَ لَھْجَۃً مِنْ فَاطِمَۃَ اِلَّااَنْ یَّکُوْنَ الَّذِیْ وَلَدَھَا ﷺ (الاستیعاب جلد ۴ صفحہ ۳۷۸) کہ میں نے سیدہ فاطمہ سے زیادہ اپنی بات میں سچا کسی اور کو نہیں دیکھا سوائے ان کے والد ماجد جناب رسول اللہ ﷺ کے۔ اور آپ کیوں نہ سب سے سچی ہوں جبکہ آپ اللہ کی تمام مخلوق سے زیادہ سچے جناب رسول اللہ کی دختر نیک اختر ہیں۔ سبحان اللہ۔ ایک مقام پر جناب امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھرانے کی فضلیت بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں" اے برادر حضرت امیر چونکہ حامل بار ولایت محمدی اند علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والقیہ تربیت مقام اقطاب وابدال واوتاد کہ ازاولیاء عزلت اندو جانب کمالات ولایت درایشاں غالب است، مفوض بامداد و اعانت آنحضرت است سر قطب الاقطاب کہ قطب مدار است زیر قدم اوست قطب مدار بحمایت ورعایت او مہم خود را سرانجام مے نماید واز عہدہ مداریت برمے آید۔ حضرت فاطمہ واامامین نیز دریں مقام با حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم شریک اند۔ (دفتر اول مکتوب ۲۵۱) ترجمہ:۔ اے برادر۔ چونکہ حضرت علی المرتضےٰ

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے شرف کے حامل ہیں ۔لہٰذا تمام اقطاب، ابدال اور اوتادوں کے مقام کی تربیت اور امداد و اعانت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ہی کے سپرد ہے۔اور یہ اولیاء کرام صاحب عزلت کہلاتے ہیں قطب الاقطاب جسے قطب مدار بھی کہتے ہیں۔آپ ہی کے زیر قدم ہوتا ہے قطب مدار آپ ہی کی امداد کے ذریعہ سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے سکتا ہے۔حضرت فاطمہ اور حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس کام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔

تسبیح فاطمی

آپ کی تربیت بھی سرکار ابد قرار نے اس طرح فرمائی تھی کہ اگر آپ اکیلی اپنے گھر کا کام کاج کرتی کرتی تھک گئیں اور جناب علی المرتضٰی کے بتانے پر کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس کچھ غلام اور لونڈیاں آئی ہوئی ہیں اور ان کے فرمانے پر کہ جاؤ اور ابا جان سے گھر کے کام کاج کے لئے ایک لونڈی مانگ لاؤ۔جناب رسول اللہ ﷺ کے ہاں حاضر ہوگئیں تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اَلَا اَدُلُّکِ عَلٰی مَاھُوَ خَیْرٌ مِّنْ خَادِمٍ تُسَبِّحِیْنَ اللّٰہَ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِیْنَ وَ تَحْمِدِیْنَ اللّٰہَ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِیْنَ وَ تُکَبِّرِیْنَ اللّٰہَ اَرْبَعًا وَّ ثَلَاثِیْنَ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَ عِنْدَ مَنَامِکِ (بخاری جلد صفحہ ،مسلم جلد صفحہ ،مشکوٰۃ صفحہ۲۰۱،ابوداؤد جلد۲ صفحہ۳۳۴) پیاری بیٹی کیا میں تجھے لونڈی اور خادم سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ سیدہ نے عرض کیا حضور فرمائیں۔تو آپ نے فرمایا۔بیٹی ہر نماز کے بعد اور رات کو سوتے وقت تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو ۔یہ تیرے لئے لونڈی اور غلام سے زیادہ بہتر ہے چونکہ یہ تسبیح جناب رسول کریم

Marfat.com

ﷺ نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ارشاد فرمائی تھی اس لئے آج تک یہ تسبیح ''تسبیح فاطمی'' کے نام سے ہی مشہور ہے۔ سبحان اللہ۔

دعوت فکر

قارئین کرام۔ جس مقدس ہستی کی تربیت بچپن ہی سے اس طرح دنیا سے دور رکھ کر کی گئی ہو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ بڑی ہوکر وہ دنیا کے کچھ مال کی خاطر غیر محرم لوگوں کے سامنے بھرے دربار میں سوالی بن کر جا کھڑی ہو۔ جس پیغمبر خدا کو اللہ تعالیٰ نے سونے اور چاندی کے پہاڑ عطا فرمانے کی پیش کش کی تو آپ نے ''عبودیت'' کو پسند فرما کر عرض کی۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا (الحدیث) یا اللہ محمد وآل محمد کو صرف اتنا رزق عطا فرمانا جس سے بس ان کا کھانا چل سکے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ان کی بیٹی درباروں میں جا کر دنیا کا مال مانگتی پھرے نعوذ باللہ من ذالک یہ باتیں ان کی شان کے خلاف ہیں نیز یہ بات شیعہ کی سب سے معتبر کتاب میں بھی موجود ہے کہ'' اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْھَمًا وَّلَا دِیْنَارًا

(اصول کافی جلد ا صفحہ ۸۴) یعنی انبیاء کرام کا ورثہ مال دنیا ہوتا ہی نہیں ہے تو پھر یہ تمام بحث ہی ختم ہوگئی۔

سیدہ۔ بھوک پیاس سے بے نیاز

ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار ہوگئیں۔ حضور اکرم ﷺ آپ کی عیادت کو تشریف لائے اور آپ کا حال پوچھا تو آپ نے عرض کی آقا فاقوں پر فاقے آرہے ہیں لہٰذا غم بڑھتا جارہا ہے (کچھ دعا فرمادیں) تو آپ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا۔ بیٹی کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ زَوْجُکِ سَیِّدًا فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ ۔ بیٹی تیرا خاوند وہ ہے جو دنیا اور آخرت میں بھی بلند مقام کا مالک ہے۔ نیز آپ ﷺ نے سیدہ کے لئے دعا فرمائی تھی اے اللہ میری لخت جگر کو بھوک سے محفوظ فرما دے آپ فرماتی ہیں اس کے بعد تمام زندگی مجھے کبھی بھی بھوک سے تکلیف نہیں ہوئی ۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۷۸۹، نفائس المعن جلد ۲ صفحہ ۴۶، ریاض النضر ہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۳، ارجح المطالب صفحہ ۱۰۷، خصائص نسائی شرح صفحہ ۳)۔

سیدہ کو زیادہ شرف ملاقات

اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کو اس دختر نیک اختر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اتنا پیار تھا کہ "اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ اِذَا سَافَرَ کَانَ آخِرُ النَّاسِ عَهْدًا بِهٖ فَاطِمَةُ وَاِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ کَانَ اَوَّلُ النَّاسِ بِهٖ عَهْدًا فَاطِمَةُ ۔(متدرک جلد ۳ صفحہ ۵۶، الاستیعاب جلد ۴ صفحہ ۳۷۶) آپ ﷺ جب بھی کبھی کسی سفر پر تشریف لے جانے کا ارادہ فرماتے تو سب سے آخر میں پیاری سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مل کر جاتے اور جب واپس تشریف لاتے تو پھر بھی تمام لوگوں سے پہلے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ہی تشریف لاتے اور آپ کو مل کر پھر اپنی ازواج مطہرات کے پاس اپنے گھر میں تشریف لے جاتے یہ بھی جناب رسول اللہ ﷺ کی آپ کے ساتھ بہت ہی زیادہ محبت کی دلیل ہے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اس بات کی تائید کرتی ہیں ۔ آپ سے پوچھا گیا۔ ام المومنین جناب رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیار کس سے تھا؟ تو آپ نے جواب دیا"

Marfat.com

فَاطِمَۃُ وَزَوْجُھَا ”ترمذی جلد۲صفحہ ۲۲۷،مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۲ الاستیعاب جلد۴ صفحہ ۳۷۸،صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۱) آپ ﷺ کو (عورتوں میں سے) سب سے زیادہ پیار سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا اور آپ کی نسبت سے (مردوں میں سے) آپ کے شوہر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھا۔ایک مرتبہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ محبوبی میں عرض کر دی آقا۔آپ مجھ سے زیادہ پیار فرماتے ہیں یا سیدہ فاطمہ سے؟ تو آپ نے فرمایا۔”فَاطِمَۃُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْکَ وَاَنْتَ اَعَزُّ اِلَیَّ مِنْھَا “(صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۱،خصائص نسائی حدیث ۱۲۵) اے علی فاطمہ مجھے تجھ سے زیادہ پیاری ہے اور تو مجھے فاطمہ سے زیادہ عزیز ہے۔سبحان اللہ۔حبیب اور عزیز کا فرق کوئی باریک بین اہل محبت کی سچی محبت والا ہی جان سکتا ہے قربان آپ کی فصاحت و بلاغت پہ کہ اپنے دل کی کیفیت بھی بیان فرما دی اور دونوں پیاروں کا دل بھی رکھ لیا۔سبحان اللہ۔ایک مرتبہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ مَارَاَیْتُ قَطُّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ فَاطِمَۃَ غَیْرَ اَبِیْھَا ۔ اخرجہ الطبرانی فی الاسط وسندہ صحیح علی شرط الشیخین ۔(الاصابہ جلد۴ صفحہ ۳۷۸) یعنی میں نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے زیادہ مرتبہ و مقام والی کوئی شخصیت نہیں دیکھی سوائے ان کے والد ماجد جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کے۔اس روایت کو محدث طبرانی نے معجم اوسط میں نقل کیا ہے اور اس روایت کی سند کو بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح کہا ہے۔

سیدہ۔سردار جنت

جناب حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے عشاء

Marfat.com

کی نماز کے وقت اپنی والدہ سے اجازت طلب کی کہ امی جان آپ اجازت دیں تو میں عشاء کی نماز حضور اکرم ﷺ کے ساتھ جا کر پڑھ آؤں اور آپ ﷺ سے آپ کے لئے بھی اور اپنے لئے بھی دعا کراؤں گا والدہ سے اجازت مل گئی تو میں مسجد میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کا شرف حاصل کیا۔ آپ ﷺ جماعت سے فارغ ہو کر گھر کی طرف چل پڑے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل پڑا مگر احتراماً بولا کچھ نہیں۔ آپ خود ہی ٹھہر گئے اور فرمایا حذیفہ۔ اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری ماں کو بخشے (سبحان اللہ بغیر عرض کئے خادم کے دل کی مراد پوری کر دی) اللہ کا ایک فرشتہ بارگاہ الوہیت سے اجازت لے کر مجھے سلام کرنے کو حاضر ہوا ہے اور مجھے یہ بشارت بھی سنائی ہے کہ "فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ" (ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱۹) کہ فاطمہ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہوگی۔

حضور کی آخری سرگوشی

نیز ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے کہ جب سید العالمین ﷺ کے انتقال شریف کا وقت قریب آیا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور جیسی پیاری پیاری چال چلتی ہوئی تشریف لائیں اور آ کر آپ ﷺ کی داہنی طرف بیٹھ گئیں۔ سرکار نے آپ کے کان میں آہستگی سے کوئی بات کہی تو آپ رونے لگیں پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ بیٹی تو کیوں روتی ہے؟ پھر آپ نے سیدہ کے کان میں کوئی بات کی تو آپ مسکرانے لگیں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے آج تک کسی کو اتنی جلدی رونے کے بعد ہنستے ہوئے نہیں دیکھا بعد میں میں نے سیدہ سے اس رونے اور ہنسنے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا

Marfat.com

جو بات رسول اللہ نے مجھ سے خفیہ طور پر کی ہے میں اس کو ظاہر نہیں کرنا چاہتی ۔سرکار دو عالم کے انتقال شریف کے بعد میں نے پھر سیدہ فاطمہ سے پوچھا اور میں نے کہا بیٹی جو میرا (ماں ہونے کا) تجھ پر حق ہے میں اس کا واسطہ دیتی ہوں حضور کی آخری باتیں بتا دے خصائص نسائی حدیث ۱۳۲) تو آپ نے بتایا کہ حضور نے پہلے میرے کان میں فرمایا بیٹی ہر سال جبریل امین مجھ سے ایک مرتبہ قرآن کریم کا دور فرماتے تھے لیکن اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ قرآن کریم کا دور کیا ہے اور میر اخیال ہے کہ میرے انتقال کا وقت قریب آگیا ہے یہ سن کر میں رونے لگی پھر آپ ﷺ نے دوبارہ بلایا اور میرے کان میں فرمایا بیٹی نہ رو میرے اہل بیت میں سے تو سب سے پہلے انتقال کر کے میرے پاس آئے گی (خصائص نسائی حدیث ۱۲۹) سیدہ فرماتی ہیں پھر آپ نے فرمایا۔اَمَا تَرْضِيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَاءِ الْمُوْمِنِيْنَ فَضَحِكْتُ لِذَالِكَ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۲، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۰، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۶، دلائل النبوۃ بیہقی جلد ۷ صفحہ ۷۸، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۰، مستدرک جلد ۳ صفحہ ۳۸۱، الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۹۸، الاستیعاب جلد ۴ صفحہ ۳۷۹، خصائص نسائی حدیث ۱۲۷) یعنی بیٹی کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تو جنت کی عورتوں کی سردار ہو گی یا فرمایا۔ ایمان والی عورتوں کی سردار ہو گی۔اس پر میں مسکرانے لگی (جنت کی عورتیں اور ایمان دار عورتیں ایک ہی بات ہے کیونکہ جنت میں وہی عورتیں جائیں گی جو ایماندار ہوں گی) نیز آپ کا فرمان ہے۔''اِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِ بَيْتِيْ لِحَاقَابِيْ'' بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۲، صفحہ ۵۲۷، صفحہ ۶۴ ۳، اور مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۱، خصائص نسائی حدیث ۱۲۷) یعنی

Marfat.com

میری اہل بیت میں سے تو سب سے پہلے وصال فرما کے میرے پاس آئے گی۔ اس سے علم مصطفٰے ﷺ کا بھی اظہار ہو رہا ہے اور علم غیب میں سے بھی "علوم خمسہ" کی قسم کا۔ یعنی آپ کو خدائی عطا سے یہ بھی علم ہے کہ کس کی کتنی عمر ہے اور کون پہلے انتقال فرمائے گا۔ اور کون بعد میں اور اس بات کی نسبت آپ نے کسی فرشتے کی طرف بھی نہیں فرمائی۔ سبحان اللہ

سیدہ۔ میدان محشر میں

جنت میں تو اور لوگ بھی جائیں گے لیکن سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہاں بھی خدا کے فضل اور حضور کی نسبت کی وجہ سے اس امتیازی شان سے تشریف لے جائیں گی کہ نہ کوئی ان سے پہلے اس طرح گزرا ہوگا۔ اور نہ کوئی بعد میں گزرے گا۔ حدیث شریف میں ہے۔ "اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَةِ نَادٰی مُنَادٍ (مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ) مِنْ بَطْنَانِ الْعَرْشِ یَا اَھْلَ الْجَمْعِ نَکِّسُوْا رُؤُوْسَکُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ (فَاِنَّ ھٰذِہٖ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ ﷺ تُرِیْدُ اَنْ تَمُرَّ عَلَی الصِّرَاطِ) حَتّٰی تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَی الصِّرَاطِ (کَالْبَرْقِ) (فیض القدیر شرح جامع صغیر جلد اصفحہ ۴۲۰، نور الابصار صفحہ ۵۱، اسعاف الراغبین صفحہ ۱۸۶، زرقانی علی المواہب، تعقبات جوزی صفحہ ۷۱، مستدرک،) کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن ایک فرشتہ پردے کے پیچھے سے عرش معلّٰی کی طرف سے آواز دے گا۔ اے دنیا والو اپنے سروں کو جھکا لو اور اپنی آنکھیں بند کر لو۔ کیونکہ حبیب خدا ﷺ کی پیاری شہزادی پل صراط سے گزرنا چاہتی ہیں (چنانچہ خدا کے حکم سے تمام کائنات سر جھکا لے گی۔ اور آنکھیں بند کر لے گی) تو سیدہ

Marfat.com

بجلی کی سی تیزی سے پل صراط پر سے گزر جائیں گی۔ سبحان اللہ۔ آپ خدا کی کتنی پیاری بندی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مزاج اور کردار کے مطابق میدان محشر میں بھی آپ کے پردے کا اس درجہ اہتمام والتزام فرمایا ہے قارئین کرام ذرا ایمان سے فیصلہ کریں کہ جس کے پردے کا خالق کائنات بھی اتنا لحاظ فرماتا ہو۔ کیا وہ سیدہ طیبہ ،طاہرہ، بتول وزہرہ رضی اللہ عنہا دنیا کے معمولی مال کی خاطر غیر محرم لوگوں کے دربار میں جاسکتی ہیں نیز یہ بات حضرت علی کی غیرت نے کس طرح گوارہ کر لی۔ امام حاکم نے اس روایت کو نقل فرمانے کے بعد فرمایا۔ "صحیح علی شرط الشیخین" یعنی یہ روایت امام بخاری اور امام مسلم دونوں محدثوں کی شرط کے مطابق صحیح ہے تعقبات جوزی صفحہ ۱۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ حَسْبُکَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِیْنَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ خُدَیْجَةُ بنت خُوَیْلِدٍ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَ آسِیَةُ اِمْرَأۃُ فِرْعَوْنَ ھٰذا حدیث صحیح (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۹، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵) قیامت تک کے لوگو۔ اگر دنیا کی کسی عورت کے تقویٰ وزہد اس کے فضائل ومناقب اور اس کی ذات کے قابل اتباع ہونے کا ذکر کرنا ہو تو زمانے کی چار عورتوں کا ذکر کافی ہے ۱ سیدہ مریم علیہا السلام (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ) ۲ حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو فرعون مردود کے گھر میں رہ کر بھی ایمان پر قائم رہیں) ۳ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جناب رسول کریم ﷺ کی پہلی زوجہ محترمہ اور آزاد عورتوں میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والی ہستی) ۴ سیدہ زاہدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا خاتون جنت سلام اللہ علیہا (جناب رسول کریم ﷺ کی سب

Marfat.com

سے چھوٹی صاحبزادی، جناب امام حسن اور جناب امام حسین رضی اللہ عنہما کی والدہ محترمہ اور جناب علی المرتضےٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ)

سیدہ کے خادم فرشتے

سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ کی وہ پیاری بندی ہیں کہ آپ ہمیشہ اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھیں اور اگر کبھی آپ کو کوئی اور مجبوری کا کام بھی ہوتا اور چکی بھی پیسنا ہوتی تو آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرما دیتیں اور اللہ کے فرشتے سیدہ کی خدمت اور معاونت کے لئے حاضر ہو جاتے تھے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ علامہ ابن حجر مکی نے نقل کیا ہے "اَنَّہٗ ﷺ اَرْسَلَ اَبَاذَرٍّ یُنَادِیْ عَلِیًّا فَرَآی رَحًی تُطْحَنُ فِیْ بَیْتِہٖ وَلَیْسَ مَعَھَا اَحَدٌ فَاَخْبَرَ النَّبِیَّ ﷺ بِذَالِکَ فَقَالَ یَا اَبَاذَرٍّ اَمَا عَلِمْتَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلَائِکَۃٌ سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَدْ وُکِّلُوْا بِمَعُوْنَۃِ آلِ مُحَمَّدٍ ﷺ (صواعق محرقہ صفحہ ۱۷۶) یعنی ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ نے حضرت ابوذر غفاری کو جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلانے کے لئے بھیجا۔ جب جناب ابوذر دروازہ مرتضوی پر پہنچے تو دیکھا کہ صحن میں چکی چل رہی ہے اور کوئی بھی اس کے پاس چلانے والا نہیں ہے جب جناب ابوذر واپس آئے تو تمام واقعہ بارگاہ محبوبی میں عرض کیا تو سرور دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ابوذر۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور جب کبھی آل محمد کو کوئی خدمت کی ضرورت ہو لو وہ ان کی معاونت کرتے ہیں (یعنی چکی خود بخود نہیں اسے فرشتہ چلا رہا تھا سبحان اللہ۔ حدیث مصطفےٰ ﷺ پر دقیق نگاہ رکھنے والے کو اس واقعہ کو ماننے میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی کیونکہ احادیث میں بلکہ خود قرآن پاک میں

Marfat.com

ملائکہ کے ذریعے اللہ والوں کی امداد استعانت ثابت ہے نیز حدیث شریف میں ہے
۔اَلْمُؤْمِنُ اَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ بَعْضِ مَلَائِكَتِهٖ ۔(ابن ماجہ ، مشکوٰۃ
صفحہ ۵۰۲) یعنی کامل ایمان والا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک عام فرشتوں سے زیادہ
عزت و مرتبے والا ہوتا ہے اور یہ عام ہوتا ہے کہ کوئی آقا اپنے کسی خصوصی خادم کی
خدمت کیلئے کسی عام خادم کو حکم فرما دے۔لہٰذا اس واقعے میں کوئی استبعاد نہیں ہے۔

زہرا، بتول، طاہرہ۔ان کے خطاب ہیں حجرے میں ان کے حور و ملک باریاب ہیں

سیدہ۔ نبی کے جگر کا ٹکڑا

ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ نے سیدہ کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار اور رامت کو
ان الفاظ میں تنبیہ فرمائی۔اِنَّ فَاطِمَةَ بُضْعَةٌ مِنِّيْ وَاِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ يَسُوْءَ هَا
(بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۸) فَمَنْ اَغْضَبَهَا فَقَدْ اَغْضَبَنِيْ (بخاری جلد ۱
صفحہ ۵۳۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۶، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۰) يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا
وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا هٰكَذَا ۔ بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۸۶، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۹۰، ابوداؤد
جلد ۱ صفحہ ۲۸۳، مستدرک جلد ۴ صفحہ ۱۵۹، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۰) وَيَنْصِبُنِيْ مَا اَنْصَبَهَا
.هذا حديث صحيح (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۷) وَمَنْ آذَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ
فَقَدْ حَبَطَ عَمَلُهٗ (خصائص نسائی حدیث ۱۳۳) یقیناً فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ
(میرے جگر کا ٹکڑا) ہے اور میں یہ بات گوارا نہیں کر سکتا کہ میری لخت جگر کو کوئی
صدمہ پہنچے۔جس نے میری پیاری فاطمہ کو غصے کیا۔یقیناً اس نے مجھے غصے کیا اور
جس نے پیاری فاطمہ کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے انہیں کسی قسم کی
تکلیف پہنچائی اس نے در حقیقت مجھے تکلیف پہنچائی۔ایک دفعہ ارشاد فرمایا۔هِيَ

Marfat.com

قَلْبِیْ وَرُوْحِیْ (نورالابصار صفحہ ۵۶) یہ فاطمہ میرا دل ہے اور میری جان ہے ایک دفعہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ یَغْضَبُ بِغَضَبِ فَاطِمَۃَ وَیَرْضٰی بِرَضَائِھَا ۔ مستدرک جلد۳ صفحہ ۱۵۴، تہذیب التہذیب جلد ۱۲ صفحہ ۴۴۲، الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۷۸) یعنی میری دختر نیک اختر پیاری فاطمہ بارگاہ خداوندی میں اتنی مقبول ہے کہ اس کے راضی ہونے سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہو جاتا ہے اور اس کے ناراض ہونے سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتا ہے۔ ایک دفعہ فرمایا۔ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ آذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ ۔ (اسعاف الراغبین صفحہ ۱۲۳) مسند فردوس) یونی جو بدبخت میری عترت کے بارے میں مجھے ایذا دے گا اللہ تعالیٰ اس ظالم پر بہت سخت ناراض ہوگا۔ نعوذ باللہ من ذالک .

سیدہ۔ قبر نبوی پر

آپ کی اسی محبت کا تقاضا تھا کہ جب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال پر ملال ہوا تو سیدہ قبر نبوی پر گئیں "فَاَخَذَتْ قَبْضَۃً مِنْ تُرَابِ الْقَبْرِ فَوَضَعَتْہُ عَلٰی عَیْنَیْھَا وَبَکَتْ وَ اَنْشَدَتْ.

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَا ۔۔۔ اَنْ لَّا یَشُمَّ مَدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا
صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا ۔۔۔ صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

(زرقانی علی المواہب جلد ۸ صفحہ ۲۹۳، مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۴۴۲) اور آپ نے قبر نبوی سے مٹی کی ایک مٹھی لی اور اس کو اپنی آنکھوں پر رکھا اور آپ رونے لگیں پھر آپ نے یہ شعر کہے جس شخص نے حضور اکرم ﷺ کی قبر انور کی مٹی کو سونگھا عرصہ دراز تک اس کو پھر کسی خوشبو کو سونگھنے کی ضرورت نہیں اور مجھ پر ایسی مصیبتیں آپڑی ہیں کہ

Marfat.com

اگر وہ مصیبتیں دنوں پر پڑتیں تو وہ رات ہو جاتے۔ اور اس صدمہ جانکاہ کو ایسا دل سے لگایا کہ۔ مَارَأَیْتُ فَاطِمَةَ ضَاحِکَةً بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا یَوْمًا اِفْتَرَتْ بِطَرْفِ نَابِهَا قَالَ وَمَکَثَتْ بَعْدَهٗ سِتَّةَ اَشْهُرٍ۔ (حلیۃ الاولیاء جلد ۲ صفحہ ۴۳، الاستیعاب جلد ۴ صفحہ ۳۷۵) یعنی سید عالم ﷺ کی وصال شریف کے بعد سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کبھی نہیں ہنسیں۔ ہاں البتہ جب آپ بہت سخت بیمار ہو گئیں اور زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی تو اس وقت خوش تھیں کہ اب یہ امتحان ختم ہونے والا ہے اور جلد ہی اپنے والد ماجد، اپنے دل کے قرار جناب محمد مصطفٰے ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والی ہوں اور آپ رسول خدا کے انتقال کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون.

سیدہ کو اپنے پردے کا فکر

جناب ابوبکر صدیق کی بیوی جنابہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان پریشانی کے لمحات میں بھی سیدہ کی مونس وغمگسار تھیں۔ اس شرم وحیا کی پیکر۔ اس عفت وعصمت کی مجسمہ سیدہ کائنات کو اس آخری وقت میں بھی فکر تھی تو اپنی عفت ونزہت کی۔ سیدہ فرمانے لگیں۔ اسماء جب کوئی عورت فوت ہو جاتی ہے اور اس کا جنازہ لے کر چلتے ہیں تو ساتھ غیر محرم مرد بھی ہوتے ہیں اور ان غیر محرم مردوں کی نظریں عورت کے جسم پر پڑتی ہیں مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی۔ میں چاہتی ہوں کہ کوئی ایسی ترکیب کی جائے کہ میرے جسم کا باہر سے بالکل پتہ ہی نہ چلے۔ حضرت اسماء نے عرض کی "یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَلَا اُرِیْکِ شَیْئًا رَاَیْتُهٗ بِاَرْضِ الْحَبْشَةِ فَدَعَتْ بِجَرَائِدَ رَطْبَةٍ فَحَنَتْهَا ثُمَّ طَرَحَتْ عَلَیْهَا ثَوْبًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ مَا اَحْسَنَ هٰذَا

Marfat.com

وَاجْمَلَهُ تُعْرَفُ بِهِ الْمَرْاَةُ مِنَ الرَّجُلِ فَاِذَا اَنَامِتُّ فَاغْسِلِيْنِيْ اَنْتِ وَعَلِيٌّ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيَّ اَحَدٌ (وَلَا تَدْخِلِيْ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ غَسَلَهَا عَلِيٌّ وَاَسْمَاءُ رضی اللہ تعالیٰ عنہما (تہذیب التہذیب جلد ۱۲ صفحہ ۴۴۲، رحمۃ للعالمین۔ قاضی سلیمان اہلحدیث جلد ۲ صفحہ ۱۳۲، حلیۃ الاولیاء جلد ۲ صفحہ ۴۳، خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۲۷۲) یعنی سیدہ جب میں نے ملک حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی تو وہاں میں نے لوگوں کو عورتوں کے لئے ایک باپردہ ڈولی سی بناتے دیکھا ہے اگر آپ فرمائیں تو میں وہ آپ کو بنا کر دکھاؤں؟ سیدہ نے اجازت دی تو حضرت اسماء نے کھجور کی چند تازہ شاخیں منگوائیں اور ان کو ایک چارپائی کے اردگرد باندھ دیا پھر ان شاخوں کو اوپر سے پکڑ کر آپس میں باندھ دیا۔ پھر اوپر ایک کپڑا ڈال دی۔ سیدہ نے دیکھا تو بہت خوش ہوئیں اور فرمایا یہ کتنی اچھی ہے اور اس طرح مرد کے جنازے سے عورت کے جنازے کا امتیاز بھی ہوتا ہے پھر فرمانے لگیں اسماء جب میرا وصال ہو جائے تو۔ تو اور جناب علی مل کر مجھے غسل دینا۔ تم دونوں کے علاوہ میرے غسل کے وقت اور کوئی نزدیک نہ آئے چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو حضرت علی اور حضرت اسماء ہی نے مل کر غسل دیا (وہ اس طرح کہ حضرت علی پانی دیتے جاتے تھے اور حضرت اسماء غسل دیتی جاتی تھیں) سیدہ کی اس وصیت کا ذکر ''الاصابہ فی تمیزا لصحابہ جلد ۴ صفحہ ۳۹۸ اور استیعاب جلد ۴ صفحہ ۳۷۹ پر بھی ہے سبحان اللہ.

سیدہ کا آخری غسل

قربان جائیں اس سچی اور مخلص خادمہ کے کہ ''فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ جَاءَتْ عَائِشَةُ تَدْخُلُ فَقَالَتْ اَسْمَاءُ لَا تَدْخُلِيْ (فَشَكَتْ) اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ اِنَّ هٰذِهِ

Marfat.com

الْخَثْعَمِيَّةُ تَحُوْلُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَدْ جَعَلْتُ لَهَا مِثْلَ هَوْدَجِ الْعُرُوْسِ فَجَلَّهَا اَبُوْبَكْرٍ فَوَقَفَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ يَا اَسْمَاءُ مَا حَمَلَكِ عَلٰى اَنْ مَنَعْتِ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ اَنْ يَدْخُلْنَ عَلٰى بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ جَعَلْتِ لَهَا مِثْلَ هَودَجِ الْعُرُوْسِ فَقَالَتْ اَمَرَتْنِيْ اَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَيْهَا اَحَدٌ وَاَرَيْتُهَا هٰذَا الَّذِيْ صَنَعْتُ وَهِيَ حَيَّةٌ فَاَمَرَتْنِيْ اَنْ اَصْنَعَ ذَالِكَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَاصْنَعِيْ مَا اَمَرَتْكِ (الاستیعاب جلد۴ صفحہ ۳۷۹)

جب سیدہ کا انتقال ہو گیا تو آپ کی وصیت کے مطابق حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے غسل کا انتظام شروع کر دیا ادھر جب سیدہ کے انتقال کی خبر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچی تو آپ دوڑتی ہوئی آئیں اور آپ نے سیدہ کے غسل میں شریک ہونا چاہا تو حضرت اسماء نے روک دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا افسردہ ہو کر جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اپنے والد ماجد) کے پاس شکایت لے کر گئیں۔ جناب ابو بکر صدیق۔ سیدہ کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور زور سے اپنی بیوی کو باہر ہی سے آواز دی اسماء تم (اپنی بیٹی اور جناب رسول اللہ ﷺ کی بیوی کو جناب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے پاس جانے سے کیوں روکتی ہو اور تم نے وہ ڈولی سی کیا تیار کی ہے (ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا تھا) حضرت اسماء نے اندر ہی سے جواب دیا۔ جو ڈولی میں نے بنائی ہے وہ سیدہ کی زندگی میں ہی میں نے آپ کو بنا کر دکھائی تھی تو آپ نے فرمایا تھا میری لئے ایسی ہی ڈولی بنا کر اس میں میرا جنازہ رکھنا۔ باقی (سیدہ کے غسل میں اپنی بیٹی کو اور) رسول اللہ کی بیوی کو جو میں شریک نہیں کر رہی تو

Marfat.com

اس کی وجہ یہ ہے کہ سیدہ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ اسماء تیرے اور جناب علی المرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے علاوہ اور کوئی میرے غسل میں شامل نہ ہو۔ تو جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باہر سے ہی فرما دیا اسماء جس طرح تجھے سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے حکم دیا گیا ہے تو اسی طرح کر" (ہم آپ کی وصیت کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں) قربان جائیں اس خاندان کے۔ کہ بیٹی سیدہ کی خدمت کے لئے بے چین ہے۔ ماں سارے رشتے بھلا کر صرف سیدہ کے حکم کو سینے سے لگا کر بیٹھی ہے باپ جو پہلے بیٹی کی بات سن کر اپنی بیوی پر غصہ میں بھرے آئے تھے وہ بھی سیدہ کا حکم سن کر سب کچھ بھول گئے اور پیارے محبوب ﷺ کی پیاری لخت جگر نور نظر کا بیان سن کر وہیں۔ سمعنا و اطعنا کہہ کر بیٹھ گئے بلکہ اپنی بیوی کو خود حکم فرما دیا کہ تم ویسے ہی کرنا جیسے سیدہ نے تمہیں حکم فرمایا ہے۔ اللہ اکبر۔ ہے کوئی دل والا جو تعصب کی عینک اتار کر اس واقعہ کو بار بار پڑھے اور پھر محسوس کرے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھرانہ کو اہل بیت کرام علیہم الرضوان سے کتنی محبت اور عقیدت تھی۔ یہ گھرانہ اہل بیت کرام کا کیسا خادم تھا اور اہل بیت کرام بھی اس گھرانے پر کتنا اعتماد کرتے تھے۔ یقیناً کوئی عقل مند جو کہ تعصب اور عناد سے پاک ہو۔ وہ یہ واقعہ پڑھ کر کبھی سوچ بھی نہیں سکتا کہ اہل بیت کرام اور جناب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان کوئی اختلاف یا ناراضگی تھی بلکہ وہ تو آپس میں ایک کنبے کی طرح رہتے تھے اور بقول قرآن کریم وہ "رحماء بینہم" کی مکمل و اکمل تفسیر اور تصویر تھے۔ نیز نبی کریم ﷺ نے پہلے ہی ارشاد فرمایا تھا۔ فَاطِمَةُ صَدِيْقَةٌ لَمْ يَغْسِلْهَا اِلَّا صَدِيْقٌ (لغات الحدیث جلد ۳ صفحہ ۳۰) یعنی

Marfat.com

میری بیٹی فاطمہ ''صدیقہ'' ہے لہٰذا اسے غسل بھی کوئی صدیق ہی دے سکتا ہے (جو کہ محرم بھی ہو)۔ چنانچہ سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسل میں شامل ہوئے۔

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

بزرگی کس قدر ثابت ہوئی اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تیری تیری عفت کی خود اس ذات برتر نے شہادت دی دنیا جانتی ہے کہ کوئی معزز و مکرم شخص اپنا نکاح کسی غلط عورت یا کسی غلط اور برے خاندان میں کرنا پسند نہیں کرتا۔ لہٰذا اس اعتبار سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھی بہت فضیلت نکلتی ہے کہ کائنات کے تاجدار نے انہیں اپنی زوجیت میں قبول فرمایا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے گھرانے کی بھی شان نکلتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس خاندان میں نکاح کرنا پسند فرمایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ نے خود رشتہ طلب فرمایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو یہ بھی فرما دیا گیا تھا '' هٰذِهٖ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ '' (بخاری جلد۲ صفحہ ۵۳۲، ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۲۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۸، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۶ وغیرہ) یعنی اے محبوب ﷺ یہ عائشہ دنیا میں بھی آپ کی بیوی ہے اور جنت میں بھی یہ آپ کی بیوی ہوں گی۔ سبحان اللہ۔ ایک مرتبہ بعض ازواج مطہرات نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن کی وساطت سے بارگاہ محبوبی میں عرض کی حضور۔ آپ حضرت عائشہ سے زیادہ محبت فرماتے ہیں ہم بھی ویسے ہی التفات کی خواہاں ہیں۔ آپ نے جواباً فرمایا۔ '' لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِيْ وَأَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةَ '' (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۲، مسلم جلد۲ صفحہ ۲۸۵، ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۲۷، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵) اے ام سلمہ

Marfat.com

۔عائشہ کے خلاف بات کر کے مجھے ایذا نہ دو ۔اپنی ازواج مطہرات میں سے (حضرت) عائشہ کے علاوہ کسی کے بستر پر بھی مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی ۔چنانچہ حضرت ام سلمہ خاموشی سے واپس چلی گئیں پھر ان ہی ازواج مطہرات نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اپنی طرف سے بارگاہ محبوبی میں عرض پیش کرنے کے لئے بھیجا ۔سیدہ نے عرض پیش کی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا "یَابُنَیَّۃَ اَلَاتُحِبِّیْنَ مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰی قَالَ فَاَحِبِّیْ ھٰذِہٖ (بخاری جلد ا صفحہ ۵۳۲، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۸۵، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵ وغیرہ) یعنی ۔اے بیٹی ۔کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی جس سے میں محبت رکھتا ہوں ۔سیدہ نے دست بستہ عرض کی آقا کیوں نہیں ۔ابا حضور جس سے آپ محبت فرماتے ہیں میں بھی اس سے ضرور محبت رکھوں گی ۔تو آپ نے فرمایا ۔بیٹی پھر عائشہ سے محبت رکھ (کیونکہ میں عائشہ سے محبت فرماتا ہوں) سبحان اللہ اس روایت سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ حضور اکرم ﷺ بھی حضرت عائشہ سے محبت فرماتے تھے اور سیدہ خاتون جنت بھی حضرت عائشہ سے محبت فرماتی تھیں نیز ام المومنین جنابہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق کسی طرح کی بھی اعتراضی بات کرنے سے اللہ کے رسول کو ایذا پہنچتی ہے اور قرآن کا فیصلہ ہے کہ اللہ کے رسول کو ایذا دینے والا دنیا و آخرت میں لعنتی اور جہنمی ہے لہٰذا اس حدیث شریف کے مطابق ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گستاخ پکا لعنتی اور یقینی دوزخی ہے نعوذ باللہ من ذالک ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا ۔یَا عَائِشُ ھٰذَا جِبْرِیْلُ یَقْرَئُکِ السَّلَامُ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۱۵، ۹۲۳، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۸۷، ترمذی جلد ۲

Marfat.com

صفحہ ۹۴، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۰، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۵ وغیرہ) یعنی اے پیاری عائشہ۔ یہ جبریل حاضر ہوئے ہیں اور تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔ سبحان اللہ۔ بہر حال ام المومنین جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل میں کئی آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ موجود ہیں لیکن اختصار ملحوظ ہے اسی طرح آپ کی باقی ازواج مطہرات بھی نسبت زوجیت کے سبب سے بہت بلند عظمت وشان کی مالک ہیں۔ خود قرآن مجید کا فرمان ہے" یَانِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے نبی ﷺ کی بیویو دنیا کی کوئی بھی عورت (زوجیت کے لحاظ سے) تم جیسی نہیں ہے (احزاب جلد ۳۲) یعنی جو حرم رسول اور ام المومنین ہونے کا شرف تمہیں حاصل ہے وہ کائنات کی کسی اور عورت کو حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا اس شرف میں تم دنیا جہاں کی تمام عورتوں سے افضل ہو۔

باغ فدک کا مسئلہ

کوئی عقل مند اور صاحب ایمان شخص کبھی یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ اپنے جنازے کی اتنی پردہ داری فرمانے والی ہستی حقیر مال دنیا کی خاطر غیر محرم مردوں کے سامنے بھی بھرے دربار میں بھی جا سکتی ہیں اور پھر آپ کا ایک لقب "بتول" بھی ہے اور بتول کا معنی ہے "دنیا سے مکمل طور پر بے نیاز" اور اگر آپ واقعی بتول تھیں جیسا کہ ہیں تو پھر دنیا کے پیچھے آپ کو درباروں میں پہنچانا کسی ایسے شخص کا کارنامہ ہے جو آپ کی عفت وعصمت اور مقام "بتول" کا منکر ہے۔ ہاں اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے کسی خادمہ کو دربار صدیقی میں بھیجا تھا جیسا کہ بخاری شریف میں بھی ہے" اِنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ النَّبِیِّ ﷺ اَرْسَلَتْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ جلد ا

Marfat.com

صفحہ ۵۲۶ وغیرہ) تو جب سیدہ نے دربار صدیقی میں کسی خادم کو اور بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وساطت سے پیغام پہنچایا تو خلیفۃ الرسول جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ "قَالَ لَانُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" (بخاری جلد ا صفحہ ۴۳۵، صفحہ ۵۲۶، ۶۰۹، ۹۹۵) اِنَّمَا يَاْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا لْمَالِ وَاِنِّي وَاللّٰهِ لَا اُغَيِّرُ شَيْئاً مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا عْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم (بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۰۹) لَسْتُ تَارِكًا شَيْئاً كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَعْمَلُ بِهٖ اِلَّا اِنِّي عَمِلْتُ بِهٖ فَاِنِّي اَخْشٰى اِنْ تَرَكْتُ شَيْئاً مِنْ اَمْرِهٖ اَنْ اَزِيْغَ (بخاری شریف جلد ا صفحہ ۴۳۵) یعنی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان فیض نشان ہے کہ ہم انبیاء کرام کا کوئی مالی وارث نہیں ہوتا ہم جو بھی چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ (ہمارا ورثہ صرف علم ہوتا ہے لہٰذا میرے وارث صرف علما ہیں) باقی اس مال میں سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کا پورے سال کا خرچہ نکال لیتے تھے اور بقیہ مال مسلمانوں کی ضرورت اور سامان جنگ پر صرف فرماتے تھے (جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَاْخُذُ مَابَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ بِذَالِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَيَاتَهٗ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۰۶، شرح نہج البلاغہ ابن میثم بحرانی صفحہ ۵۴۳) یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال میں سے اپنے اہل بیت کرام کا پورے سال کا خرچہ لے لیا کرتے تھے اور باقی مال کو بیت المال میں جمع فرما دیا

Marfat.com

کرتے تھے اور خدا کی قسم میں اس مال کے بارے میں جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم اور طریقے کو کبھی نہیں بدلوں گا۔ اور میں کوئی ایسا طریقہ اختیار نہیں کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہے اور ہر وہ کام ضرور کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ کیونکہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کا طریقہ چھوڑ دیا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ سبحان اللہ۔ کوئی انصاف پسند، بغض صحابہ سے پاک ذہن والا شخص اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر یہ کہہ سکتا ہے کہ ان الفاظ میں جناب ابوبکر صدیق نے کوئی غلطی کی ہے۔ یا ان باتوں میں سے کوئی بات ناراض ہونے والی بھی ہے۔ اس بات پر تو سیدہ خوش ہوئی ہوں گی کہ انہوں نے میرے والد ماجد ہی کا طریقہ اختیار کیا ہوا ہے اور اگر تمام زندگی جناب رسول اللہ ﷺ ایک طریقہ پر عمل فرماتے رہے ہیں تو بعد میں اسی طریقے پر چلنے والا معتوب کیوں کر ہوگا اور پھر یہ حدیث وراثت جو جناب ابوبکر نے سنائی ہے یہ بخاری شریف ہی میں اور الفاظ کے ساتھ کئی اور مقامات پر بھی موجود ہے۔ مثلاً فرمان رسالت ہے۔ لَا تَقْتَسِمُ وَرَثَتِیْ دِیْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا مَاتَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِیْ وَمُؤْنَتُ عَامِلِیْ فَهُوَ صَدَقَةٌ (بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۸۹، ۴۳۷، ۹۹۶) مَاتَرَكَ النَّبِیُّ ﷺ اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَیْضَاءَ وَسَلَاحَهُ وَاَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۰۲، ۴۰۸) مَاتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ دِیْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً اِلَّا بَغْلَتَهُ الَّتِیْ كَانَ یَرْكَبُهَا وَسَلَاحَهُ وَاَرْضًا جَعَلَهَا لِاِبْنِ السَّبِیْلِ صَدَقَةً (بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۴۱) یعنی جناب رسول خدا ﷺ نے روپیہ، پیسہ، چاندی، سونا، غلام لونڈی وغیرہ کچھ بھی پیچھے نہ چھوڑا تھا۔ البتہ ایک آپ

Marfat.com

کی سواری کا جانور، آپ کا کچھ سامان حرب اور کچھ زمین تھی اور یہ سب کچھ آپ نے صدقہ کر دیا تھا۔ نیز جناب رسول کریم ﷺ کا فرمان ذیشان ہے درہم و دینار، سونا چاندی کو میری وراثت میں تقسیم نہ کرنا محاصل سے جو کچھ حاصل ہو اس میں سے میرے گھر والوں کا خرچہ اور عاملوں کی تنخواہ سے جو کچھ بچ رہے وہ سب صدقہ ہے۔

جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق

جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس حدیث کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ مثلاً صرف بخاری ہی میں جلد ۱ صفحہ ۴۳۶، جلد ۲ صفحہ ۵۷۵، ۹۶، ۱۰۸۶ وغیرہ پر موجود ہے کہ جناب سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تصدیق فرماتے ہیں کہ واقعی جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث شریف بیان فرمائی تھی۔

منکرین بھی قائل

نیز شیعہ کتب میں بھی مثلاً اصول کافی باب صفۃ العلم وفضلہ صفحہ ۱۶ اور باب العالم والمتعلم صفحہ ۱۷ میں جناب امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی حدیث بیان فرمائی ہے نیز یہ حدیث احتجاج طبرسی صفحہ ۶۴ اور من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۴ صفحہ ۳۴۶ وغیرہ پر بھی موجود ہے۔ اور یاد رہے اصول کافی شیعہ حضرات کے نزدیک حدیث کی سب سے بڑی اور سب سے صحیح کتاب ہے اور شیعہ حضرات کے نزدیک اس کتاب کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اس کتاب کا نام بھی حضرت امام مہدی ہی نے رکھا تھا اور آپ نے تمام کتاب پڑھ کر اس پر "ھٰذَا کَافٍ لِشِیعَتِنَا" (یہ کتاب ہمارے شیعوں کے لئے کافی ہے) کے الفاظ کے ساتھ مہر تصدیق بھی لگائی

Marfat.com

تھی بلکہ شیعہ کتاب شرح نہج البلاغہ میں تو یہ بھی ہے کہ ابوبکر غله و سود آنرا گرفته بقدر کفایت باهل بیت علیهم السلام میدا دو خلفاء بعد از وهم بران اسلوب رفتار نمودند (شرح نہج البلاغہ جلد ۵ صفحہ ۹۶۰ از سید علی نقی) یعنی جناب ابوبکر صدیق فدک کی آمدنی میں سے اہل بیت اطہار کو ان کی ضرورت کے مطابق سال بھر کا خرچہ پیش کیا کرتے تھے پھر اسی طرح بعد کے خلفاء بھی اہل بیت اطہار کی خدمت میں خرچہ پیش کرتے رہے۔ اسی طرح ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۲ پر بھی ہے وَكَانَ اَبُوبَكْرٍ يَاخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْ فَعُ اِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيهِمْ ۔ یعنی جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیبر کی آمدنی وصول کر کے اہل بیت کرام (حضور کی بیویاں اور حضرت علی کا گھرانہ) کو اتنا دیتے تھے جو ان کی ضرورت کے لئے کافی ہو جاتا تھا۔ تقریباً یہی عبارت۔ ابن میثم شرح نہج البلاغہ صفحہ ۵۴۳ اور درہ نجفیہ صفحہ ۳۳۲ پر بھی موجود ہے غالباً ان دلائل کے بعد تو کوئی انصاف پسند اور غیر متعصب شخص جناب سیدنا صدیق اکبر پر کوئی الزام نہیں لگا سکتا ، ہاں البتہ

آنکھیں اگر بند ہیں تو پھر دن بھی رات ہے — اس میں قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا

فدک اہل بیت کے تصرف میں

علاوہ ازیں حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ "فَكَانَتْ هٰذِهِ الصَّدَقَةُ بِيَدِ عَلِيٍّ مَنَعَهَا عَلِيٌّ عَبَّاسًا فَغَلَبَهٗ عَلَيْهَا ثُمَّ كَانَ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَ حَسَنِ بْنِ حَسَنٍ كِلَيْهِمَا كَانَا يَتَدَاوَلَانِهَا ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ وَهِيَ صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَقًّا

Marfat.com

(بخاری جلد۲ صفحہ ۵۷۶) یعنی اس زمین کا انتظام پہلے تو حضرت علی اور حضرت عباس کے سپرد تھا پھر حضرت علی اور حضرت عباس کا تنازعہ ہو گیا اور حضرت علی اکیلے اس کے منتظم بن گئے ان کے بعد یہ زمین ان کے بیٹے جناب امام حسن پھر جناب امام حسین پھر جناب امام زین العابدین اور حضرت حسن مثنیٰ پھر حضرت زید بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زیر انتظام رہی'' تو جب یہ زمین اور اس کا انتظام ہمیشہ حضرت علی کے گھرانے ہی میں رہا ہے تو پھر خلفاء ثلاثہ پر الزام کس بات کا؟ بلکہ حدیث شریف میں تو یہ بھی ہے۔ کہ ایک دفعہ جب سیدہ نے جناب رسول اللہ ﷺ سے فدک کی زمین انہیں ہبہ کر دینے کے لئے عرض کی تو جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فدک کی زمین ہبہ کر دینے سے انکار کر دیا تھا۔ حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں۔ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ کَانَتْ لَہٗ فَدَکٌ فَکَانَ یُنْفِقُ مِنْھَا وَیَعُوْدُ مِنْھَا عَلٰی صَغِیْرِ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَ یُزَوِّجُ مِنْھَا اَیِّمَھُمْ وَ اِنَّ فَاطِمَۃَ سَاَلَتْہُ اَنْ یَجْعَلَھَا لَھَا فَاَبٰی فَکَانَتْ کَذَالِکَ فِیْ حَیَاۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حَتّٰی مَضٰی لِسَبِیْلِہٖ فِیْ حَیَاتِہٖ (ابوداؤد جلد۲ صفحہ ۵۹، مشکوٰۃ صفحہ ۳۴۸، معجم البلدان صفحہ ۲۴۰ وغیرہ) اسی لئے بیہقی وقت ثناء اللہ پتی نے کہہ دیا۔ لَوْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَعْطَاھَا فَاطِمَۃَ لَمَا مَنَعَھَا عَنْھَا الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ لَاسِیَّمَا عَلِیٌّ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فِیْ خِلَافَتِہٖ (تفسیر مظہری جلد۵ صفحہ ۳۸) یعنی اگر جناب رسول خدا نے سیدہ کو وہ زمین ہبہ فرما دی ہوتی تو خلفاء راشدین کبھی بھی اس زمین کو سیدہ کے وارثوں کے حوالے کرنے میں دیر نہ کرتے بالخصوص حضرت علی اپنے دور خلافت میں تو فدک کی زمین کو ضرور اپنے

Marfat.com

قبضے میں لے لیتے اگر کوئی کہے کہ اہل بیت غصب شدہ چیز واپس نہیں لیتے تو عرض ہے کہ آپ کے خیال کے مطابق تو حضرت علی کی خلافت بھی غصب کر لی گئی تھی پھر وہ آپ نے کیوں قبول کر لی اور جو "غضبت فاطمۃ" والی روایت بیان کی جاتی ہے وہ "مدرج" روایت ہے۔ اس میں کسی راوی کے یہ الفاظ ہیں جو کبھی غلطی سے روایت میں داخل ہو گئے ہیں اور بعد میں پھر روایت در روایت اسی طرح آگے نقل در نقل ہوتے چلے آئے ہیں۔ ثبوت یہ ہے کہ یہ روایت بخاری شریف میں تقریباً پانچ مقامات پر ہے یعنی بخاری جلد ا صفحہ ۴۳۵، ۵۲۶ اور جلد ۲ صفحہ ۵۷۶، ۶۰۹ اور ۹۹۶ پر لیکن "غضبت" کے الفاظ صرف صفحہ ۴۳۵ اور ۶۰۹ پر ہیں باقی روایات میں ان الفاظ کا نام و نشان تک نہیں ہے اسی طرح باقی کتب احادیث میں بھی صرف ابن شہاب زہری کی روایت میں یہ الفاظ نظر آتے ہیں اس کے علاوہ یہ الفاظ کہیں نہیں ملتے لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ الفاظ اصل روایت کے نہیں ہیں بلکہ روای کا ادراج ہے باقی تمام مقامات پر اس طرح ہے کہ جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس جواب کے بعد سیدہ نے پھر کبھی بھی اس مسئلے پر گفتگو نہ فرمائی یعنی آپ کا اصولی جواب سن کر آپ بالکل مطمئن ہو گئیں اور یہ بات سمجھ میں بھی آتی ہے کہ جب جناب ابوبکر صدیق نے صحیح حدیث پیش کر دی تو پھر دوبارہ سیدہ اس مسئلے کو کیوں چھیڑتیں اور اگر فرض محال آپ ناراض ہو ہی گئی تھیں تو شیعہ سنی روایات میں موجود ہے کہ جناب ابوبکر صدیق نے جناب علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے ان کے گھر جا کر انہیں راضی کر لیا تھا اور سیدہ بالکل راضی ہو گئی تھیں۔ دیکھیں درنجفیہ شرح نہج البلاغہ صفحہ ۳۳۲، حدیدی شرح نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۶، شرح نہج البلاغہ از سید علی نقی

Marfat.com

جلد ۵ صفحہ ۹۶۰، ابن میثم شرح نہج البلاغہ جلد ۵ صفحہ ۵۴۳، ریاض النضرہ جلد ا صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷، البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۸۹، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۶ صفحہ ۳۰۱، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ ، زرقانی علی المواہب جلد ۷ صفحہ ۸، دلائل النبوۃ جلد ۷ صفحہ ۲۸۱، طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۲۷، فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۱۵۱ وغیرہ ۔اگر فرض محال سیدہ کسی بات پر ناراض ہوئیں پھر جناب ابوبکر نے گھر جا کر معذرت کر لی اور سیدہ راضی ہو گئی تھیں اور حدیث شریف ہے" انما الاعمال بالخواتیم "یعنی اعمال کا دارومدار خاتمے پر ہوتا ہے تو پھر اب تک یہ لوگ جناب صدیق اکبر پر کیوں ناراض ہیں۔ معلوم ہوا کہ انہیں سیدہ کے راضی یا ناراض ہونے کا کوئی فکر نہیں ہے بلکہ محض بغض صحابہ میں یہ لوگ اہل بیت اطہار کا نام استعمال کرتے ہیں باقی جب سیدہ ان پر راضی ہیں تو کسی اور کی ناراضگی کی کوئی حیثیت اور اہمیت بھی نہیں ہے۔ فاعتبروا یا اولو الالباب.

حضور اکرم ﷺ کا معمول

ایک حدیث شریف میں ان تمام اموال فے میں نبی کریم ﷺ کا معمول اس طرح بیان کیا گیا ہے کَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ثلاث صَفَایَا بَنُوا النَّضِیْرِ وَ خَیْبَرُ وَ فَدَکُ فَاَمَّا بَنُو النَّضِیْرِ فَکَانَتْ حَبْسًا لِنَوَائِبِہٖ وَ اَمَّا فَدَکُ فَکَانَتْ حَبْسًا لِاَبْنَاءِ السَّبِیْلِ وَ اَمَّا خَیْبَرُ فَجَزَّاھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلَاثَةَ اَجْزَاءٍ جُزْئَیْنِ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَجُزْءً لِنَفَقَةِ اَھْلِہٖ فَمَا فَضَلَ عَنْ نَفَقَةِ اَھْلِہٖ جَعَلَهٗ بَیْنَ فُقَرَاءِ الْمُھَاجِرِیْنَ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۵۷) یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کی ملکیت میں تین زمینیں تھیں ا۔ بنو نضیر کی زمین۔ اس کی

Marfat.com

آمدن کو آپ اپنے خاص حوائج وضروریات کے لئے محفوظ رکھتے تھے اور فدک کی آمدنی کو آپ مسافروں پر خرچ فرماتے تھے اور خیبر کی آمدنی کے آپ تین حصے فرمالیا کرتے تھے ان میں سے دو حصے تو آپ مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کرتے تھے اور ایک حصہ اپنے اہل بیت کی ضروریات کے لئے بچار کھتے تھے اور اگر اہل بیت کے خرچہ کے بعد بھی کچھ بچ جاتا تو اسے بھی مہاجرین غرباء میں تقسیم فرمادیا کرتے تھے۔ ان تمام وضاحتوں کے باوجود اگر پھر بھی کوئی کہے کہ جی نہیں حضرت ابوبکر نے اہل بیت کی دشمنی کی وجہ سے انہیں فدک نہیں دیا تھا (معاذ اللہ) تو گذارش ہے کہ جب سیدہ کو جناب رسالت مآب ﷺ نے فدک دینے سے انکار کر دیا تھا تو جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ کو رسول کریم ﷺ کی مخالفت کر کے فدک کیسے دے سکتے تھے اور اگر جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دشمنی اہل بیت اطہار کا الزام ہے تو جناب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کیا کہو گے؟ اور پھر فدک مانگنے کا جہاں بھی ذکر ہے وہاں کسی اور عزیز کے ذریعہ سے دربار خلافت میں سیدہ کی طرف سے مطالبہ پہنچایا جاتا ہے کہیں بھی یہ مذکور نہیں ہے کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مطالبہ کیا ہو۔ معلوم ہوا کہ جناب حیدر کرار بھی اس حق میں نہیں تھے اور مولا علی شیر خدا کسی بھی مسئلہ میں کبھی بھی کسی وقتی مصلحت یا کسی کے خوف سے حق چھپانے یا کسی سے دبنے والے بھی نہیں تھے آپ تو شیر خدا ہیں۔ حیدر کرار ہیں اسد اللہ الغالب ہیں۔ آپ تو اکثر فرمایا کرتے تھے۔ اِنّی اِذَا اَبصرتُ شَیْئًا مُنکَرًا اَوْ قَدتُ نَارًا وَ دَعوتُ قنبرًا (رجال کشی صفحہ ۱۹۹) یعنی میں جب بھی کوئی خلاف شرع کام دیکھتا ہوں تو اس کے خلاف جہاد کی آگ بھڑکا دیتا ہوں

Marfat.com

اور اپنے خادم خصوصی قنبر کو بھی آواز دے دیتا ہوں۔ تو شیر خدا۔ اسد اللہ الغالب۔ حیدر کرار جیسے شجاع اور حق پرست باغیرت انسان سے یہ کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ معاذ اللہ آپ کی پردہ دار بیوی اپنا حق ورثہ مانگنے کے لئے درباروں میں جا کر کھڑی ہو اور آپ گھر ہی میں دبکے بیٹھے رہیں نعوذ بالله من ذالک ۔ ہمارا ایمان ۔ ہماری سوچ اور ہماری غیرت تو اس بات کو قبول ہی نہیں کرتی اور یقیناً ہم میں سے کوئی باغیرت شخص اپنے گھر کے متعلق بھی ایسا کبھی بھی گوارا نہیں کرے گا۔

حضور کا ترکہ اور ازواج رسول

علاوہ ازیں جناب رسول مقبول ﷺ کے وصال شریف کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے بھی دربار خلافت صدیقی میں جناب عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے اپنی وراثت زوجیت کا مطالبہ کرنا چاہا تھا (یاد رہے کہ ازواج مطہرات میں خود جناب ابوبکر صدیق کی صاحبزادی ام المومنین عائشہ صدیقہ اور جناب عمر فاروق کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل تھیں) لیکن ام المومنین عائشہ صدیقہ نے انہیں سمجھایا کہ ہمارے آقاء مولا جناب محمد مصطفےٰ نے فرمایا تھا۔ "ہم انبیاء کرام کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی ۔ ہم انبیاء جو کچھ بھی چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے" ہاں نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کا نان ونفقہ اس مال سے لیا جائے گا۔ (اور وہ ہمیں متواتر مل رہا ہے) پس نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات اپنے اس ارادے سے باز آگئیں (بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۷۶) ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۶۰ وغیرہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ جناب ابوبکر صدیق نے ازواج مطہرات کو بھی وراثت بنوی کا مروجہ حصہ عطا نہیں فرمایا تھا۔ سیدہ

Marfat.com

کوتو معاذ اللہ دشمنی کی بنا پر نہ دیا اپنی بیٹی کو تو کم از کم دے دیا ہوتا۔ نیز جناب عمر فاروق ہی اپنے دور خلافت میں اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ کو تو ان کا حصہ سے دیتے جس شریعت کے مطابق باپ کی جائیداد میں بیٹی کا حصہ ہوتا ہے اسی شریعت اور حکم قرآنی کے مطابق خاوند کے مال میں بیوی کا بھی حصہ ہوتا ہے حضور اکرم ﷺ کے مال میں اگر قانون وراثت جاری کرنا ہی ہے تو پھر بیویوں کو بھی ان کا حق ملنا چاہیے تھا یہ کس اسلام کا قانون ہے کہ بیٹی کو تو حصہ دیا جائے لیکن بیویوں کو محروم رکھا جائے **فافهمو ایا اولو الابصار** ۔لیکن نہیں ایسا نہیں ہوا۔ اور ہوتا بھی کیسے وہ عاشقان مصطفیٰ تو صرف فرمان مصطفیٰ پر قربان ہو رہے تھے بلکہ ایک شیعہ کتاب میں تو یہ بھی ہے کہ جناب ابوبکر صدیق نے عرض کی۔ آقا زادی۔ میرا تمام مال حاضر ہے اس میں سے آپ جتنا چاہیں لے لیں لیکن فیصلہ مصطفوی میں رد و بدل کرنے کی مجھ میں جرأت نہیں ہے (بیت الاحزان صفحہ ۱۲۶، حق الیقین صفحہ ۱۲۷، ناسخ التواریخ صفحہ ۱۲۸) القصہ مختصر۔ سیدہ خاتون جنت جناب ابوبکر صدیق سے بالکل راضی تھیں خوش تھیں اور جناب ابوبکر صدیق کے پورے گھرانے نے اہل بیت کی خدمت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی ۔ نیز جناب ابوبکر نے اہل بیت کا کوئی حق غصب نہیں کیا تھا بلکہ آپ نے وہی طریقہ برقرار رکھا۔ جو جناب رسول اللہ ﷺ کرتے رہے تھے اور جس کا آپ ﷺ نے حکم فرمایا تھا۔

امام زادے کا فیصلہ

چنانچہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہدایت نشان ہے "اَمَا اَنَا فَلَوْ کُنْتُ مَکَانَ اَبِی بَکْرٍ

Marfat.com

لَحَکَمْتُ بِمِثْلِ مَاحَکَمَ بِہٖ اَبُوْبَکْرٍ فِیْ فَدَکَ (سنن الکبری جلد ۶ صفحہ ۳۰۱، دلائل النبوۃ بیہقی جلد ۷ صفحہ ۲۸۱، صواعق محرقہ)، یعنی جب میری نانی جان سیدہ خاتون جنت علیہا السلام کی طرف سے دربار خلافت صدیق میں فدک کی وراثت کا مطالبہ کیا گیا تھا تو (جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنا بہترین فیصلہ فرمایا تھا کہ) اگر ان کی جگہ میں ہوتا تو میں بھی وہی فیصلہ کرتا جو جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا تھا۔ اللہ اکبر۔ فیصلۂ صدیقی کی صداقت اور حقانیت کی اس سے بڑی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو حق واضح ہو جانے پر اس کو مان لینے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اتباع اہل بیت پاک کر سکتے نہیں ۔۔۔ عشق کا دعویٰ ہے اور تقلید کر سکتے نہیں

وفات

سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۱ھ تین رمضان المبارک کو منگل کی رات اس دنیائے فانی سے انتقال فرما کر دار بقا کی طرف روانہ ہوئیں (الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۸۰، الاستیعاب بر حاشیہ الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۸۰، ابن الحدید شرح نہج البلاغہ جلد ۴ صفحہ ۸۲) اور آپ کی وصیت کے مطابق جناب ابوبکر صدیق کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس نے آپ کو غسل دیا اور جناب علی المرتضیٰ نے غسل میں ان کی معاونت فرمائی۔ چونکہ سیدہ کی خدمت کے لئے ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی آستانہ سیدہ پر حاضر تھیں جو کہ یقیناً جناب ابوبکر صدیق کی اجازت سے ہی آئی ہوئی تھیں۔ نیز بعد میں جنابہ عائشہ صدیقہ کو بمطابق وصیت سیدہ خاتون جنت سلام اللہ علیہا حضرت اسماء نے غسل سیدہ میں شریک نہ کیا

Marfat.com

تو وہ جناب ابوبکر کے ہاں شکوہ کناں ہوئیں اور آپ ان کے ساتھ سیدہ کے دروازے پر آئے اور اپنی بیوی سے گفتگو کی۔لہٰذا سیدہ کی بیماری، انتقال اور جنازہ کچھ بھی جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوشیدہ نہیں تھا اور چونکہ آپ کو پہلے ہی علم تھا اس لئے آپ کو پیغام بھیج کر بلانے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی ۔سیدہ کی وصیت کے مطابق رات کے وقت اندھیرے میں ہی آپ کا جنازہ اٹھایا گیا اور حضرت اسماء کی بنائی ہوئی آپ کی پسندیدہ اس ڈولی نما باپردہ چارپائی پر آپ کا جنازہ لے جایا گیا اور اسی وقت نماز جنازہ ادا کر کے آپ کو دفن کر دیا گیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون.

جنازہ کس نے پڑھایا

جنازہ پڑھانے کے متعلق مختلف اقوال ہیں بعض کا قول ہے کہ جنازہ حضرت عباس نے پڑھایا تھا۔بعض کا قول ہے کہ جنازہ جناب علی المرتضےٰ نے پڑھایا تھا اور بعض احادیث میں ہے کہ جنازہ حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت سے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا تھا روایت کے الفاظ ہیں۔

صلی ابوبکر الصدیق علی فاطمة بنت رسول الله ﷺ فکبر علیها اربعا ۔(طبقات ابن سعد جلد ۸ صفحہ ۲۹، الاصابہ جلد ۴ صفحہ ۳۷۹، بدائع الصنائع صفحہ ۳۱۳، ابن الحدید شرح نہج البلاغہ شیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۰، کنزالعمال جلد ۱۵ صفحہ ۷۰۹) اور یہ بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس وقت اصول یہ تھا کہ جو خلیفۂ وقت ہوتا تھا وہی دارالخلافہ کی مرکزی جامع مسجد میں امامت اور خطابت کے فرائض انجام دیتا تھا اور وہی وہاں کے جنازوں کی امامت بھی کرایا کرتا تھا بلکہ اگر

Marfat.com

فرض محال میت کے وارث اس حاکم وقت سے جنازہ نہ بھی پڑھوانا چاہتے تو پھر بھی اس اصول کے مطابق وہ اپنے جنازے اسی حاکم ہی سے پڑھواتے تھے جیسا کہ جب جناب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر سعید بن العاص تھے تو جب جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں جنازہ پڑھانے کے لئے آگے کیا تو فرمایا۔ اگر یہ طریقہ نہ ہوتا کہ یہاں حاکم وقت ہی امامت کرائے گا تو میں آپ کو امامت کرانے کے لئے نہ کہتا (بلکہ خود جنازہ پڑھاتا) عبارت اس طرح ہے۔ رُوِیَ اَنَّ الْحُسَیْنَ قَدَّمَ سَعِیْدَ بْنَ الْعَاصِ لِمَامَاتَ الْحَسَنُ وَقَالَ لَوْلَا السُّنَّةُ لَمَا قَدَّمْتُکَ وَکَانَ سَعِیْدُ وَالِیًا بِالْمَدِیْنَةِ۔ (فتاوی شامی جلد اصفحہ ۸۲۲) چونکہ سیدہ کے وصال شریف کے وقت مدینہ شریف میں جناب ابوبکر صدیق ہی امیر المومنین تھے لہٰذا اصول کے مطابق بھی سیدہ کا جنازہ جناب ابوبکر صدیق نے ہی پڑھایا ہوگا اور اگر بالفرض جنازہ کسی اور نے بھی پڑھایا ہو تب بھی اتنی بات یقینی ہے کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدہ بتول سلام اللہ علیہا کے جنازے میں شامل ضرور تھے اور ان مقدس بزرگوں کے مابین کسی قسم کا کوئی اختلاف یا ناراضگی نہیں تھی اور اس کے خلاف جو کچھ بتایا جاتا ہے وہ محض جھوٹے اور من گھڑت افسانے ہیں نیز یاد رہے کہ سیدہ خاتون جنت ایک جلیل القدر صحابیہ بھی ہیں لہٰذا قرآن وحدیث میں صحابہ کرام کے جو فضائل ومناقب بیان کئے گئے ہیں وہ سب آپ کو بھی حاصل ہیں

امیر المؤمنین سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

نام

جب جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہاں پہلے صاحبزادے کی ولادت باسعادت ہوتی ہے تو محبوب خدا تشریف لاتے ہیں آپ کے دائیں کان میں آذان (ابوداؤد جلد ۳ صفحہ ۳۴۰) اور بائیں کان میں اقامت فرمائی اور ایک کھجور منہ میں چبا کر پیارے نواسے کو گڑھتی دی۔ پھر نواسے کے نام کا مسلۂ زیر بحث آیا تو جناب جبریل حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آقا آپ اس نواسے کا نام "شبر" رکھیں جو حضرت ہارون علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے کا نام تھا تو جناب رسول کریم نے اس نام کو عربی میں بدل کر "حسن" نام رکھا تو جبریل نے عرض کی کہ آقا یہ ایک جنتی نام ہے جو آج سے پہلے دنیا میں کہیں نہیں رکھا گیا (الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۳۲۸، الاستیعاب جلد ۱ صفحہ ۳۶۹، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۸۸، تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

ولادت

آپ کی ولادت ۳ھ میں ۱۵ رمضان المبارک کو غزوہ بدر کے بعد مدینہ منورہ میں ہوئی۔ جناب رسول خدا نے ساتویں دن ایک مینڈھے سے (بعض رویات کے مطابق دو مینڈھے) آپ کا عقیقہ کیا۔ آپ کا سر منڈایا (جھنڈ) اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی تول کر صدقہ کی۔ آپ شکل وصورت میں تمام خاندان میں سے رسول کریم ﷺ کے زیادہ مشابہ تھے اسی لئے آپ "شبیہ مصطفٰے" کے نام سے مشہور تھے (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۹۶، الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۲۹۶، الاستیعاب

Marfat.com

جلد اصفحہ ۳۶۴)

حالات

آپ سے آقائے نامدار کو از حد محبت تھی۔ایک دن آپ نے پیارے حسن کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور فرمایا۔دنیا والو۔جس کو مجھ سے محبت ہو وہ میرے اس پیارے نواسے بھی ضرور محبت کرے لوگو۔میرا یہ فرمان تمام (دنیا کے) ان لوگوں تک پہنچا دو جو اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں (الاصابہ جلد اصفحہ ۳۳۰،تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۹۷،مستدرک جلد ۲ صفحہ ۱۶۹،مواہب لدنیہ جلد ۳ صفحہ ۳۴۱،زرقانی علی المواہب جلد ۷ صفحہ ۲۰) ایک دفعہ نبی مکرم ﷺ نے پیارے حسن (یا جناب حسین) کے ننھے ننھے اور پیارے پیارے دونوں ہاتھ پکڑے اور اپنے نزدیک کر لیا شہزادے نے آپ کے پاؤں پر پاؤں رکھ لئے پھر آپ نے فرمایا اوپر چڑھ آ۔آپ ہاتھ اوپر کرتے جاتے۔شہزادہ آپ کے جسم اطہر پر پاؤں رکھتا اوپر چڑھتا گیا۔حتی کہ آپ کے قدم حضور اکرم ﷺ کے سینے پر آگئے اور چہرہ آپ کے چہرے کے سامنے تو آپ نے فرمایا بیٹا منہ کھولو۔(شہزادے نے منہ کھولا تو آپ نے لعاب دہن ڈالا) اور پیارے شہزادے کا منہ چوم لیا۔پھر عرض کی اے میرے اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ (الاصابہ جلد اصفحہ ۳۲۹،الاستیعاب جلد اصفحہ ۳۸۳ وغیرہ) ایک دفعہ جناب رسول کریم ﷺ منبر شریف پر تشریف فرما تھے اور شہزادہ حسن آپ کی آغوش مقدسہ میں بیٹھا تھا آپ کبھی پیارے حسن کو پیار سے دیکھتے اور کبھی آپ صحابہ کی طرف متوجہ ہو جاتے اسی اثنا میں آپ نے فرمایا۔میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو عظیم

Marfat.com

گروہوں میں صلح ہو جائے گی (بخاری جلد ا صفحہ ۵۳۰، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۹۶، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۱، الاصابہ جلد ا صفحہ ۳۸، الاستیعاب جلد ا صفحہ ۳۷۰) جناب رسول اللہ ﷺ کا اشارہ اس واقعہ کی طرف تھا جب جناب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب امیر معاویہ کو خلافت تفویض کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جس سے ان دونوں مسلمان فوجوں کے درمیان جنگ رک گئی اور صلح ہو گئی غور طلب بات یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے لشکر کو بھی ایمان والا فرمایا ہے ایک مرتبہ سید الانبیاء ﷺ پیارے حسن کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے ایک صحابی (جناب عمر فاروق) نے خوش ہو کر فرمایا۔ اے بچے مبارک ہو تمہیں کتنی بہترین سواری ملی ہے تو حضور نے فوراً فرمایا (پیارے عمر سواری تو واقعی بڑی شان والی ہے لیکن) سوار بھی تو بہت خوب ہے (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۹، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۳، صواعق محرقہ صفحہ ۱۳۷)
ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے جب آپ سجدہ میں گئے تو جناب امام حسن کھیلتے کھیلتے آئے اور نانا جان کی پشت پر بیٹھ گئے اور جناب رسول کریم ﷺ نے اس وقت تک سجدہ سے سر نہیں اٹھایا جب تک کہ امام حسن خود پشت پر سے نہ اتر گئے (نسائی جلد ا صفحہ ۱۷۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۱، الاصابہ جلد ا صفحہ ۳۳۰، تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۹۶، نور الابصار صفحہ ۱۳۲، صواعق محرقہ ۱۳۷، اسعاف الراغبین صفحہ ۱۹۳، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۸۹) ایک دن جناب امام حسن بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جناب ابوبکر صدیق اور جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصر کی نماز ادا فرمانے کے بعد اکھٹے تشریف لے آئے۔ جناب ابوبکر نے

Marfat.com

حضرت امام حسن کو پیار سے اٹھا کر اپنے کندھوں پر بٹھالیا اور فرمایا اس شہزادے کی شکل حضرت علی سے نہیں بلکہ جناب رسول اکرم ﷺ سے ملتی ہے یہ سن کر حضرت علی ہنسنے لگے (بخاری جلد۲ صفحہ ۵۳۰، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۳، تہذیب التہذیب جلد۲ صفحہ ۲۹۶) آپ کے فضائل تو بہت ہیں لیکن اختصار ملحوظ ہے لہٰذا ان ہی چند سطور پر اکتفا کرتا ہوں۔ بہر حال آپ نہایت عابد وزاہد، حد درجہ سخی، بہت زیادہ رحم دل اور صلح جو ۔شبیہ رسول اور اہل بیت مصطفےٰ میں ایک درخشندہ ستارہ تھے جناب علی المرتضیٰ کی شہادت کے بعد آپ چھ ماہ تک خلیفۃ المسلمین کے اعلیٰ منصب پر فائز رہے۔ ۴۱ھ ربیع الاول میں آپ نے جناب امیر معاویہ کو خلافت تفویض فرمائی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ جناب امیر معاویہ نے سفید کاغذ پر اپنی مہر لگا کر آپ کے پاس بھیج دیا کہ جو بھی شرائط آپ لکھ دیں مجھے منظور ہوں گی۔ آپ نے پچیس حج پیدل گئے (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۹۹، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۲، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۰، الاستیعاب جلد ۱ صفحہ ۳۷۱)۔ نیز جناب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ صحابیٔ رسول بھی ہیں۔ لہٰذا قرآن وحدیث میں صحابہ کرام کے جو مناقب بیان کئے گئے ہیں وہ تمام فضائل ومناقب آپ کو بھی بدرجہ اتم حاصل ہیں۔

شہادت

تقریباً پچاس ہجری میں آپ کو تیسری بار زہر دیا گیا۔ جس سے آپ چالیس روز بیمار رہ کر واصل بحق ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون آپ نے اپنی زندگی میں ہی ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روضہ نبوی میں قبر کی جگہ مانگ لی تھی اور ام المومنین نے اجازت بھی دے دی تھی لیکن جب جنازہ وہاں لایا گیا تو مروان بد

Marfat.com

بخت بمع اپنے چیلوں کے مسلح ہو کر مانع ہوا اور جناب امام حسین نے فساد کے خطرے سے آپ کی دوسری وصیت کے مطابق آپ کو ان کی والدہ محترمہ کے پہلو میں جنت البقیع میں دفن کر دیا (الاستیعاب جلد اصفحہ ۳۷۵، تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۴) آپ کی وفات پر صحابہ کرام دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے کہ شبیہ مصطفیٰ ہم سے بچھڑ گئے اور آپ کے جنازے پر اتنا جم غفیر جمع تھا کہ بقیع غرقد کے میدان میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ آپ کا جنازہ رواج کے مطابق (کہ جنازہ والی شہر ہی پڑھاتا تھا) سعید بن العاص نے پڑھایا۔ جناب امام حسین نے فرمایا تھا کہ اگر یہ طریقہ نہ ہوتا تو میں تمہیں امامت کے لئے نہ کہتا (بلکہ خود جنازہ پڑھاتا) (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۳۰۱، الاستیعاب جلد اصفحہ ۳۷۴، الاصابہ جلد اصفحہ ۳۳۱)

اولاد

جناب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں ان میں سے آپ کے چار صاحبزادے یعنی حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میدان کربلا میں سیدنا امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ آپ کے باقی صاحبزادوں کے نام یہ ہیں۔ حضرت زید، حضرت حسن مثنیٰ، حضرت حسین الاثرم، حضرت طلحہ، حضرت اسماعیل، حضرت حمزہ، حضرت یعقوب، حضرت عبدالرحمان اور صاحبزادیاں۔ حضرت فاطمہ، حضرت ام سلمہ، حضرت ام عبداللہ، حضرت رملہ (ام الحسین) اور حضرت ام الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ جناب سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے صاحبزادوں کے نام جناب ابوبکر اور جناب عمر۔ رکھنا۔ آپ کی جناب سیدنا ابوبکر صدیق اور جناب

Marfat.com

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کیونکہ کوئی بھی شخص اپنی اولاد کے نام کبھی بھی کسی برے شخص کے نام پر نہیں رکھتا۔ مقام فکر ہے۔

سید الشہداء جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شاہ است حسین بادشاہ است حسین دین ہست حسین دین پناہ ہست حسین
سر داد۔ نہ داد دست در دست یزید حقا کہ بناء لا الہ ہست حسین

نام۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی بھی جناب رسول اکرم ﷺ نے حضرت جبریل کے مشورہ سے حضرت ہارون علیہ السلام کے دوسرے بیٹے "شبیر" کو عربی میں بدل کر حسین" رکھا جو کہ ایک جنتی نام ہے اور آپ سے پہلے یہ نام کسی کا نہیں رکھا گیا تھا(تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۸۸، الاستیعاب جلد ا صفحہ ۳۶۹ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۰۹، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۹۸)۔

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت پانچ شعبان چار ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی (الاصابہ جلد ا صفحہ ۳۳۲، الاستیعاب جلد ا صفحہ ۳۷۸) جناب امام حسن ہی کی طرح ساتویں دن آپ کے بال اتارے گئے (جھنڈ) اور بالوں کے برابر وزن کر کے چاندی راہ خدا میں تصدق کی گئی اور آپ کا عقیقہ کیا گیا (الاصابہ جلد ا صفحہ ۳۳۲، الاستیعاب جلد ا صفحہ ۳۷۲)

حالات

Marfat.com

امام عالی مقام جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرور کائنات ﷺ کو بہت محبت تھی حتیٰ کہ آپ کا فرمان ہے" حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا "یعنی پیارا حسین مجھ میں سے ہے اور میں حسین میں سے ہوں (یعنی حسین میرا ہے اور میں حسین کا ہوں جو حسین کا ہوگا وہی میرا بھی ہوگا اور جو حسین کا نہیں وہ میرا بھی نہیں) جو پیارے حسین سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت فرمائے گا (ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۱۹، ابن ماجہ صفحہ ۱۴، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۳) نیز چونکہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی بھی ہیں لہٰذا قرآن وحدیث میں صحابہ کرام کے جو فضائل بیان ہوئے ہیں وہ سب آپ کو بھی حاصل ہیں ایک دفعہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اللہ ﷺ کے دونوں زانوہائے مبارک پر بیٹھے تھے کہ سرکار نے ارشاد فرمایا" ھٰذَانِ ابْنَایَ وَ ابْنَا ابْنَتِیْ . اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا "(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۸، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۲، صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۷) یہ میرے شہزادے ہیں اور میری بیٹی کے صاحبزادے ہیں پھر دعا فرمائی۔ اے میرے اللہ میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں پس تو بھی ان سے محبت رکھ اور اے میرے اللہ جو ایمان والا ان سے محبت رکھے تو بھی اس سے بھی محبت فرمانا۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔ مَنْ اَحَبَّھُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَبْغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ (الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۳۳۰) جو شخص ان دونوں سے محبت کرے گا پس تحقیق اس نے مجھ سے محبت کی اور جو ان کے ساتھ بغض رکھے گا اس نے درحقیقت مجھ سے بغض رکھا۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا۔ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ ھُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۰، ترمذی جلد ۲

Marfat.com

صفحہ ۲۱۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۰، صواعق محرقہ ۱۳۷، مشکوۃ صفحہ ۵۷۱)
یعنی پیارا حسن اور پیارا حسین یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں (جنت کے)
چنانچہ آپ ان شہزادوں کو بلا کر پیار سے اپنے سینے سے لگاتے اور انہیں پھولوں کی
طرح سونگھا کرتے تھے (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۸) ایک دفعہ ارشاد فرمایا۔ مَنْ
اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَ مَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰهَ وَمَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ اَدْخَلَهُ
الْجَنَّةَ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰهَ وَمَنْ
اَبْغَضَهُ اللّٰهُ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ (مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۶۶) یعنی جس نے ان
دونوں سے محبت کی تحقیق اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت رکھی
درحقیقت اس نے اللہ سے محبت رکھی اور جو اللہ تعالیٰ سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ ضرور
اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے
درحقیقت مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس سے اللہ تعالیٰ بھی
بغض رکھے گا اور جس سے اللہ تعالیٰ نے بغض رکھا اللہ تعالیٰ ضرور اسے دوزخ میں
داخل فرمائے گا۔ ایک مرتبہ رسول خدا ﷺ نے دونوں نواسوں کو کندھوں پر بٹھایا
ہوا تھا اور انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گزرے۔ لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ
ﷺ یہ سواری کتنی افضل ہے تو آپ نے فرمایا۔ نِعْمَ الرَّاكِبَانِ۔ (مصنف ابن ابی
شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۲) یہ سواری کرنے والے بھی بہت شان والے ہیں ایک مرتبہ
جناب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ سجدہ میں تھے کہ جناب امام حسن
اور جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھیلتے کھیلتے آگئے اور حضور کی پشت پر چڑھ
بیٹھے صحابہ جو پاس تھے انہوں نے شہزادوں کو اتارنا چاہا تو حضور نے (اشارے سے

Marfat.com

)منع فرما دیا (حتیٰ کہ شہزادے خود اترے اور حضور نے نماز مکمل کی) تو آپ نے انہیں جھولی میں بٹھالیا پھر آپ نے فرمایا۔ بِاَبِیْ ھِمَا وَاُمِّیْ مَنْ اَحَبَّنِیْ فَلْیُحِبَّ ھٰذَیْنِ ۔(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۹۵، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۱۷۹، الاصابہ صفحہ ۳۳۰) میرے ماں باپ ان دونوں پر قربان۔ لوگو جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ ان دونوں سے بھی محبت کرے ایک مرتبہ اکیلے امام حسین بھی سجدہ میں حضور کی پشت پر سوار ہو گئے تھے (مستدرک جلد ۱ صفحہ ۱۶۶) ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ کے سامنے دونوں شہزادے کشتی کرنے لگے جناب رسول اللہ ﷺ خوش ہو کر فرمانے لگے یہ حسین ہے اس کو گرانا کوئی آسان کام نہیں) تو سیدہ نے عرض کی آقا۔ لِمَ تَقُوْلُ ھٰذَا حُسَیْنٌ فَقَالَ اِنَّ جِبْرِیْلَ یَقُوْلُ ھٰذَا حَسَنٌ ۔(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۲، ابن عساکر جلد ۴ صفحہ ۳۱۷، الاصابہ صفحہ ۳۳۲) آپ حسین کی حوصلہ افزائی فرما رہے (کیا حسن سے آپ کو پیار نہیں ہے آپ نے فرمایا یہ بات نہیں بلکہ بات دراصل یہ ہے) ادھر سے جبریل امین پیارے حسن کے ساتھ کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں یہ حسن ہے (اس کو گرانا آسان نہیں ہے) ایک مرتبہ سیدہ خاتون جنت دونوں شہزادوں کو لے کر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئیں اور عرض کی ابا حضور یہ آپ کے نواسے ہیں انہیں کچھ ورثہ عنایت فرمادیجئے ۔قَالَ اَمَّا حَسَنٌ فَاِنَّ لَہٗ ھَیْبَتِیْ وَسُؤْدَدِیْ وَاَمَّا حُسَیْنٌ فَاِنَّ لَہٗ جُرْاَتِیْ وَجُوْدِیْ ۔(تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۳۴۵، ابن الحدید شرح نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۱، دلائل الامامت طبری صفحہ ۳) تو آپ نے فرمایا پیارے حسن کو میری طرف سے ہیبت اور سرداری کا ورثہ ہے اور پیارے حسین کو میں اپنی طرف سے جرات اور

Marfat.com

سخاوت کا ورثہ دیتا ہوں۔(اس سے بھی معلوم ہوا کہ آپ کا کوئی مالی ورثہ نہیں تھا) ایک مرتبہ جناب رسول خدا ﷺ سے پوچھا گیا۔ اَیُّ اَھْلِ بَیْتِکَ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ ۔(ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱۸، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۳) یعنی یا رسول اللہ ﷺ آپ کی اہلبیت میں سے آپ کو سب سے پیارا کون ہے آپ نے فرمایا حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ سیدہ کے خانہ اقدس کے پاس سے گزر رہے تھے کہ جناب امام حسین کے رونے کی آواز آئی آپ نے دروازے پر کھڑے ہی فرمایا بیٹی حسین کو رونے نہ دیا کرو۔ اَلَمْ تَعْلَمِیْ اَنَّ بُکَاءَ الْحُسَیْنِ یُؤْذِیْنِیْ (نور الابصار صفحہ ۱۳۹) تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ پیارے حسین کے رونے سے مجھے ایذا پہنچتی ہے (تکلیف ہوتی ہے) یزید اور یزیدیوں کی وکالت کرنے والے حضرات اس حدیث کو بار بار پڑھیں اور پھر آیت کریمہ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا (احزاب آیت ۵۷) یعنی اللہ کے رسول ﷺ کو ایذا دینے والا پکا لعنتی اور یقینی دوزخی ہے کو بھی زیر نظر رکھیں اور اپنی عاقبت کی فکر کریں اور اپنے ایمان کی خیر منائیں۔ ایک مرتبہ دونوں شہزادے گھر سے نکلے تو دیکھا کہ نانا جان منبر شریف پر خطبہ ارشاد فرما رہے ہیں شہزادے گرتے اٹھتے نانا جان کی طرف چل پڑے۔ حضور اکرم ﷺ نے دیکھا تو خطبہ چھوڑ کر منبر شریف سے اتر کر جلدی جلدی نواسوں کے پاس پہنچے اور انہیں اٹھا کر واپس منبر پر جلوہ افروز ہو گئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہاری اولادیں ایک آزمائش ہیں ۔نَظَرْتُ اِلٰی ھٰذَیْنِ الصَّبِیَّیْنِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰی قَطَعْتُ

Marfat.com

حدیثی ۔ میں نے ان بچوں کو گرتے اٹھتے دیکھا تو میں صبر نہ کر سکا حتی کہ میں نے اپنا خطبہ بند کر دیا (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۴)۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اپنے نواسوں کی معمولی سی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے تو وقعہ کربلا سے آپ کو کتنی اذیت ہوئی ہوگی۔ شاید کوئی بد بخت یہ سوچ کہ آپ انتقال فرما گئے تھے اب بعد کے واقعات کا آپ کو کیا علم اور اس سے آپ کو کیا ایذا پہنچ سکتی ہے آیئے جھگڑا کرنے کے بجائے حدیث شریف کا مطالعہ کرتے ہیں جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ۔

رَاَیْتَ النَّبِیَّ ﷺ فِیمَایَرَی النَّائِمُ ذَاتَ یَوْمٍ بِنِصْفِ النَّهَارِ اَشْعَثَ اَغْبَرَ بِیَدِهٖ قَارُوْرَةٌ فِیْهَا دَمٌ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَاهٰذَا قَالَ هٰذَا دَمُ الْحُسَیْنِ وَاَصْحَابِهٖ وَلَمْ اَزَلْ اَلْتَقِطُهٗ مُنْذُ الْیَوْمَ فَاَحْصَی ذَالِکَ الْوَقْتَ فَاَجِدُ قُتِلَ ذَالِکَ الْوَقْتَ (مسند امام احمد جلد ا صفحہ ۲۴۲، دلائل النبوۃ بیہقی جلد ۷ صفحہ ۴۸، الاصابہ جلد ا صفحہ ۳۳۵، الاستیعاب جلد ا صفحہ ۳۸۱، تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۳۵۵) یعنی ایک دن دوپہر کو میں خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ کا جسم اطہر، سر مبارک اور آپ کی داڑھی مبارک پر غبار پڑا تھا اور آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی۔ میں نے عرض کی۔ آقا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ یہ آپ کی کیا حالت ہو رہی ہے اور یہ آپ کے ہاتھ میں شیشی کیسی ہے تو آپ نے فرمایا ۔ یہ پیارے حسین اور اس کے ساتھیوں (شہداء کربلا) کا خون ہے جس کو میں سارے دن سے اکٹھا کر رہا ہوں ۔ جناب ابن عباس فرماتے ہیں ۔ میں نے وہ وقت نوٹ کر لیا۔ جب بعد میں مدینہ طیبہ میں شہادت حسین کی خبر پہنچی تو عین وہی

Marfat.com

وقت تھا جس وقت خواب میں میں نے جناب رسول اللہ کو اس حالت میں دیکھا تھا اسی طرح ایک مرتبہ ام المومنین جنابہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر میں بیٹھی رو رہی تھیں ایک عورت کے پوچھنے پر بیان فرمایا۔ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِى الْمَنَامِ وَعَلٰى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۳۵۶، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۸ طبرانی کبیر جلد ۲۳ صفحہ ۳۷۳، دلائل النبوۃ بیہقی جلد ۷ صفحہ ۴۸) کہ میں نے خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ آپ کے سر مبارک اور آپ کی داڑھی مبارک پر غبار پڑا ہوا تھا میں نے عرض کی کہ حضور کیا بات ہے؟ تو آپ نے بتایا کہ میدان کربلا میں حسین کی شہادت کا منظر دیکھ رہا تھا (اور یہ خاک وہیں سے اڑ کر مجھ پر پڑی ہے) غالباً اب تو کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہ گئی ہوگی۔ جب جناب رسول اللہ ﷺ نے شہادت حسین کی خبر حضرت ام فضل کو سنائی تھی اس وقت بھی آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئی تھیں۔ ظاہر بات ہے کہ اس واقعہ فاجعہ کو یاد کر کے جناب رسول اللہ ﷺ کے دل کو ایذا پہنچی تھی تبھی آپ کے آنسو نکلے تھے حوالہ کیلئے دیکھیے (دلائل النبوۃ بیہقی ، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۲، مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۷۷، مسند امام احمد ، مصنف ابن ابی شیبہ ، البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۹۹، طبقات ابن سعد جلد ۵ صفحہ ۱۲۲ تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۳۴۷، وغیرہ) اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یزید اور یزیدیوں نے مولا حسین کو شہید کر کے اللہ کے رسول کو ایذا دی ہے اور اللہ کے قرآن کے مطابق اللہ کے رسول کو ایذا دینے والا لعنتی اور یقینی دوزخی ہے۔ یہ روایات پڑھ کر کوئی عقل کا اندھا یہ نہ کہدے کہ حضور

Marfat.com

واقعہ کربلا کو ملاحظہ فرماتے رہے تمام لوگ شہید ہو گئے اور آپ نے ان کی کچھ امداد نہ کی یا انہیں بچا نہ سکے گذارش ہے کہ یہ امام عالی مقام کا امتحان تھا جس میں کامیاب ہونے پر آپ کے مراتب میں ترقی ہونی تھی اس لئے آپ نے یا اہل بیت کے کسی بھی فرد نے امام عالی مقام کو شہادت کے عظیم منصب سے محروم رکھنے کی کبھی بھی خواہش یا دعا نہیں کی تھی۔ حالانکہ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے۔ مَا کُنَّا نَشُکُّ وَاَھْلُ الْبَیْتِ مُتَوَاتِرُوْنَ اَنَّ الْحُسَیْنَ ابْنُ عَلِیٍّ یُقْتَلُ بِالطَّفِّ (متدرک جلد۳ صفحہ ۱۷۹) کہ ہمیں اور اہل بیت کرام کے کسی بھی فرد کو اس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ طف کے علاقہ میں (کربلا میں) شہید ہوں گے، کون بے وقوف باپ ہو گا جو دعا کرے یا اللہ میرے بیٹے کو امتحان سے بچا لے، ہاں البتہ ہر عقل مند اور رحم دل باپ کی طرح آپ نے بھی امام پاک کی امتحان میں کامیابی کی دعا کی تھی۔ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ الْحُسَیْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا۔ حضرت علی بھی جب میدان کربلا سے گزرے تھے تو باآواز بلند دو مرتبہ فرمایا تھا۔ اے حسین صبر کرنا (تہذیب جلد۲ صفحہ ۳۵۴) البتہ یزیدیوں کی طرف سے ظلم دیکھ کر آپ کو ضرور دکھ ہوتا تھا۔ چنانچہ یزیدیوں کو ان کے ظلم پر جو عذاب ہو گا وہ تو اپنی جگہ قائم ہے لیکن دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیارے محبوب کو خبر دے دی تھی۔ اِنِّیْ قَدْ قَتَلْتُ بِیَحْیٰی بْنِ زَکَرِیَّا سَبْعِیْنَ وَ اِنِّیْ اَقْتُلُ بِابْنِ بِنْتِکَ سَبْعِیْنَ اَلْفًا وَّ سَبْعِیْنَ اَلْفًا (تہذیب التہذیب جلد۲ صفحہ ۳۵۴) یعنی جناب یحیٰ علیہ السلام کے بدلے میں میں نے ستر ہزار جان کا بدلہ لیا تھا اور پیارے حسین کے بدلے میں ستر ہزار اور ستر ہزار جانوں سے بدلہ لوں گا چنانچہ واقعہ کربلا کے بعد دشمنان

Marfat.com

حسین کا قتل عام ہوا تھا۔ اور ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا تھا۔ اس کی تفصیل میری کتاب ''کردار یزید'' میں ملاحظہ فرمائیں۔ ایک دفعہ سفر میں جبکہ سیدہ اور ان کے دونوں صاحبزادے بھی ساتھ تھے۔ جناب رسول مقبول ﷺ کو شہزادوں کے رونے کی آواز آئی آپ نے سبب پوچھا تو عرض کی گئی۔ حضور انہیں پیاس لگی ہے اور پانی موجود نہیں ہے آپ نے صحابہ سے پوچھا اس وقت ان کے پاس بھی پانی کا ایک قطرہ تک نہ تھا تو آپ نے فرمایا۔ باری باری دونوں شہزادے میرے پاس آئیں چنانچہ دونوں شہزادے باری باری نانا جان کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ نے شہزادوں کو سینے سے لگایا اور باری باری ان کے منہ میں اپنی زبان ڈالی۔ شہزادے چوسنے لگے اور دونوں سیراب ہو گئے (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۹۸) سبحان اللہ صحابہ کرام بھی اہل بیت کرام کا بڑا احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام سے حضرت عمر فاروق کے پاس گئے جب دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ حضرت عمر فاروق کے صاحبزادے دروازے پر کھڑے ہیں اور اجازت طلب کر رہے ہیں لیکن انہیں اجازت نہیں مل رہی تھی یہ دیکھ کر امام حسین خود ہی واپس چلے گئے بعد میں جناب عمر فاروق سے ملاقات ہوئی تو جناب عمر فاروق نے نہ ملنے کا شکوہ کیا تو امام حسین نے تمام واقعہ سنا دیا یہ سن کر جناب عمر فاروق نے فرمایا۔ انت احق من ابن عمر فانما انبت ماترى فى رؤوسنا اللہ ثم انتم۔ (الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۳۳۳) یعنی پیارے حسین آپ کی اور بات ہے آپ جب چاہیں بغیر اجازت کے اندر تشریف لے آیا کریں کیونکہ آپ میرے بیٹے سے زیادہ اس عزت کے مستحق ہیں کیونکہ آج جو ہمارے سر پر بال ہیں (یعنی

Marfat.com

آج جو ہمیں عزت ملی ہوئی ہے) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور آپ ہی کی مہربانی سے ہے(آپ سے مراد ان کے نانا جان جناب رسول اللہ ﷺ ہیں) ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۰، دلائل النبوۃ بیہقی جلد ۷ صفحہ ۷۸، مسند امام احمد جلد ۳ صفحہ ۳، ابن ماجہ صفحہ ۱۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ صفحہ ۹۶، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۲، صواعق محرقہ ۱۳۷، خصائص نسائی آیت ۱۴۰، ۱۳۰) یعنی پیارا حسن اور پیارا حسین۔ یہ دونوں شہزادے جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ ویسے تو جنت میں سب ہی جوان ہوں گے وہاں کوئی بھی بوڑھا نہیں ہوگا لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو عالم شباب میں ہی فوت ہو گئے ہوں یعنی جو لوگ بوڑھا ہونے سے پہلے وفات پا جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور حدیث شریف میں فرمان مصطفوی ہے۔ اَبُوبَكْرٍ وَّعُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۷، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۲، ابن ماجہ صفحہ ۱۱) یعنی انبیاء و مرسلین کے علاوہ تمام پہلے اور پچھلے جنتی لوگ جو جوانی گزار کر بڑھاپے میں داخل ہونے کے بعد فوت ہو جاتے ہیں جنت میں ان لوگوں کے سردار جناب ابوبکر صدیق اور جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہوں گے یعنی جنت میں بھی اہل بیت کرام اور صحابہ کرام اکٹھے ہی رہیں گے یعنی جنت کی عورتوں کی سرداری سیدہ زہرہ فرمائیں گی نوجوان جنتیوں پر جناب امام حسن اور جناب امام حسین سردار ہوں گے اور بڑھاپے میں فوت ہونے والے جنتیوں کے جناب ابوبکر صدیق اور عمر فاروق سردار ہوں گے۔ جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی پچیس حج

Marfat.com

کئے تھے (الاستیعاب جلد ۱ صفحہ ۳۸۲) ایک مرتبہ جناب علی المرتضےٰ میدان کربلا سے گزرے تو آپ نے فرمایا۔ وَاهاً لَكِ تُرْبَةٌ يُقْتَلُنَ بِكِ قَوْمٌ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۳۴۸) یعنی اے کربلا کی زمین تجھ پر ایسے مقدس لوگ شہید کئے جائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ بغیر حساب وکتاب کے جنت میں داخل فرمادے گا۔ اس فضیلت میں تمام شہداء کربلا شریک ہیں۔ جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب امام حسن سے صرف دس ماہ اکیس دن چھوٹے تھے کیونکہ حضرت امام حسن کی ولادت باسعادت کے صرف ایک طہر کے بعد جناب امام حسین بطن سیدہ میں قیام پزیر ہوگئے تھے (الاصابہ جلد ۱ صفحہ ۳۳۲) اور آپ کی عمر مبارک اٹھاون برس تھی ۶۰ھ میں جب یزید پلید بادشاہ بنا تو اس نے والئ مدینہ ولید کو حکم نامہ بھیجا کہ فوراً حسین بن علی اور عبداللہ بن زبیر سے میری بیعت لو اور اگر وہ انکار کریں تو ان کی گردنیں اتار کر میرے پاس بھیج دو۔ (تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۲۴۱، مقتل حسین جلد ۲ صفحہ ۸۰) ولید نے امام پاک کو بلا کر حکم نامہ سنایا آپ نے فرمایا میرے جیسا آدمی چھپ کر بیعت نہیں کرسکتا میں سوچ کر جواب دوں گا چنانچہ ۲۸ رجب ۶۰ھ بروز ہفتہ کو آپ راتوں رات مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے وہاں کوفیوں کی طرف سے خط آئے تو آپ نے تحقیق حال کی خاطر اپنے چچیرے بھائی جناب مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا۔ اہل کوفہ نے انہیں جاتے ہی سر آنکھوں پر بٹھایا اور ہزاروں کوفیوں نے آپ کے ہاتھ پر حضرت امام حسین کی بیعت کرلی آپ نے مطمئن ہوکر امام عالی مقام کو خط لکھ دیا کہ آپ تشریف لے آئیں ادھر جب یزید بے دید کو ان حالات کا علم ہوا تو اس نے ابن زیاد ظالم کو گورنر کوفہ مقرر کردیا اس نے کوفہ

Marfat.com

پہنچ کر بعض کولالچ دیا اور بعض کوڈرایا دھمکایا تو سوائے علماء کرام کے باقی سب لوگ حضرت مسلم کا ساتھ چھوڑ گئے۔ابن زیاد نے آپ کے حامی علماء کو اور جناب مسلم کو شہید کر دیا۔ادھر خط ملتے ہی جناب امام حسین کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے جب آپ کو راستے میں حضرت مسلم کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ نے واپس جانا چاہا لیکن حضرت مسلم کے بھائی نہ مانے اور آپ تقدیر خدا سے میدان کربلا میں تشریف فرما ہوئے۔ابن زیاد کو یزید کا حکم نامہ ملا کہ حسین کو قتل کر دو ورنہ تجھے قتل کر دوں گا(تاریخ کامل جلد۴ صفحہ۶۹) چنانچہ ۷ محرم کو آپ پر پانی بند کر دیا گیا اور ارد گردنا کہ بندی کر دی گئی۔آپ اور آپ کا تمام خاندان عبادت خداوندی میں مصروف رہا اور بالآخر ۱۰ محرم الحرام سنہ ۶۱ھ بروز جمعہ بوقت نماز ظہر آپ کو آپ کے خاندان کو اور آپ کے تمام خدام کو نہایت بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ کے ساتھ آپ کے خاندان کے سترہ افراد شہید ہوئے(تہذیب جلد۲ صفحہ ۳۵۳، الاستیعاب صفحہ ۳۸۱) اور میدان کربلا میں کل شہید ہونے والوں کی تعداد تقریباً ایک سو تیس ہے جن میں سے بہتر افراد وہ تھے جو مکہ مکرمہ سے کوفہ تک آپ کے ساتھ آئے تھے شہداء کربلا کے سرہائے بریدہ جب ابن زیاد کے پاس پہنچے تو اس مردود نے امام عالی مقام کے چہرۂ اقدس پر چھڑی ماری اور کہنے لگا۔مَا رَأَیتُ مِثْلَ ھٰذَا حُسْنًا(ترمذی جلد۲ صفحہ ۲۱۹، مشکوٰۃ صفحہ ۵۶۴) میں نے اس جیسا حسین آج تک کوئی نہیں دیکھا جب شہداء کربلا کے سر یزید کے پاس پہنچے تو جشن فتح کا اہتمام کیا گیا مبارکبادیں دی گئیں اور یزید بہت زیادہ خوش ہوا(البدایہ جلد۸ صفحہ ۱۹۸، تاریخ طبری جلد۶ صفحہ ۲۲۰) اور یزید کی نظر میں ابن زیاد کا مرتبہ و مقام بہت

Marfat.com

بڑھ گیا (البدایہ جلد ۸ صفحہ ۲۳۲) بعد میں جب لوگ اس کے خلاف ہوئے اور اسے لعنت ملامت کرنے لگے تو پھر اسے اپنے اس فعل پر افسوس ہوا کہ یہ میں نے کیا قیامت تک کی لعنت خرید لی ہے پھر اس نے مخدرات عصمت کو اپنے گھر میں نہایت التزام کے ساتھ مہمان کیا اور اہل بیت اطہار کا یہ لٹا ہوا قافلہ جس کے سربراہ جناب امام زین العابدین تھے یزیدی فوج کی نگرانی میں مدینہ منورہ پہنچا۔ وہاں کہرام مچ گیا اور لوگ یزید کے کچھ تو پہلے ہی خلاف تھے پھر اس کے گورنر کو مدینہ سے نکال کر اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس کا انتقام اس مردود نے مدینۃ النبی پر لشکر کشی کر کے ہزاروں صحابہ کو شہید کر کے لیا ظاہری طور پر یزید فتح یاب ہوا لیکن حقیقی طور پر یزید کا نام ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا بلکہ آج مسلمانوں میں یزید پلید کا نام گالی بن کر رہ گیا ہے۔ نہ یزید کی وہ جفا رہی نہ زیادہ کا وہ ستم رہا۔ جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا ابن زیاد مردود کا سر ۶۷ء میں ۱۰ محرم ہی کو مختار ثقفی نے قلم کر کے جناب امام زین العابدین کے پاس بھیج دیا تھا۔ وہاں جانے سے پہلے ابن زیاد مردود کے کٹے ہوئے سر میں کوفہ کے دارالامارت میں ہزاروں لوگوں کے سامنے تین بار سانپ ایک طرف سے داخل ہو کر دوسری طرف سے نکلا اور پھر غائب ہو گیا (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۹) اللہ تعالیٰ ہم سب کو تادم واپسیں اہل بیت اطہار کی محبت پر قائم رکھے اور اہل بیت اطہار کی محبت اور اطاعت پر ہی موت نصیب کرے اور قیامت کو ہمارا حشر اہل بیت کرام کے خادموں اور غلاموں میں فرمائے (آمین) اور یزیدیوں کا حشر اللہ تعالیٰ یزید کے ساتھ فرمائے۔ آمین۔ بحرمة سيد العالمين.

ازواج و اولاد امجاد

Marfat.com

جناب سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پانچ بیویاں تھیں۔ان سے آپ کے چھ بیٹے بیٹیاں تھیں۔ ۱۔ حضرت شہر بانو بنت یزدجرد (ان کا نکاح آپ سے جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں خود فرمایا تھا۔اور ان ہی سے جناب سیدنا امام زین العابدین پیدا ہوئے جن سے آج تک نسل سادات قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گی)۔۲۔ حضرت معظمہ لیلیٰ بنت ابی مرہ۔یہ حضرت علی اکبر کی والدہ ہیں ۔ ۳۔ حضرت رباب بنت امراء القیس۔حضرت علی اصغر اور حضرت سکینہ آپ ہی کی اولاد ہیں۔ ۴۔ حضرت ام اسحاق بنت طلحہ۔یہ حضرت فاطمہ صغریٰ کی والدہ ہیں۔ ۵۔حضرت قضاعیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔یہ حضرت جعفر کی والدہ ہیں

آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کا بیان

حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کا سلسلہ نسب قصی پر جا کر آنحضرت ﷺ کے خاندان سے جا ملتا ہے حضور اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے بھی آپ طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔ان کی پہلی شادی ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوئی جن سے دو لڑکے ہند اور ہالہ پیدا ہوئے یہ دونوں بھی صحابی ہیں ابو ہالہ کے انتقال کے بعد دوسری شادی عتیق بن عائذ مخزوی سے ہوئی جن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام بھی ہند تھا یہ بھی اسلام لائیں۔عتیق کے انتقال کے بعد آپ آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آئیں اس وقت حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک ۲۵ برس تھی اور آپ کی عمر ۴۰ برس تھے حضور اقدس ﷺ کی تمام اولاد

Marfat.com

سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جو کہ بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے اور آپ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن اطہر سے تھے انہی نیک نہاد خاتون کے بطن مبارک سے تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آزاد عورتوں میں سے سب سے پہلے آنحضرت ﷺ پر ایمان لائیں نکاح کے بعد پچیس برس تک زندہ رہیں ان کی زندگی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور شادی نہیں فرمائی آپ نے اپنے مال سے جناب رسول اللہ ﷺ کی مدد کی ایک مرتبہ حضرت جبریل نے حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا آقا سیدہ خدیجہ کو ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام پہنچا دیں اور انہیں بہشت میں ایک موتیوں کے محل کی بشارت دیدیں۔ ازواج مطہرات میں سے حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باقی سب سے افضل تھیں۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہجرت سے تین سال پہلے ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا اور کوہ حجون میں دفن ہوئیں آنحضرت ﷺ نے ان کو قبر میں اتارا۔ ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی کیونکہ اس وقت تک نماز جنازہ فرض نہیں ہوئی تھی۔

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کا سلسلہ نسب کعب بن لوی پر جا کر آنحضرت ﷺ سے مل جاتا ہے آپ قدیم الاسلام تھیں پہلے اپنے والد کے چچیرے بھائی شکران بن عمرو کے نکاح میں تھیں۔ حضرت سکران بھی قدیم الاسلام تھے دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ کی جب مکہ میں واپس آئے تو حضرت سکران فوت ہو گئے ان سے ایک لڑکا تھا جس کا نام عبد الرحمٰن تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن نے ۱۶ھ میں جنگ جلولاء میں شہادت پائی حضرت

Marfat.com

خدیجۃ الکبریٰ کے انتقال سے آنحضرت ﷺ کو بہت صدمہ ہوا یہ دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نکاح کر لیجئے فرمایا کس سے؟ خولہ نے حضرت عائشہ اور حضرت سودہ کا نام لیا آپ نے دونوں سے خواستگاری کی اجازت دے دی حضرت خولہ حضرت سودہ کے پاس گئیں اور کہا کہ خدا نے تم پر خیر و برکت نازل فرمائی ہے سودہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمہارے پاس بغرض خواستگاری بھیجا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے تو منظور ہے مگر میرے باپ سے بھی دریافت کر لو چنانچہ وہ ان کے والد کے پاس گئیں اور انہیں نکاح کا پیغام سنایا۔ انہوں نے کہا کہ محمد۔ شریف کفو ہیں مگر سودہ سے بھی دریافت کر لو۔ حضرت خولہ نے کہا کہ وہ تو راضی ہے تو زمعہ نے کہا تو پھر جب چاہیں نکاح کے لئے آجائیں۔ اس طرح نبوت کے دسویں سال حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور اکرم ﷺ سے ہو گیا۔ حضرت سودہ طبیعت کی بڑی فیاض تھیں ایک روز حضرت عمر فاروق نے ایک درہموں کی تھیلی آپ کی خدمت میں بھیجی آپ نے اسی وقت تمام درہم فی سبیل اللہ تقسیم فرما دیے۔ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کی تعمیل میں آپ امتیازی حیثیت رکھتی تھیں چنانچہ امام احمد نے بروایت ابو ہریرہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے دن اپنی ازواج مطہرات سے فرمایا کہ جو ایک حج اسلام میں تم پر فرض تھا وہ مکمل ہو گیا اس کے بعد تم بوریا کو غنیمت سمجھنا (یعنی گھر سے نہ نکلنا) آنحضرت ﷺ کے وصال شریف کے بعد تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن سوائے حضرت سودہ اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حج کو جایا کرتی تھیں لیکن یہ دونوں فرماتی تھیں کہ خدا کی قسم! جناب رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ کا فرمان سننے کے بعد ہم گھر سے نہیں نکلیں گی حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پانچ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے ایک صحیح بخاری میں ہے آپ نے خلافت فاروقی کے آخری زمانہ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ان کا نسب مرہ بن کعب پر آنحضرت ﷺ کے خاندان سے مل جاتا ہے آپ اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیر کی نسبت سے ام عبداللہ کنیت رکھتی تھیں آپ پہلے جبیر بن مطعم کے بیٹے سے منسوب تھیں حضرت خولہ بنت حکیم آنحضرت ﷺ کے حکم سے حضرت ام رومان (والدہ عائشہ صدیقہ) کے پاس گئیں اور نکاح کا پیغام سنایا ۔حضرت ام رومان نے رضامندی ظاہر کی۔ حضرت ابو بکر گھر آئے تو ان سے تذکرہ کیا گیا آپ نے فرمایا کہ عائشہ تو رسول اللہ ﷺ کے بھائی کی بیٹی ہے کیا یہ جائز ہے تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اسلام میں میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں اور یہ نکاح جائز ہے کیونکہ خون یا دودھ کے رشتہ سے نکاح حرام ہوتا ہے حضرت ابو بکر مطعم کے پاس گئے اور اس سے تذکرہ کیا مطعم کی بیوی نے حضرت صدیق اکبر سے کہا کہ اگر ہم نے اپنے لڑکے کا نکاح تمہارے ہاں کر دیا تو شاید تم اس کو بھی اپنے دین میں داخل کر لو گے یہ سن کر حضرت ابو بکر وہاں سے اٹھ کر آگئے اور حضرت خولہ کے ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ نکاح کے لئے تشریف لے آئیں چنانچہ آنحضرت ﷺ تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شوال ۱۰ نبوت میں حضرت عائشہ کا نکاح جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کر دیا اور ہجرت کے بعد پہلے یا دوسرے سال ماہ شوال

Marfat.com

میں مدینہ منورہ میں آپ کی رخصتی کر دی گئی۔ آنحضرت ﷺ کے وصال شریف تک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور کی بارگاہ میں تقریباً ۹ برس رہیں۔ آپ نے چھیاسٹھ برس کی عمر میں ۵۷ھ میں انتقال فرمایا اور حسب وصیت آپ کو رات کے وقت جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آنحضرت ﷺ کو ازواج مطہرات میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ محبت تھی آپ کو باقی ازواج مطہرات پر اور کئی باتوں میں بھی فضلیت حاصل تھی چنانچہ آپ کے سوا کسی اور زوجہ کے والدین مہاجر نہ تھے۔ ان کی برأت میں اللہ تعالیٰ نے دس آیات نازل فرمائیں۔ حضرت جبرائیل آپ کی صورت ایک ریشمی کپڑے میں لپیٹ کر آنحضرت ﷺ کے پاس لائے اور عرض کیا کہ ان سے شادی کر لیجئے ان کے سوا کسی اور زوجہ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ ایک برتن میں غسل فرمالیا کرتے تھے جناب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا کرتے اور آپ سامنے لیٹی ہوتیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی اور آپ ان کے لحاف میں ہوتے تھے جناب رسول اللہ ﷺ کا وصال شریف آپ ہی کی گود میں اور آپ ہی کے گھر میں ہوا اور آنحضرت ﷺ آپ ہی کے حجرے میں دفن ہوئے جو کہ آج دنیا میں ''گنبد خضرا'' کے نام سے معروف ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فقیہہ تھیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری کا بیان ہے کہ صحابہ کرام کو کوئی ایسا مشکل مسئلہ پیش نہیں آیا کہ جس کا حل انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس نہ پایا ہو۔ آنحضرت ﷺ کی تمام ازواج

Marfat.com

مطہرات کو بہت سی حدیثیں یاد تھیں ۔مگر حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان میں ممتاز تھیں ۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں فتوی دیا کرتی تھیں رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہ حضور اکرم ﷺ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں کسی کو بھیج کر حدیثیں پوچھا کرتے تھے۔آپ سے دو ہزار دو سو دس حدیثیں مروی ہیں جن میں سے ۱۷۴ بخاری اور مسلم میں موجود ہیں اور ۵۴ میں امام بخاری اور ۲۸ میں امام مسلم منفرد ہیں۔آپ وقائع اور اشعار عرب سے خوب واقف تھیں حضرت عائشہ قرآن و فرائض و حلال و حرام و فقہ و شعر و طب و حدیث و نسب کی بلند پایہ عالمہ تھیں ۔آپ بہت زیادہ عابدہ، زاہدہ اور سخی تھیں ایک روز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزہ سے تھیں کہ ان کے پاس ایک لاکھ درہم آئے آپ نے وہ سب تقسیم کر دئے خادمہ نے کہا آپ ایک درہم بچا لیتیں ۔جس سے کچھ خرید کر روزہ افطار کر لیتیں تو آپ نے جواب دیا کہ اگر تو مجھے پہلے یاد دلا دیتی تو میں ایسا ہی کر لیتی ۔سبحان اللہ۔ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح شریف کے وقت آپ کی عمر مبارک برادران اسلام! اکثر لوگ ایسے لکیر کے فقیر بنتے ہیں اور کسی شخصیت یا کسی کتاب پر ایسا اندھا اعتماد کر لیتے ہیں کہ بس جی فلاں نے کہ دیا، فلاں کتاب میں آ گیا۔اب تو یہ غلط ہو ہی نہیں سکتا اور اگر کوئی شخص ایسے کسی مسئلے سے اختلاف کرتا ہے تو اس کے اسلام اور ایمان میں شک کیا جانے لگتا ہے انسان ہونے کے ناطے یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارہ نہیں کی جاتی کہ یہ بات، یہ واقعہ۔عقل و دانش۔تجربہ و مشاہدہ اور فطرت انسانی کے مطابق بھی ہے یا نہیں؟ کوئی غیر مسلم اس

Marfat.com

واقعہ کو پڑھے گا تو کیا تاثر لے گا؟ کہیں اس سے اسلام یا بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کوئی انگشت نمائی کا دروازہ تو نہیں کھلتا؟ میرے عزیزو! کائنات میں صرف اور صرف بس ایک ہی کتاب ہے جس کا ہر ہر حرف صحیح ہے اور اس کتاب کا نام قرآن مجید فرقان حمید ہے باقی ہر کتاب کی ہر بات کو پرکھا جائے گا۔ جو بات اسلام اور روح اسلام کے مطابق ہوگی۔ بلا چون وچرا قبول کرلی جائے گی اور جو بات روح اسلام اور فطرت سلیمی کے خلاف ہوگی وہ رد کردی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے محدثین کرام، مفسرین اسلام، ناقدین و جہابذۂ اسلام پر کہ انہوں نے سینکڑوں سال پہلے یہ قانون بنا دیا کہ جو بات عام تجربہ و مشاہدہ کے خلاف ہو اس کو صحیح تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

میرے عزیزو! یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ ابتداء کسی روای کی غلطی سے یا کاتب کی غلطی سے سہواً۔ وہ بات اس کتاب میں داخل ہوگئی ہو اور پھر اسی طرح آگے وہ غلطی متواتر چھپتی جا رہی ہو۔ اور پھر آئمۂ جرح وتعدیل اور محدثین کرام زیادہ تر عقائد واحکام کی روایات کو زیادہ وقت نظر سے دیکھتے ہیں اور باقی معاملات وفضائل اور واقعات پر زیادہ کڑی شرطیں نہیں لگاتے اور اسے وہ محض کسی پر اعتماد کر کے قبول کر لیتے اور بیان فرما دیتے ہیں اس معاملہ میں وہ نیک نیت ہی ہوتے ہیں لہذا ان پر کوئی الزام نہیں آتا اور اسی شخصیت اعتمادی اور اس مسئلہ کے عقائد (حلال وحرام) سے متعلق نہ ہونے کی وجہ سے اس طرف وہ زیادہ غور بھی نہیں کرتے اس لئے سرسری نظر میں اس مسئلہ کے بعض پیچیدہ پہلو اوجھل رہ جاتے ہیں جن کی طرف بعد کے محدثین ومفسرین کرام اور فقہاء عظام توجہ دلاتے رہے ہیں اور پھر ان جزئیات کو قبول بھی کر

Marfat.com

لیا جاتا ہے اور اس میں کچھ حرج بھی نہیں ہوتا۔احادیث و تفاسیر سے اس کی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں جو کہ اہل علم سے مخفی نہیں ہیں اسی طرح مسئلہ مذکورہ کے متعلق مشہور ہے کہ نکاح کے وقت ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارکہ چھ سال تھی اور جب آپ کی رخصتی ہوئی تو اس وقت آپ کی عمر مبارکہ صرف (۹) سال تھی اور اس کی تاویل یہ کیجاتی ہے کہ جی وہاں کی آب و ہوا اور گرم غذائیں کھجور و زیتون وغیرہ اس کا سبب ہے

۱۔ ذرا ٹھنڈے دل سے بنظر انصاف سوچیں کہ یہ گرم آب و ہوا اور گرم غذائیں صرف جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے گھر میں چلتی اور استعمال کی جاتی تھیں یا پورے جزیرۂ عرب میں یہی آب و ہوا اور غذا تھی؟

۲۔ کیا پورے جزیرۂ عرب میں نو سال کی عمر میں رخصتی کی کوئی اور مثال بھی ملتی ہے ؟باحوالہ مطلع فرمائیں

۳۔ جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خانۂ اقدس میں یہ گرم ہوا اور گرم غذا صرف سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر چلتی تھی اور آپ ہی کھاتی تھیں یا آپ کے باقی بہن بھائیوں پر بھی اس کا کچھ اثر ہوا؟ اگر ہوا تو باحوالہ مطلع فرمائیں

۴۔ کیا اس واقعہ کو پیش کر کے غیر مسلم رسول اللہ ﷺ کی ذات والاصفات پر (معاذ اللہ) ہوس پرستی وغیرہ جیسے گندے الفاظ استعمال نہیں کر رہے۔اس کا کیا جواب ہوگا؟

۵۔ اگر (خدانخواستہ) ایسا ہوا ہوتا تو کفار عرب اس معاملہ میں آپ کو کبھی بھی معاف نہ رکھتے ؟اور اگر کسی دشمن نے کبھی اس واقعہ کی وجہ سے آپ پر انگشت نمائی

Marfat.com

کی ہے تو مطلع فرمائیں؟

۶۔ کیا کوئی شریف انسان ایک ادھیڑ عمر کے شخص کا ایک نو سالہ لڑکی سے شہوت رانی کرنا اچھا یا کم از کم جائز ہی سمجھتا ہے؟ جو کام آج کا کوئی عام شریف انسان جائز نہیں سمجھتا۔ وہ معاذ اللہ جناب رسول اللہ ﷺ کی طرف کس حوصلے سے منسوب کر دیا جائے اور اسے بلا چون و چرا تسلیم کر لیا جائے؟

۷۔ تاریخ طبری میں ہے کہ جناب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام اولاد قبل از اعلان نبوت پیدا ہوئی لہٰذا اگر آپ کی ولادت اعلان نبوت کے دن بھی فرض کر لی جائے تو رخصتی کے وقت آپ کی عمر مبارکہ ۱۴ برس بنے گی۔

۸۔ تقریباً تمام تاریخ کی کتابوں میں سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ اپنی بہن حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ۱۰ برس چھوٹی تھیں اور ان کا انتقال ۷۳ھ میں ۱۰۰ برس کی عمر میں ہوا تو ۱۰۰۔۷۳=۲۷۔ یعنی ان کی عمر ہجرت کے وقت تقریباً ۲۷ برس تھی اور ان سے ۱۰ سال چھوٹی بہن سیدہ عائشہ کی عمر پھر ہجرت کے وقت ۲۷۔۱۰=۱۷ برس بنی۔ ایک سال بعد رخصتی ہو تو عمر ۱۸ برس۔ اور اگر دو سال بعد رخصتی ہو تو رخصتی کے وقت آپ کی عمر ۱۹ برس ہوگی۔ فـــافهـــو ایا اولو الالباب والابصار۔

۹۔ سیرت ابن ہشام میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ''سابقون الاولون'' میں شمار کرتے ہوئے آپ کو بیسویں نمبر پر بیان کیا گیا ہے یعنی حضور کے اعلان نبوت کے بعد پہلے سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی پہلے آپ ایمان لا چکیں تھیں اور آپ سے پہلے صرف ۱۹ افراد ایمان لائے تھے تو آپ کی

Marfat.com

عمر شریف کے متعلق اندازہ کر لیں۔لازماً'' آپ عقل وشعور کی عمر میں تھیں تبھی آپ ایمان لائیں۔

۱۰۔ ''سیرت نبویہ'' کے مطابق آپ کو اٹھارہویں نمبر پر بیان کیا گیا ہے کیونکہ اس میں سے حضرت قدامہ اور حضرت عبداللہ بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام چھوٹ گئے ہیں ان کو شامل کر لیا جائے تو پھر آپ کا نمبر سابقون الاولون میں وہی بیسواں ہی ہوگا۔

۱۱۔ ''حیات سید العرب والعجم'' میں بھی حضرت اسماء بنت ابوبکر کو سابقون الاولون میں بیان کیا گیا ہے اور یہ ایک متفق علیہ بات ہے کہ سیدہ عائشہ اور آپ کی بہن حضرت اسماء دونوں بہنیں اکٹھی ہی اسلام لائی تھیں۔

۱۲۔ ''اصح السیر'' میں بھی آپ کو سابقون الاولون میں بیان کیا گیا ہے۔

۱۳۔ تاریخ طبری میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی حضرت خولہ بنت حکیم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی عرض پر جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نکاح کا پیغام بھجوایا تو وہ مطعم کے پاس گئے کیونکہ ان کے بیٹے جبیر بن مطعم سے پہلے بات طے کی گئی تھی اور ان کا ارادہ دریافت فرمایا اور فرمایا (اگر سابقہ رشتہ بحال رکھنا چاہتے ہو تو) بیٹے کا نکاح کر کے بہو کو گھر لے آؤ اس نے کہا۔تیری بیٹی اگر اس گھر میں آ گئی تو ہمارے افراد خانہ کو بھی (معاذ اللہ) بے دین (مسلمان) بنادے گی۔اس سے بھی آپ کی عمر اور عقل وشعور کے متعلق کافی سمجھ آتی ہے۔کہ آپ ایک کافر کو مسلمان کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں

۱۴۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی جناب عثمان بن مظعون کی بیوی

Marfat.com

نے جب حضور کی بارگاہ میں یہ رشتہ پیش کیا تو آپ نے ''بکر'' کے الفاظ استعمال کیے اور عربی زبان جاننے والے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ''بکر'' عقل وشعور والی کنواری لڑکی کو کہتے ہیں جیسا کہ مسلم شریف نمبر صفحہ (۴۰۵۱) پر ہے۔ وَالْبِکْرُ تُسْتَأْمَرُ وَالْبِکْرُ تُسْتَأْذَنُ فِیْ نَفْسِھَا یعنی نکاح کے وقت ''بکر'' سے اجازت لی جائے اور یہ ایک مسلم اصول ہے کہ نابالغ لڑکی سے اجازت نہیں لی جاتی لہٰذا ایک مادری زبان عربی والی عورت کا اس وقت آپ کے لئے ''بکر'' کا لفظ استعمال کرنا آپ کی بلوغت اور عقل وشعور پر دلالت کرتا ہے۔

۱۵۔ پھر جو روائیت اس بارے میں مذکور ہے وہ مرفوع نہیں ہے بعض محدثین کرام اسے حضرت عائشہ کا قول کہتے ہیں اور بعض حضرت عروہ کا قول۔ بہر حال وہ ایک قول ہے جس کے متصل اور موقوف ہونے میں بھی اختلاف ہے اور ایسے اختلاف کے وقت ایسی روائیت کو موقوف ہی مانا جاتا ہے

۱۶۔ حضرت عروہ سے بیان کرنے والا ان کا بیٹا ہشام ہے ۱۳۱ھ تک ان کا مدنی دور ہے۔ اس دور کی ان کی روایات قبول کی جاتی ہیں اور اس کے بعد کا ۱۴۶ھ تک کا ان کا آخری دور۔ عراقی دور کہلاتا ہے اس وقت ان کی عمر تقریباً ۷۱ برس ہو چکی تھی ان کے عراقی دور کی روایات خود ان کے شاگرد بھی قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ اس دور میں ان کا حافظہ خراب ہو گیا تھا اور مدنی دور کے ان کے شاگردوں نے اس روائیت کو بیان ہی نہیں کیا۔ ثابت ہوا کہ یہ مدنی دور کی بیان کی گئی روائیت نہیں بلکہ عراقی دور کی روائیت ہے لہٰذا معتبر نہیں ہے دیکھیں تہذیب التہذیب اور میزان الاعتدال وغیرہ)

Marfat.com

۱۷۔ ہشام سے یہ روائیت نقل کرنے والے تمام راوی کوفی یا بصری ہیں مثلاً سفیان بن سعید کوفی۔ سفیان بن عینیہ کوفی علی بن مسہر کوفی، ابو معاویہ کوفی۔ وکیع بن جراح کوفی۔ یونس بن بکیر کوفی، ابو سلمہ کوفی۔ حماد بن زید کوفی۔ عبدہ بن سلیمان کوفی۔ حماد بن سلمہ بصری۔ جعفر بن سلیمان بصری۔ حماد بن سعید بصری۔ وھب بن خلاف بصری وغیرہ۔

۱۸۔ یہی ہشام مدنی دور میں کہا کرتے تھے کہ اگر عراقی ۱۰۰ روایتیں بیان کریں تو ان میں سے ۹۹ کو تو ویسے ہی پھینک دو اور باقی ایک کے بارہ میں بھی شک ہی کرو

۱۹۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو کوفیوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دشمنی میں یہ روائیت گھڑ کر ہشام کی طرف منسوب کردی ہے یا جناب ہشام سے سہو ہوگیا ہے کہ ۱۶ کا ۶ اور ۱۹ کا ۹۔ لکھ دیا گیا ہے

۲۰۔ آپ غزوہ بدر میں بھی شامل تھیں معلوم ہوا کہ آپ کی رخصتی ۱ھ میں ہو چکی تھیں

۲۱۔ چونکہ انیس برس کی عمر میں آپ کی رخصتی ہوئی اور نو سال آپ کو حضور اکرم ﷺ کی مصاحبت نصیب ہوئی تو حضور اکرم ﷺ کے وصال شریف کے وقت آپ کی عمر مبارکہ اٹھائیس برس تھی

وما علی الا البلاغ المبین . والسلام علی من التبع الھدی

حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما

بعثت سے پانچ برس پہلے جب کہ قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے آپ پیدا ہوئیں ۔ پہلے حضرت خنیس حذیفہ سلمی جو کہ بدری صحابی ہیں کے نکاح میں تھیں ان ہی کے

Marfat.com

ساتھ آپ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت خنیس غزوہ بدر میں زخمی ہوئے بعد میں ان ہی زخموں سے انتقال فرما گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں حفصہ کا نکاح تم سے کر دیتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا میرا ارادہ ابھی نکاح کرنے کا نہیں ہے تو حضرت عمر فاروق نے حضرت ابوبکر صدیق سے ذکر کیا مگر وہ بھی خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ اس پر حضرت عمر فاروق کو بہت رنج ہوا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان کی خواستگاری کی اور شعبان ۳ھ میں آپ کا نکاح حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہو گیا نکاح کے بعد حضرت صدیق اکبر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں ہی نے حضرت فاروق اعظم سے کہا کہ میری بے التفاتی کی وجہ صرف یہ تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حفصہ کا ذکر کیا تھا اور میں حضور کا راز افشاء کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اگر حضور اکرم ﷺ حفصہ سے نکاح نہ کرتے تو میں قبول کر لیتا۔ حضرت حفصہ سے ساٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں سے پانچ بخاری میں ہیں آپ نے شعبان ۴۵ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں انتقال فرمایا۔ مروان بن الحکم نے۔ جو اس وقت مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو حضور ﷺ کی دیگر ازواج مطہرات کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔

حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کا نام ہند اور ام سلمہ کنیت تھی آپ کے باپ کا نام حذیفہ اور بقول بعض سہیل تھا ماں کا نام عاتکہ بنت عامر کنانیہ تھا پہلے اپنے چچازاد بھائی ابوسلمہ (عبداللہ) بن عبد

Marfat.com

الاسد کے نکاح میں تھیں جو آنحضرت ﷺ کے رضائی بھائی تھے۔ام سلمہ اور ابو سلمہ دونوں قدیم الاسلام تھے دونوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ چنانچہ ان کے بیٹے سلمہ حبشہ ہی میں پیدا ہوئے تھے پھر وہ مکہ میں آئے اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ام سلمہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں آئیں۔مدینہ شریف ہی میں ان کے ہاں عمر، درہ اور زینب پیدا ہوئے۔حضرت ابو سلمہ بدر اور احد میں شریک ہوئے احد میں زخمی ہو گئے۔ایک ماہ کے بعد زخم ٹھیک ہو گیا۔پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک سریہ میں بھیج دیا۔ایک ماہ کے بعد واپس آئے تو وہی احد والا زخم پھر پھوٹ پڑا اور آٹھ جمادی الاخری ۴ھ میں آپ نے وفات پائی ان کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خواستگاری کی تو حضرت ام سلمہ نے انکار کر دیا۔پھر رسول اللہ ﷺ نے نکاح کا پیغام بھیجا۔تو مرحبا کہہ کر یہ عذر پیش کئے ۱۔ میں سخت غیور عورت ہوں ۲۔ میں عیال دار ہوں ۳۔ میرے اولیاء میں کوئی یہاں نہیں کہ میرا نکاح کر دے نیز میری عمر بھی زیادہ ہے۔جناب رسول اللہ ﷺ نے ان عذروں کا تسلی بخش جواب دیا اور یہ نکاح ہو گیا۔جب حدیبیہ میں صلح نامہ لکھا جا چکا تو آنحضرت ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ قربانیاں دو اور سر منڈواؤ۔چونکہ صحابہ کرام کو بے نیل و مرام واپسی کا رنج و ملال تھا۔انہوں نے تعمیل ارشاد میں تامل کیا۔حضور خفا ہو کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خیمہ میں تشریف لے آئے اور لوگوں کے توقف کی شکایت کی۔حضرت ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ان کو معذور رکھیں۔ان پر ایک امر عظیم گزرا ہے ان کو تو یقین تھا کہ وہ مکہ میں عمرہ بجا لائیں گے لیکن

Marfat.com

حالات کے مطابق آپ نے قریش سے صلح کر لی۔ اب اگر آپ کا ارادہ ہے کہ وہ نحر و حلق کریں تو آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیں اور خود جا کر نحر و حلق فرما دیں یہ دیکھ کر ان کو بجز اتباع کے کوئی چارہ نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا اور حضرت ام سلمہ کی تدبیر سے وہ مشکل حل ہو گئی اور یہ ان کی دانشمندی اور صواب رائے کی واضح دلیل ہے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ۳۷۸ حدیثیں مروی ہیں۔ جن میں سے تیرہ پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے اور تین کے ساتھ امام بخاری اور تیرہ کے ساتھ امام مسلم منفرد ہیں۔ ازواج مطہرات میں سے سب کے بعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ۸۴ برس کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے سن وفات میں اختلاف ہے صحیح مسلم میں ہے کہ حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عبداللہ بن صفوان حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے اس لشکر کی بابت پوچھا جو زمین میں دھنس جائے گا۔ یہ سوال اس وقت کیا گیا جب یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ کو لشکر اسلام کے ساتھ مدینہ کی طرف بھیجا اور واقعہ حرہ پیش آیا تھا۔ جو ۶۲ھ میں ہوا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا واقعہ حرہ یعنی ۶۲ھ تک زندہ تھیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کا اصلی نام رملہ اور کنیت ام حبیبہ تھی۔ آپ حضرت ابوسفیان کی دختر بلند اختر اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھیں۔ پہلے عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ دونوں نے اسلام لا کر حبشہ کی طرف ہجرت ثانیہ کی وہیں ان کی لڑکی حبیبہ پیدا ہوئی۔ عبیداللہ عیسائی ہو کر حبشہ ہی میں مر گیا۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت

Marfat.com

نجاشی علیہ الرحمہ کی معرفت آپ کو نکاح کا پیغام دیا۔ جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا ۔چنانچہ حضرت نجاشی نے ۷ھ میں ان کا نکاح حضور ﷺ سے کردیا اور حق مہر بھی خود ہی ادا کردیا اور ۔ نکاح کے بعد حضرت نجاشی علیہ الرحمہ نے ان کو شرجیل بن حسنہ کے ساتھ حضور کی خدمت اقدس میں روانہ کردیا۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے ۲۵ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے دو پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے اور ایک کے ساتھ امام مسلم منفرد ہیں باقی دیگر کتب میں ہیں۔ آپ کا وصال مدینہ منورہ میں ۴۴ھ میں ہوا اور آپ باقی ازواج مطہرات کے ساتھ جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کی پہلی شادی حضرت زید بن حارثہ سے ہوئی تھی ۔حضرت زید قبیلہ قضاعہ میں سے تھے لڑکپن میں گرفتار ہو کر مکہ مکرمہ میں حضرت خدیجۃ الکبری کے ہاتھ بطور غلام فروخت ہوئے تھے حضرت خدیجہ نے انہیں جناب رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اعلان نبوت سے پہلے ہی ان کو آزاد کر کے متبنیٰ بنالیا تھا ۔اس لئے لوگ ان کو زید بن محمد ہی کہا کرتے تھے۔ حضرت زید سابقین فی الاسلام میں سے تھے ان پر جناب رسول اللہ ﷺ کی خاص توجہ تھی آپ لشکر کی قیادت تک ان کے سپرد کر دیتے تھے اسی وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے ان کا نکاح اپنی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی حضرت زینب بنت جحش سے کر دینا چاہا۔ مگر زینب اور ان کا بھائی راضی نہ ہوئے۔ اس پر یہ آیت اتری۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ

Marfat.com

الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا (احزاب آیت ۳۶) کسی مسلمان مرد یا عورت کو جائز نہیں کہ جس وقت اللہ اور اس کا رسول کوئی کام مقرر کر دیں تو پھر ان کو اپنے کام میں کچھ اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہ ہو گیا۔ تو حضرت زینب نکاح پر راضی ہو گئیں اور یہ نکاح ہو گیا۔ حضرت زید اگرچہ عربی الاصل تھے مگر قریشی نہ تھے قریش کی لڑکیوں خصوصاً اولاد عبدالمطلب کے لئے اشراف قریش میں رشتے تلاش کئے جاتے تھے کچھ عرصہ بعد ہی حضرت زید حضرت زینب کی حرکات عادیہ کو تکبر پر محمول کرنے لگے اور حضرت زینب بھی ان سے متکدر رہنے لگیں چنانچہ حضرت زید نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی شکایت کی حضور نے فرمایا کہ اتنی اتنی باتوں پر طلاق نہیں دیا کرتے اس بات سے متعلق آیات کریمہ بھی نازل ہوئیں۔ حضور انور ﷺ کی خاطر اشرف میں آتا تھا کہ بصورت طلاق زینب کے حقوق کی رعایت کے لئے ان سے نکاح کر لینا ضروری ہو گا مگر آپ اسے ظاہر نہ کر سکتے تھے کیونکہ جاہلیت میں متبنیٰ کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ متبنیٰ کی مطلقہ کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ آخر کار حضرت زید نے ان کو طلاق دے دی۔ عدت گزرنے پر جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید ہی کو اپنا نکاح کا پیغام دے کر حضرت زینب کے پاس بھیجا۔ حضرت زینب نے جواب دیا کہ میں استخارہ کر لوں بعد میں آپ نے پیغام قبول کر لیا۔ چنانچہ حضرت زینب کا نکاح ۳ھ یا ۵ھ میں ۳۵ برس کی عمر میں جناب رسول اللہ ﷺ سے ہو گیا۔ حضرت زینب فخر کیا کرتی تھیں کہ دیگر ازواج مطہرات کا نکاح تو ان کے باپ یا

Marfat.com

بھائی یا خاندان والوں نے کر دیا مگر میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر سے کیا ہے ۔اس نکاح میں یہ حکمت بھی تھی کہ لے پالک بیٹے کی مطلقہ کا حکم معلوم ہو گیا۔ جب یہ نکاح ہو گیا تو مخالفوں نے کہا کہ محمد (ﷺ) نے باقی لوگوں کیلئے ان کے بیٹوں کی بیویوں سے تو نکاح حرام کر دیا ہے مگر خود اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ اس پر یہ آیتیں اتریں۔ ترجمہ: محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن خدا کے پیغمبر اور خاتم النبیین ہیں۔ اور تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ محض تمہارے مونہوں کی بات ہے (احزاب) چنانچہ حضرت زید جو زید بن محمد کہلاتے تھے اس کے بعد زید بن حارثہ کہلانے لگے۔ آپ نہایت راست گو اور پارسا تھیں۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر منافقوں کی طرف سے بہتان لگایا گیا تو آنحضرت ﷺ نے آپ سے حضرت عائشہ کی نسبت پوچھا تو آپ نے صاف کہہ دیا واللہ ما علمت الا خیرا ۔ یعنی خدا کی قسم۔ مجھ کو عائشہ کے متعلق بھلائی کے علاوہ کسی بات کا علم نہیں ہے۔ اسی راستی سے متاثر ہو کر حضرت عائشہ نے فرمایا کہ میں نے کوئی عورت زینب سے بڑھ کر دین میں بہتر، خدا سے زیادہ ڈرنے والی، زیادہ سچ بولنے والی اور زیادہ صلہ رحم اور خیرات کرنے والی نہیں دیکھی۔ حضرت زینب زاہدہ اور طبیعت کی فیاض تھیں۔ اپنے ہاتھ سے معاش پیدا کرتیں تھیں اور خدا کی راہ میں لٹا دیتیں۔ حضرت عمر فاروق نے ان کا سالانہ وظیفہ بارہ ہزار درہم مقرر کیا تھا۔ جو انہوں نے صرف ایک سال لیا اور اپنے حاجت مند رشتہ داروں میں تقسیم کر کے دعا مانگی کہ خدایا! یہ عطیہ مجھے اگلے سال نہ ملے حضرت عمر فاروق کو یہ خبر ملی تو انہوں نے حضرت زینب کے لئے ایک ہزار درہم اور بھجوا دیا مگر

Marfat.com

حضرت زینب نے اسے بھی تقسیم کر دیا۔آپ کی دعا قبول ہوگئی اور آئندہ سال آپ وفات پا گئیں ایک روز آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا۔ اَسْرَعُکُنَّ لِحَاقاًبِیْ اَطْوَ لُکُنَّ اَیدًا ۔یعنی تم میں مجھ سے جلدی ملنے والی وہ ہے جس کا ہاتھ تم سب سے لمبا ہے۔ ازواج مطہرات اس ارشاد کو ظاہر پر محمول کرتی رہیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے وصال شریف کے بعد ہم اپنے ہاتھوں کو ناپا کرتی تھیں ہمارا یہی خیال رہا یہاں تک کہ حضرت زینب نے جو کوتاہ قد تھیں ہم سب سے پہلے انتقال فرمایا اس وقت ہماری سمجھ میں آیا کہ ارشاد مذکور میں ہاتھ کا لمبا ہونا فیاضی کی طرف اشارہ تھا۔حضرت زینب کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنا کفن تیار کر کے رکھا ہوا ہے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک کفن بھیجا تھا۔وہ خیرات کر دیا گیا۔حضرت زینب نے مدینہ منورہ میں ۲۰ھ میں پچاس یا ترپن برس کی عمر میں انتقال فرمایا ۔حضرت عمر فاروق نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں حضور اکرم ﷺ کی باقی ازواج مطہرات کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔آپ سے گیارہ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے دو پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے۔

حضرت زینب بنت خزیمہ ہلالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ مساکین کو کثرت سے کھانا کھلایا کرتی تھیں اس لئے ام المساکین کی کنیت سے مشہور تھیں پہلے حضرت عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں ۔حضرت عبداللہ نے جنگ احد ۳ھ میں وفات پائی اسی سال آپ آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آئیں اور صرف دو تین مہینے حضور کی خدمت میں رہنے پائی تھیں کہ تیس سال کی عمر

Marfat.com

میں آپ کا انتقال ہو گیا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں حضرت خدیجۃ الکبری کے بعد یہ حضور اکرم ﷺ کی دوسری بیوی تھیں جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی ظاہری حیات شریف میں انتقال فرمایا۔

حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ان کی بہن حضرت ام الفضل حضور کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں حضرت میمونہ پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی کے نکاح میں تھیں ۔مسعود نے طلاق دے دی تو ابورہم بن عبدالعزی نے ان سے شادی کر لی۔ابورہم کے انتقال کے بعد حضرت عباس نے ان کا نکاح آنحضرت ﷺ کے ساتھ کر دیا۔ ۵۱ھ آپ کا انتقال ہوا۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر میں اتارا جب جنازہ اٹھانے لگے تو حضرت ابن عباس نے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں ان کے جنازے کو آہستہ لے کر چلو۔ان سے ۷۶ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے سات پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے۔

حضرت جویریہ خزاعیہ مصطلقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت جویریہ کا والد حارث بن ابی ضرار تھا جو قبیلہ بنی مصطلق کا سردار تھا یہ پہلے مسافع بن صفوان کے نکاح میں تھیں جو غزوہ مریسیع (۵ھ) میں قتل ہوا۔اس غزوہ میں بہت سی لونڈیاں اور غلام مسلمانوں کے ہاتھ آئے چنانچہ اسی جنگ میں مال غنیمت میں سے حضرت جویریہ حضرت ثابت بن قیس انصاری کے حصہ میں آئیں ۔مگر آپ نے حضرت ثابت سے نو اوقیہ سونے پر کتابت کر لی پھر جناب رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی کہ میں قیس بن شماس کے حصہ میں آئی ہوں میں نے ان سے نو اوقیہ سونے پر کتابت کر لی ہے لیکن یہ رقم ان حالات میں میرے پاس نہیں ہے مگر میں آپ کی فیاضی کی امید پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا تم اس سے بہتر چیز چاہتی ہو؟ انہوں نے پوچھا وہ چیز کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا زر کتابت میں ادا کر دیتا ہوں اور تم سے نکاح کر لیتا ہوں حضرت جویریہ نے عرض کیا مجھے منظور ہے آنحضرت ﷺ نے حضرت ثابت کو بلایا وہ بھی راضی ہو گئے چنانچہ حضور انور ﷺ نے نو اوقیہ سونا ادا کر دیا اور حضرت جویریہ کو آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ جب صحابہ کو اس نکاح کی خبر ہوئی۔تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سسرالی رشتہ کی رعایت سے بنی مصطلق کے باقی تمام لونڈی غلاموں کو آزاد کر دیا۔حضرت عائشہ صدیقہ کا ارشاد ہے کہ "ہم نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو اپنی قوم کے لئے جویریہ سے بڑھ کر باعث برکت بنی ہو" کیونکہ ان کے سبب سے بنی مصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد ہو گئے جب حضرت جویریہ رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں تو ان کی عمر بیس سال تھی۔ان کا نام برہ تھا۔حضور انور ﷺ نے بدل کر جویریہ رکھا۔
آپ ربیع الاول ۵۰ھ میں انتقال فرما گئیں اور مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ان سے سات حدیثیں منقول ہیں جن میں سے دو بخاری میں اور دو مسلم میں اور باقی دیگر کتب میں ہیں۔

حضرت صفیہ اسرائیلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کے باپ کا نام حیی بن اخطب تھا جو بنو نضیر کا سردار تھا ماں کا نام ضرر تھا جو بنو

Marfat.com

قریظہ کے سردار سموال کی بیٹی تھی۔ حضرت صفیہ کی پہلی شادی سلام بن مشکم قریظی سے ہوئی طلاق کے بعد کنانہ ابن ابی الحقیق کے نکاح میں آئیں جب غزوہ خیبر (۷ھ) میں آنحضرت ﷺ نے بنو ابی الحقیق کا قلعہ قموص فتح کیا۔ حضرت صفیہ کا باپ اور بھائی قتل ہوئے تو خود بھی گرفتار ہوگئیں جب خیبر کے تمام قیدی جمع کیے گئے تو حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے ایک لونڈی کی درخواست کی۔ حضور انور ﷺ نے فرمایا۔ کہ جاؤ ایک لونڈی لے لو۔ چنانچہ انہوں نے حضرت صفیہ کو لے لیا۔ ایک صحابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی "یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے صفیہ جو رئیسہ قریظہ و نضیر تھی دحیہ کو عطا فرمادی وہ تو آپ ہی کے لائق ہے" اس پر حضور اکرم ﷺ نے دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوسری لونڈی عطا فرمادی اور حضرت صفیہ کو آزاد کر کے ان سے خود نکاح کر لیا جب خیبر سے روانہ ہو کر صہباء میں پہنچے تو رسم عروسی ادا کی گئی اور لوگوں کے پاس ماجود کھانا جمع کر کے دعوت ولیمہ دی گئی۔ حضرت صفیہ نے تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں ۵۰ھ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں ان سے دس حدیثیں منقول ہیں جن میں سے ایک متفق علیہ ہے۔

آنحضرت ﷺ کی اولاد امجاد

حضور اکرم ﷺ کی تمام اولاد (سوائے حضرت ابراہیم کے جو حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن مبارک سے تھے) حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے تھی۔ حضور کی صاحبزادیاں تو بالاتفاق چار تھیں اور چاروں نے اسلام کا زمانہ پایا اور شرف ہجرت حاصل کیا مگر صاحبزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم پر تو سب کا

Marfat.com

اتفاق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صاحبزادے تین تھے حضرت قاسم اور حضرت عبد الرحمٰن جن کو طیب و طاہر بھی کہتے تھے اور حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آنحضرت ﷺ کی اولاد کرام میں سے حضرت قاسم بعثت سے پہلے پیدا ہوئے اور قبل بعثت ہی ۲ سال کی عمر میں سب سے پہلے انتقال فرما گئے۔ آنحضرت ﷺ کی کنیت ''ابوالقاسم'' ان ہی کے نام پر ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں آپ بعثت سے دس سال پہلے جب آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک تیس سال کی تھی پیدا ہوئیں۔ ان کی شادی ان کے خالہ زاد بھائی ابوالعاص (بقیط بن ربیع) سے ہوئی ابوالعاص حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی بہن ہالہ کے بیٹے تھے حضور اقدس ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے کہنے سے ان کا نکاح بعثت سے پہلے حضرت زینب سے کر دیا تھا جب حضور انور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور آپ کی صاحبزادیاں آپ پر ایمان لے آئیں مگر ابوالعاص شرک پر قائم رہا اسی طرح حضور اقدس ﷺ نے بعثت سے پہلے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ کا رشتہ عتبہ بن ابی لہب سے اور حضرت ام کلثوم کا عتیبہ بن ابی لہب سے کیا ہوا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ نے تبلیغ کا کام شروع کیا تو قریش نے آپس میں کہا کہ محمد ﷺ کی بیٹیاں چھوڑ دو اور ان کو اس طرح تکلیف پہنچاؤ چنانچہ وہ ابوالعاص سے کہنے لگے کہ تو زینب کو طلاق دے دے

Marfat.com

ہم تیرا نکاح قریش کی جس لڑکی سے تو چاہے کرا دیتے ہیں ابوالعاص نے انکار کیا مگر ابولہب کے بیٹوں نے حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کو رخصتی سے پیشتر ہی طلاق دے دی۔ اسلام نے حضرت زینب اور ابوالعاص میں تفریق کر دی تھی جب قریش جنگ بدر کے لئے آئے تو ابوالعاص بھی ان کے ساتھ آئے اور گرفتار ہو گئے۔ حضرت زینب نے ان کے بھائی عمرو کے ہاتھ ان کا فدیہ بھیجا جس میں وہ ہار بھی تھا جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے حضرت زینب کو پہنا کر پہلے پہل ابوالعاص کے ہاں بھیجا تھا جب حضور اکرم ﷺ نے اس ہار کو دیکھا تو آپ پر نہایت رقت طاری ہوئی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا زمانہ یاد آ گیا حضور کے ارشاد پر صحابہ کرام نے فدیہ واپس کر دیا اور ابوالعاص کو بھی چھوڑ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ابوالعاص سے وعدہ لیا کہ مکہ جا کر حضرت زینب کو مدینہ بھیج دیں گے جب ابوالعاص مکہ روانہ ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ اور ایک انصاری کو بھیجا کہ حضرت زینب کو مدینہ لے آئیں ابوالعاص نے مکہ میں پہنچ کر حضرت زینب سے کہہ دیا کہ تم اپنے والد کے پاس چلی جاؤ حضرت زینب نے سفر کی تیاری کر لی۔ ابوالعاص کے بھائی کنانہ نے ان کو اونٹ پر سوار کر لیا اور تیر و کمان لے کر دن کے وقت روانہ ہوا قریش کے چند آدمیوں نے تعاقب کیا اور ذوطوی میں جا کر گھیر لیا۔ ہبار بن اسود (جو بعد میں ایمان لے آیا تھا) حضرت زینب کو اونٹ سے گرا دیا آپ حاملہ تھیں۔ حمل ضائع ہو گیا۔ کنانہ نے تیر نکال لئے اور کہنے لگا "جو شخص نزدیک آئے گا وہ تیر سے بچ کر نہ جائے گا" یہ سن کر لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ ابوسفیان نے کہا "ہمیں محمد کے ہاتھ سے جو مصیبتیں پہنچی ہیں وہ تمہیں معلوم ہیں اب اگر تم دن دہاڑے ان کی لڑکی کو لے جاؤ

Marfat.com

گے تو لوگ اسے ہماری کمزوری پر محمول کریں گے ہمیں زینب کو روکنے کی کوئی ضرورت نہیں تم اسے رات کو لے جانا'' کنانہ نے اس رائے کو تسلیم کر لیا اور چند روز کے بعد ایک رات حضرت زینب کو اونٹ پر سوار کر کے لے آیا اور حضرت زید بن حارثہ اور اس انصاری کے حوالہ کر دیں اور وہ دونوں ان کو ساتھ لے کر حضور کے پاس مدینہ منورہ آ گئے جمادی الاولیٰ ۶ھ میں ابوالعاص ایک قافلہ قریش کے ساتھ بغرض تجارت ملک شام کو گئے۔ان کے پاس قریش کا بہت سامال تھا راستے میں ان کو آنحضرت ﷺ کا ایک سریہ ملا۔اس سریہ نے ابوالعاص کا تمام مال لے لیا اور ابوالعاص اپنے ہمراہیوں سمیت گرفتار ہو گئے صبح کو جب آنحضرت ﷺ نماز فجر سے فارغ ہوئے تو حضرت زینب نے پکار کر کہا کہ میں نے ابوالعاص کو پناہ دی ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی سفارش پر ابوالعاص کا تمام مال واپس کر دیا گیا ابو العاص نے مکہ میں پہنچ کر وہ مال قریش کے حوالے کر دیا۔ پھر کہا اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کسی کا مال میرے ذمہ باقی ہے؟ سب بولے کہ نہیں۔خدا تجھے جزائے خیر دے۔بعد ازاں ابوالعاص نے کلمہ شہادت پڑھ کر کہا'' اللہ کی قسم! حضرت محمد ﷺ کے پاس اسلام لانے سے مجھے یہی امر مانع ہوا کہ تم گمان کرتے کہ میں نے صرف تمہارے مال ہضم کر جانے کے لئے ایک حیلہ کیا ہے۔اس کے بعد ابوالعاص نے محرم ۷ھ میں مدینہ میں آ کر اظہار اسلام کیا اور آنحضرت ﷺ نے حضرت زینب کو نئے حق مہر اور نئے سرے سے نکاح کر کے حضرت ابوالعاص کے ساتھ بھیج دیا۔حضرت زینب نے ۸ھ میں انتقال فرمایا۔حضرت ام ایمن، حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت ام سلمہ نے آپ کو غسل دیا اور رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو

Marfat.com

العاص نے آپ کو قبر میں اتارا۔ حضرت زینب کی اولاد، ایک لڑکا۔ علی اور ایک لڑکی۔ امامہ تھی۔ جناب علی نے اپنی والدہ کی زندگی میں ہی چھوٹی عمر میں وفات پائی بعض اہل نسب نے ذکر کیا ہے کہ وہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ آنحضرت ﷺ کو حضرت امامہ سے بڑی محبت تھی۔ نماز میں بھی ان کو اپنے کندھے پر بٹھا لیتے تھے جب رکوع میں جاتے تو اتار دیتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو پھر سوار کر لیتے ایک دفعہ حضرت نجاشی نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک حلہ بھیجا۔ جس میں ایک سونے کی انگوٹھی تھی انگوٹھی کا نگینہ حبشی تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے وہ انگوٹھی حضرت امامہ کو عطا فرمائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ بیان فرماتی ہیں کہ ایک روز کسی نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ہدیہ بھیجا۔ جس میں ایک زریں ہار تھا۔ حضرت امامہ ،کان کے ایک گوشہ میں کھیل رہی تھیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اسے اپنے محبوب ترین اہل کو دوں گا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت امامہ کو بلایا اور اپنے دست مبارک سے وہ ہار ان کے گلے میں ڈال دیا۔ حضرت ابوالعاص حضرت زبیر بن عوام کو حضرت امامہ کے نکاح کر دینے کی وصیت کر گئے تھے حضرت فاطمہ زہرا نے مرتے وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کی کہ میرے بعد آپ امامہ سے نکاح کر لینا۔ اس لئے سیدہ زہرا کے وصال کے بعد حضرت زبیر نے حضرت امامہ کا نکاح حضرت علی سے کر دیا۔ چنانچہ حضرت علی نے حضرت مغیرہ بن نوفل کو وصیت کی کہ میرے بعد تم حضرت امامہ سے نکاح کر لینا۔ چنانچہ حضرت مغیرہ نے حضرت علی کی شہادت کے بعد حضرت امامہ سے نکاح کر لیا اور ان سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا جس کا نام یحییٰ تھا بعض کہتے ہیں کہ حضرت امامہ کی کوئی اولاد نہیں تھی

Marfat.com

حضرت امامہ نے حضرت مغیرہ کے ہاں ہی وفات پائی۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا رشتہ ابولہب کے بیٹوں سے طے ہو چکا تھا لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ کا کام شروع کیا تو ابولہب لعین نے اپنے بیٹوں سے کہا ''اگر تم محمد کی بیٹیوں کو طلاق نہیں دو گے تو تمہارے ساتھ میری نشست و برخاست حرام ہے'' عتبہ اور عتیبہ دونوں نے باپ کے حکم کی تعمیل کی اور انہیں طلاق دیدی۔ آنحضرت ﷺ نے سیدہ رقیہ کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا۔ نکاح کے بعد حضرت عثمان غنی نے سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان کے ہاں وہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ تھا جناب عبداللہ اپنی والدہ کی وفات کے بعد ۴ھ میں چھ برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشہ سے مکہ میں آئے اور مکہ سے دونوں نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی ایام بدر میں سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیمار تھیں۔ اس لئے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی تیمارداری کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق غزوہ بدر میں شامل نہ ہوئے جس روز حضرت زید بن حارثہ فتح کی بشارت لے کر مدینہ منورہ میں آئے۔ اسی روز سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے آپ کے کفن کے لئے اپنی چادر عطا فرمائی اور وہ آپ کے کفن میں استعمال کی گئی

حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Marfat.com

آپ کنیت کے ساتھ ہی مشہور ہیں۔ پہلے عتیبہ بن ابی لہب کے نکاح میں تھیں۔ جب اس نے آپ کو اپنے باپ کے کہنے سے طلاق دی۔ رسول اللہ ﷺ سے گستاخی سے پیش آیا۔ حضور کی قمیص مبارک پھاڑ دی۔ تو حضور کی زبان مبارک سے نکا "یا اللہ! اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو اس پر مسلط کر دے" کچھ عرصہ بعد ابو لہب اور عتیبہ بغرض تجارت ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف گئے راستے میں ایک راہب کے صومعہ کے پاس اترے۔ راہب نے کہا کہ یہاں درندے بہت ہیں۔ ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تمہیں میری عمر اور میرا حق معلوم ہے؟ وہ بولے کہ ہاں۔ ابولہب نے کہا کہ محمد نے میرے بیٹے پر بددعا کی ہوئی ہے تم اپنا مال صومعہ پر جمع کر دو اور عتیبہ کے لئے اس کے اوپر بستر کر دو۔ اور خود اس کے ارد گرد سو جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ رات کو ایک شیر آیا۔ اس نے سب کو سونگھا۔ پھر سامان پر سے کود کر عتیبہ کو پھاڑ ڈالا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال بعد ربیع الاول ۳ھ میں سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا اور شعبان ۹ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام فاطمۃ زہرا اور بتول آپ کے لقب ہیں۔ جمال وکمال کے سبب سے زہرا کہلاتی تھیں اور ماسواء اللہ سے انقطاع کی وجہ سے بتول کہلاتی تھیں۔ آپ بعث کے پہلے سال پیدا ہوئیں۔ ہجرت کے دوسرے سال آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا آپ ﷺ نے

Marfat.com

حضرت علی سے پوچھا کہ ادائے مہر کے واسطے تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت علی نے جوب دیا کہ ایک گھوڑا اور ایک زرہ ہے آپ نے فرمایا کہ گھوڑا تو جہاد کے لئے ضروری ہے لیکن فی الحال زرہ فروخت کردو چنانچہ وہ زرہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۴۸۰ درہم میں خرید لی۔ حضرت علی نے قیمت لاکر حضور کی خدمت میں پیش کردی۔ حضور نے اس میں سے کچھ حضرت بلال اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیا کہ خوشبو خرید لائیں اور باقی گھر کے ضرورت کے سامان کے لئے حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حوالے کیا۔ اس طرح یہ نکاح ہو گیا آپ کے سامان میں یہ چیزیں تھیں ایک لحاف، ایک چمڑے کا تکیہ، جس میں درخت خرما کی چھال بھری ہوئی تھی، دو چکیاں، ایک مشک، دو گھڑے، اسی سال ماہ ذوالحجہ میں آپ کی رخصتی کی گئی۔ حضرت علی المرتضیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے فرمان پر رہائش کے لئے حضرت حارثہ بن نعمان کا مکان لیا۔ جو کہ بعد میں انہوں نے ویسے ہی نذر کر دیا۔ آنحضرت ﷺ کو اپنے اہل بیت میں سے سیدہ فاطمہ سب سے پیاری تھیں جب سفر پر جایا کرتے تو سب سے آخر میں سیدہ فاطمہ سے مل کر جاتے تھے اور جب واپس آتے تو پھر بھی سب سے پہلے سیدہ فاطمہ سے آکر ملتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ "فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا" سیدہ فاطمہ ہی کی نسبت حضور کا ارشاد ہے۔ خیر نساء هذه الامة. سيدة نساء العالمين. سيدة نساء اهل الجنة ـ سيدة نساء المؤ منين ـ صاحبزادیوں میں صرف حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اکرم ﷺ کا سلسلۂ نسل جاری ہے اور قیامت تک رہے گا۔ حضرت فاطمہ کو گھر کا تمام کام

Marfat.com

خود ہی کرنا پڑتا تھا ایک روز آپ کو خبر ملی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ لونڈیاں اور غلام آئے ہیں۔ اس لئے وہ ایک خادمہ کی درخواست کرنے کے لئے حضور اقدس ﷺ کے دولت خانہ پر آئیں۔ تو آپ نے لونڈی خادم کے بجائے تسبیحات پڑھنے کا حکم عطا فرمایا۔ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہ زہرا کے دولت خانہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت علی کو وہاں نہ پایا۔ آپ نے پوچھا کہ میرے چچا کا بیٹا کہاں ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہم دونوں میں کچھ ان بن ہو گئی ہے اور وہ ناراض ہو کر نکل گئے ہیں آپ نے ایک شخص کو فرمایا کہ دیکھو وہ کہاں ہیں؟ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ حضور مسجد میں تشریف لے گئے آپ دیکھتے ہیں کہ وہ پہلو کے بل لیٹے ہوئے ہیں اور خاک آلود ہو رہے ہیں حضور خاک جھاڑنے لگے اور فرمایا۔ اے ابوتراب اٹھو۔ حضرت علی کو اس نام سے پیارا کوئی نام نہ تھا۔ حضرت علی نے ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا۔ سیدہ زہرا نے سنا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر آپ نے عرض کی حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑہ ہے میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی اسے تکلیف پہنچائے۔ اللہ کی قسم میں فاطمہ کی زندگی میں دوسری شادی کی اجازت نہیں دیتا یہ سن کر حضرت علی نے خواستگاری چھوڑ دی۔ آنحضرت ﷺ کے وصال شریف کے بعد حضرت فاطمہ کبھی ہنستی نہ دیکھی گئیں اور وصال شریف کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان ۱۱ھ میں انتقال فرما گئیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں رات کے وقت دفن ہوئیں حضرت علی اور حضرت عباس اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم

Marfat.com

نے آپ کو قبر میں اتارا۔ حضرت زہرا کی اولاد تین لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ امام حسن اور امام حسین جو اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور حضرت محسن اور سیدہ رقیہ جو بچپن میں ہی انتقال کر گئے تھے اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کی شادی حضرت عمر فاروق سے ہوئی تھی سیدہ زینب جن کا نکاح حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار سے ہوا۔ ان میں سے سوائے حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی سے نسل نہیں چلی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی اولاد میں یہ سب سے چھوٹے ہیں بعثت کے بعد پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں انتقال فرما گئے۔ طیب وطاہر ان ہی کے لقب ہیں۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ آنحضرت ﷺ کی سب سے آخری اولاد ہیں ذی الحجہ ۸ھ میں مقام عالیہ میں جہاں ان کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ رہا کرتی تھیں پیدا ہوئے اسی سبب سے عالیہ کو مشربہ ابراہیم بھی کہنے لگے تھے حضرت ابو رافع کی بیوی حضرت سلمیٰ نے جو آنحضرت ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ کی لونڈی تھیں دایہ گری کی خدمت انجام دی۔ جب حضرت ابو رافع نے رسول اللہ ﷺ کو ان کی ولادت کی بشارت دی تو حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابو رافع کو ایک غلام عطا فرمایا۔ ساتویں دن عقیقہ کیا اور سر کے بالوں کے برابر چاندی خیرات کی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے نام پر آپ کا نام ابراہیم رکھا گیا۔ دودھ پلانے کے لئے آنحضرت ﷺ نے حضرت

Marfat.com

ابراہیم کو پرورش کے لئے حضرت ام سیف کے حوالہ کر دیا۔ ان کا شوہر ابو سیف لوہار تھا آنحضرت ﷺ حضرت ابراہیم کو دیکھنے کے لئے عوالی مدینہ میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ حضرت ابراہیم کو گود میں لے کر چوما کرتے حضرت ابراہیم نے حضرت ام سیف ہی کے ہاں انتقال فرمایا جب آنحضرت ﷺ کو خبر دی گئی کہ حضرت ابراہیم حالت نزع میں ہیں تو حضور اکرم ﷺ وہاں پہنچے اور آپ کو گود میں اٹھالیا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی ایسا کرتے ہیں! تو آپ نے فرمایا یہ رحمت وشفقت کے آنسو ہیں پھر فرمایا، "ابراہیم! ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔ آنکھیں اشکبار ہیں دل غمگین ہے لیکن زبان سے ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو، یعنی انا لله وانا اليه راجعون۔ آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت عثمان بن مظعون کی قبر کے متصل حضرت فضل اور حضرت اسامہ نے آپ کو قبر میں اتار ا۔ جناب رسول اللہ ﷺ قبر کے کنارے کھڑے تھے۔ آپ کے حکم سے ایک انصاری پانی کی مشک لایا اور قبر پر چھڑک دیا اور شناخت کے لئے ایک نشان قائم کیا گیا جیسا کہ حضرت عثمان بن مظعون کی قبر پر بھی کیا گیا تھا۔ حضرت ابراہیم کی عمر تقریباً ۱۸ ماہ تھی عرب میں جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ جب کوئی حادثہ عظیم وقوع میں آتا تو سورج یا چاند میں گرہن لگ جاتا ہے اتفاق سے حضرت ابراہیم کی وفات کے دن سورج گرہن لگ گیا لوگ کہنے لگے کہ یہ حضرت ابراہیم کی موت کے سبب سے ہوا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورج چاند خدا تعالیٰ کے دو نشان ہیں۔ کسی کی موت سے ان میں گہن نہیں لگتا۔ تمت بالخیر - ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

Marfat.com

Marfat.com

صاحب تصانیف کثیرہ

شخصیت امیر معاویہ

مناقب امیر معاویہ

محقق اہلسنت علامہ حافظ **شفقات احمد** صاحب محمدی نقشبندی گیلانی مدظلہ العالی

رسول اللہ کی نماز	مناقب اہلبیت	افضلیت شیخین
کردار یزید	علم مصطفےٰ	الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
تحقیق رفع یدین	رکعات تراویح	فاتحہ خلف الامام
طلاق ثلاثہ	ذکر میلاد	تفسیر آیت معراج
آل رسول اصحاب رسول	انگوٹھے چومنا	تفسیر آیہ نور
مسلک حق اہلسنت	نماز اور قرآن	مسائل رمضان
مسائل اعتکاف	مناظرے گیارہویں شریف	مسائل قربانی

جامع مسجد درس القرآن

پتہ: **مستند دیسی دواخانہ**

چوک رضائے مصطفےٰ رسول نگر روڈ علی پور چٹھہ ضلع گوجرانوالہ

جامعہ نوریہ رضویہ برکات القرآن

Marfat.com